READER BURAQ

# بے پناہ

تحریر :اوزائے زہان

" اور تم بال کیوں نہیں کٹوا کر آئے ؟"

مس عائشہ نے اسکے قدرے بڑھے ہوئے بالوں کو زور سے مٹھی میں بھنچا

جو اپنی ڈارک برالون آنکھوں سے مسلسل انہیں گھور رہا تھا۔۔۔

بات اب ٹیسٹ سے ہٹ کر اسکے بالوں پر آچکی تھی۔۔

" میری شکل کیا دیکھ رہے ہو۔۔بات کا جواب دو کیا پوچھ رہی ہوں میں
... بال کیوں نہیں کٹوا کر آئے ؟"

اسکے بالوں کو سختی سے جھٹکا دیتے ہوئے

اب وہ غصے سے پوچھ رہی تھی مگر حسنین دلآور پر رتی برابر فرق نہ پڑا۔۔

" جائو دوسری کلاس سے اسکی کزن کو بلا کر لائو "

مس نے اک بچے کو حکم دیا۔۔۔

" اسلام و علیکم۔۔۔ مس عائشہ ؟ کیسی ہیں آپ ؟ "

وعلیکم السلام۔۔ میں ٹھیک ہوں۔۔ آپ سنائیں۔۔ کیسے گزرے آپ

" کے ایگزام ؟

چاہت کو دیکھ کر مس عائشہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔ ان کا موڈ اک دم خوشگوار ہو گیا

" الحمد اللہ۔۔ بہت اچھے۔۔ سنائیں کیا کر رہی ہیں ؟"

چاہت کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔۔

چونکہ اسکا فری پریڈ تھا

وہ اکثر مس عائشہ کے ساتھ ہی اسکی کلاس میں وقت گزارتی تھی۔۔

ان دونوں کے درمیان کالج کے وقتوں سے ہی اچھی علیک سلیک تھی جو اب دوستی میں تبدیل ہو چکی تھی۔۔

ٹیسٹ لے رہی تھی کلاس کا۔۔۔اوران صاحب کو آج پھر ٹیسٹ یاد "

" نہیں ہے

مس عائشہ نے ٹیسٹ کی چند کاپیز چیک کرنے کے لئے اسکی طرف

بڑھاتے ہوئے حسنین دلآور پر تنزیہ نگاہ ڈالی

جو ہنوز انہی کو گھور رہا تھا۔۔

" کیوں حسنین؟آپ ٹیوشن نہیں جاتے؟ "

چاہت نے حسب عادت نرمی سے سوال کیا۔۔۔

اس سے پہلے کوئی جواب ملتا۔۔۔

" مس آپ نے بلایا ہمیں "

وہ زویا انور تھی حسنین دلآور خان کی کزن

جی ہاں۔۔ان کے بال دیکھو کتنے بڑھے ہوئے ہیں۔۔ جنگلی لگ رہا ہے "

۔۔ کتنی بار وارن کر چکی ہوں مگر کٹوا کر نہیں آتا اور دوسری بات اسے

ٹیسٹ بھی یاد نہیں ہوتا۔۔کیوں آخر؟"مس عائشہ کی بات سن کر زویا نے اسکی جانب دیکھا جواب سر جھکائے کھڑا تھا۔۔

مس ہم تو بہت کوشش کرتے ہیں کہ انہیں یاد کروائیں مگر یہ بہت "
شرارتی اور بد تمیز ہیں۔۔ہماری بات نہیں مانتے"زویا کی بات سنتے ہی مس عائشہ نے طیش میں آکر پٹاخ سے اک چماٹ اسکے گال پر دے مارا تھا

۔۔

وہ لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچا

دو موٹے موٹے آنسو اسکے گال سے پھسل کر گرے

کلاس میں بھی ہر ایک سے تمہارا جھگڑا ہوتا ہے، گھر میں بھی یہی حال "
" ہے اول درجے کے بد تمیز ہو تم

مس عائشہ اس پر چلائیں۔۔

چاہت سے گہرے متسفانہ انداز سے اسکی صورت دیکھی تھی۔۔

آپ کل اسکی مدر کو بلا کر لائیں ان سے بات کرتی ہوں میں "مس عائشہ "
دوٹوک بولیں
" ان کی مدد نہیں ہیں مس "
زویا کی بات سن کر جہاں مس عائشہ کو حیرانگی ہوئی وہیں چاہت کو بے
تحاشا دکھ و صدمہ پہنچا تھا۔۔
شاید اس لئے بھی کہ وہ بھی ماں جیسی نعمت سے محروم تھی۔۔
" ان کی دیکھ بھال کون کرتا ہے؟ "
مس عائشہ نے سنبھل کر پوچھا
ان کی اسٹیپ مدر ہیں۔۔ مگر وہ آجکل ان کے بھائی اور والد کے ساتھ "
"اسلام آباد گئیں ہوئی ہیں
زویا نے آگاہ کیا
ٹھیک ہے آپ جائیں اور جب ان کی مدر آئیں تو انہیں پیغام ضرور دیجئے "
" گا

" جی مس '

" میں حسنین دلآور کو کچھ دیر اپنے ساتھ لے جا رہی ہوں "

کچھ ہی دیر میں پیرڈ کی بیل بجی تو چاہت کچھ سوچتے ہوئے بولی

لے جائو۔۔ایسے بد تمیز اسٹوڈنٹس کی مجھے ویسے بھی کوئی ضرورت نہیں "

"مس عائشہ نے تپ کر کہا۔۔

وہ اسے لے کر اسٹاف روم میں چلی گئی۔۔

کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے اور اسے سمجھانے بجھانے کے بعد اس

نے زویا انور کو پھر بلوایا تھا۔۔

کیا بات ہے کہ یہ پڑھتا نہیں ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں اسکے اس بی ہیور کے "

" پیچھے کوئی گھریلو معاملہ چھپا ہو

"جی مس دراصل بات ایسی ہی کچھ ہے"

زویا کچھ جھجکتے ہوئے بولی

" جب سے ان کی مدر کی ڈیتھ ہوئی ہے یہ تب سے بگڑ گیا ہے۔۔اور جب سے ان کے بابا نے ثمینہ آنٹی سے دوسری شادی کی ہے یہ بہت بد تمیز ہو گیا ہے نہ ان کی کوئی بات مانتا ہے۔۔نہ ثمینہ آنٹی کی۔۔گھر آنے والے ہر مہمان سے بد تمیزی کرتا ہے چاہے وہ کوئی بچہ ہو یا بڑا ہو۔۔اور اسکول میں تو ہر آئے روز کسی نہ کسی کا سر پھاڑ دیتا ہے یا ٹیچر سے بد تمیزی اسکا معمول بن گیا ہے "

زویا انورا سکی خالہ زاد بہن تھی۔۔۔

جو اسی اسکول میں آٹھویں جماعت کی طالب علم تھی۔۔

چاہت نے اک لمبی سانس کھینچنے کے بعد اسے جانے کا کہا اور اب وہ حسنین کی طرف متوجہ تھی جو دونوں ہاتھ جھولی میں رکھے سر جھکائے پوری دنیا سے ناراض نظر آتا تھا۔۔

" نین۔۔۔؟ "

اسکی پکار پر ڈارک برائون آنکھیں بے اختیار اٹھا کر دیکھا۔۔

اسکی ماں بھی اسے اسی نام سے پکارا کرتی تھی وہ اک لمحے کے لئے چاہت کو دیکھتا چلا گیا۔۔

" آپ کو معلوم تو ہو گا کہ آپ کے بابا آپ سے بہت پیار کرتے ہیں

"۔۔۔آپ کیوں۔۔۔

" نہیں۔۔۔وہ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔۔۔وہ صرف ایشان اور اسکی ماما سے پیار کرتے ہیں"

اس نے تیزی سے چاہت کی بات کاٹی تھی

" ایسا نہیں کہتے نین۔۔۔اگر آپ سے محبت نہیں کرتے تو آپ کو اتنے اچھے اسکول میں پڑھنے کیوں بھیجتے بھلا !... "

اس نے دھیمے سے اسکا ہاتھ تھاما

" اگر آپ چاہتے ہو کہ آپ کے بابا واقعی آپ سے محبت کریں تو اسکول میں اچھے مارکس لایا کرو۔۔اپنی پرفارمنس بہتر کرو۔۔اپنی ماما کی ہر بات مانا

کرو۔۔اپنے چھوٹے بھائی کے ساتھ مل جل کر رہا کرو۔۔میں پرامس
کرتی ہوں اسکے بعد آپ اپنے بابا کے فیوریٹ بن جائو گے "
اس نے زور دیتے ہوئے کہا
اس طرح ٹیچرز بھی آپ سے پریشان ہیں۔۔اگر آپ اپنے کلاس فیلوز "
سے لڑو گے۔۔ جھگڑو گے تو اسکول سے نکال دیئے جائو گے۔۔پھر تو آپ
کے بابا بہت ناراض ہوں گے آپ سے۔۔ماما بھی صرف ایشان کو پیار
".. کریں گی۔۔۔پھر آپ کیا کرو گے
اس نے اسکے چھوٹے ذہن میں حالات کا نقشہ کھینچا تو کچھ پل کے لئے ہی
حسنین دلآور خان کچھ لمحوں کے لئے کسی سوچ میں ڈوب گیا۔۔۔
اس نے زویا انور کو بلا کر اسے کسی اچھے ٹیوشن میں لگوانے کی تلقین کی تھی
۔۔
مس آپ بھی تو ٹیوشن دیتی ہی اسٹوڈنٹس کو۔۔آپ انہیں پڑھا دیجئے "
"۔۔میں ان کی مدر بات کر لوں گی

وہ کہنے لگی

اس نے کچھ پس و پیش کے بعد حامی بھری تھی۔۔

---

اسکے دل میں خوشی کا پاگل کر دینے والا احساس کروٹیں بدلنے لگا۔۔۔

وہ کسی بچے کی مانند کنفیوز سا ہاتھ بڑھاتا،

اور پھر روک لیتا۔۔۔

اس کے انداز میں اس قدر حسن و جمال پنہا تھا کہ

حسنین دلآور خان کا دل چاہا وہ اسے دیکھتا رہے۔۔

اس قدر دیکھے کہ نگاہوں کی پیاس بجھ جائے۔۔۔

دونوں ہاتھ آپس میں باہم پیوست کیئے لبوں پر جمائے

اسے بنا رکے، بنا تھکے دیکھتا چلا گیا۔۔۔

حتی کہ کتنا ہی وقت گزر گیا۔۔

اسکے بے حواس وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر اک دو لمحے اجنبی اجنبی سے کمرے کو دیکھا اور جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

" کہاں ہوں میں ؟ "

وہ بیڈ کے دوسری طرف اتری۔۔

" آپ کا دوپٹہ "

اسکی جانب دوپٹہ بڑھایا۔۔

اسکا انداز اور لہجہ اس قدر نارمل تھا کہ چاہت غش کھا کر گرتے گرتے بچی

۔۔۔

تم۔۔۔تم۔۔اتنا گر سکتے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی "پھاڑ کھانے " والے انداز میں اس سے دوپٹہ کھینچ کر اپنے گرد پھیلایا

" دروازہ کھولو "

"نہیں کھلے گا "

میں نے کہادروازہ کھولو مجھے جانا ہے "وہ غرائی "

" سسسس حسین"

اس نے کھینچ کر ادا کیا

"پتا ہے جب تم ایسے غصہ کرتی ہو تو بہت قہر ڈھاتی ہو "

وہ آپ سے تم پر آ گیا تھا۔۔۔

چاہت مسلسل اسے خون آشام نگاہوں سے گھور رہی تھی جیسے ابھی اسکا خون کر دے گی۔۔۔

وہ ہنوز ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

اور۔۔جب یوں "اس نے انگلی پوائنٹ کی "

غصے سے ٹکٹکی باندھ کے دیکھتی ہو نا۔۔تو مجھے مجبور کر دیتی ہو کہ میں "

"پوری دنیا سے چھین کر تمہیں بس اپنی پاس قید کر لوں

چاہت کا دل چاہا اس نوجوان

کا منہ نوچ لے

"بہت ہی گھٹیا انسان ہو تم "

وہ جاندار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا

" کچھ شرم کر لو استاد ہوں میں تمہاری"

" تو کیا استادوں کو محبت کرنے کا حق نہیں ہوتا؟ "

میں تم سے محبت نہیں کرتی حسنین دلآور خان۔۔سنا تم۔۔میں۔۔۔تم "

"۔۔۔۔سے۔۔محبت۔۔۔نہیں کرتی

لفظ بہ لفظ جتا جتا کر کہتی دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔۔

حسنین کے تن بدن میں انکار سے آگ لگ گئی۔۔۔

وہ سرعت سے اسکے راستے میں آیا تھا۔۔۔

اسے اپنے نہایت نزدیک دیکھ کر وہ بوکھلا گئی تھی۔۔۔۔

اسکے سامنے اسے اپنا سارا اعتماد بکھرتا ہوا محسوس ہوا

وہ لاکھ بہادر سہی اسکے سامنے،

اسکے ساتھ بند جگہ پر گھبرا سی گئی۔۔

جو بھی تھا۔۔۔

تھا تو وہ بھی مرد۔۔

بگڑا ہوا۔۔اسکا ستایا ہوا۔۔۔

نوجوان خون۔۔جو بات بات پر بھڑک اٹھتا

اس نے جارحانہ انداز میں اسکے نازک بازو کو سختی سے دبوچ کر اپنی سمت کھینچا تو اسکے ریشمی بال سینے پر بکھر گئے اور چند لٹھیں رخساروں سے چپک گئیں۔۔

اس کی جسارت پر کھولتے ہوئے

دوسرا ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تو

حسنین نے اک ہی ہاتھ میں اسکی دونوں نازک کلائیاں سختی سے مقید کرلیں اور بے خودی کے عالم میں اسکے چہرے کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔۔۔

" چھوڑو مجھے "

وہ اس کے والہانہ پن کو سہہ نہیں پا رہی تھی

کتنے رنگ ہیں تمہارے۔۔ہر رنگ بے پناہ خوبصورت ہے یا میری " محبت نے تمہیں حسن بخش دیا ہے۔۔ تمہیں حسین ترین بنا دیا ہے

غصے سے اسکے رخسار دہک اٹھے۔۔۔

حسنین نے بہت شوق سے یہ منظر دیکھا تھا

" بکواس بند کرو اپنی"

اسکا بے قرار و بے تاب انداز کچھ اور ہی کہانی سنا رہا تھا۔۔

اسکے انداز میں نیا پن چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا اس نے ان راستوں کا انتخاب کر لیا تھا جو اسکے لئے نہیں تھے۔۔۔اسکے اندر طوفانی جھکڑ چل رہے تھے

۔۔

وہ خوف سے دوہری ہوئے جا رہے تھی۔۔۔

اس کی نازک انگلیوں والی گلابی ہتھیلی تھام کر آہستگی سے اسے دیکھتے لبوں پر رکھ لیا۔۔۔۔

چاہت نے تڑپ اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ دیوانہ وار اسکی ہتھیلی اپنے چہرے پر گھمانے لگا۔۔۔

اس نے ناپسندیدگی اور ناگواری سے آنکھیں موندے لیں۔۔۔

یکدم بہت سے آنسو آنکھوں کے کناروں سے چشمے کی مانند پھوٹ نکلے۔۔

" نین پلیززز "

اس سسکی نے اسکی محویت کو توڑا۔۔۔

" پیچھا چھوڑ دو میرا۔۔۔ تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا یہ سب کر کے "

تم۔۔۔ تم سکون ہو میرا۔۔ میرا۔۔ میرا سب کچھ ہو۔۔ تمہیں کیسے چھوڑ دوں میں "

وہ دیوانہ وار اسکی آنکھوں کو چھوتے ہوئے بولا

"تمہیں نہیں چھوڑ سکتا میں "

وہ کچھ اتنی محبت سے بولا کہ وہ نادم ہو کر رہ گئی

اسکے لئے قیمتی متاع تھی وہ۔۔۔

اس نے مٹھیاں بھینچ کر سختی سے نفی کی تھی۔۔

تم سمجھ نہیں رہے ہو میں انگیجڈ ہوں۔۔ تم سے سو بار کہہ چکی ہوں۔۔ "

" آخر کیوں نہیں مان لیتے میری بات

اسکی بڑی بڑی مدہوش کر دینے والی سرخ سرخ آنکھوں میں جھانکنے لگا۔۔۔

چاہت کی برداشت ختم ہوتی جا رہی تھی

اب تک آپ کی ہر بات تو مانی ہے۔۔۔اک آپ مان لیں گی تو کیا بگڑ "
جائے گا۔۔۔دراصل آپ کو اندازہ نہیں ہے نا آپ میرے لئے کیا
ہیں۔۔زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اور محبت آپ کو دی ہے کیونکہ
"آپ مجھے سمجھتی ہیں۔۔۔اس لئے آپ کی ہر بات مان بھی لیتا ہوں
تم سمجھتے کیوں نہیں ہو" وہ ایکدم چلا اٹھی "
اسکے چہرے پر تکلیف دہ رنگ تھے
سمجھ تو تم نہیں رہی ہو مجھے۔۔۔کیوں عمر بھر کی تکلیف دینا چاہتی ہو مجھے "
بھی خود کو بھی۔۔سارا وقت جان سولی پر لٹکی رہتی ہے۔۔جب یہ سوچتا
ہوں کہ تم کسی اور کی ہونے جا رہی ہو۔۔۔تمہیں کسی اور کے ساتھ امیجن
" بھی نہیں کر سکتا۔۔۔تم اندازہ بھی نہیں کر سکتی میری بے بسی کا
اس نے ان نم آنکھوں کو دیکھا جن پر سیاہ ریشمی بال پڑ رہے تھے۔۔وہ بے
بسی سے لب کاٹے

دیکھو حسنین۔۔میں تم سے محبت نہیں کرتی۔۔۔انگیجڈ ہوں۔۔تمہاری"
" شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔۔جانے دو
وہ چیخ چیخ کر کہنے لگی۔۔۔
آنسو مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔

---

دیکھیں اسکے سکول سے پھر کمپلین آئی ہے دلآور آپ ہی بتائیں میں اس"
لڑکے کا کیا کروں؟ میں تو تنگ آگئی ہوں اب میں یہ گھر سنبھالوں یا پھر اس
" کی لڑائیوں کی عدالتوں میں رہوں
ثمینہ بیگم نے سر تھام لیا تھا۔۔

نہیں ثمینہ آنٹی اس بار نین نے کوئی جھگڑا نہیں کیا۔۔وہ تو مس بال "
" کٹوانے کا کہہ رہی تھی

ہاں تو ایک ہی بات ہے۔۔اب کیا میں اتنی فارغ ہوں جو ہر وقت "
" اسکول کے چکر کاٹتی رہوں

ثمینہ بیگم نے زویا کو بری طرح جھڑک کر خاموش کروا دیا تھا۔۔
اور آنٹی حسنین کی مس اس کو ٹیوشن لگوانے کا بھی کہہ رہی تھی اسے روز "
" ٹیسٹ نہیں یاد ہوتا۔۔پڑھائی میں بہت ویک ہوتا جا رہا ہے

زویا نے جھجک کر بات مکمل کی

اچھا بس بھی کرو لڑکی تم کیا اسکول میں صرف حسنین کی رپورٹ لینے "
" جاتی ہو۔۔جائو یہاں سے میں خود بات کر لوں گی ان سے

زویا برہمی سر جھٹک کر وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔

آپ اخبار کی جان چھوڑ بھی دیں۔۔۔اپنے لاڈلے کے کارنامے سنے "
ہیں آپ نے! ہر روز کوئی نہ کوئی نیا گل کھلا کر آ جاتا ہے اسکول میں

۔۔۔میرے ایشان کو دیکھو مجال ہے کبھی کمپلین ملی ہو۔۔ٹیچرز نے جب
" بھی بلایا تعریف اور حوصلہ افزائی کے لئے بلایا ہے
"اچھا بس بس۔۔
دلآور خان نے اخبار کا پلندہ موڑ ٹیبل پر رکھتے ہوئے بیگم کو ٹوکا
یہ تمہاری لاپرواہی کا نتیجہ ہے لڑکا اتنا بگڑ گیا ہے۔۔ تھوڑا دھیان دیتی تو "
آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔۔ تم سے کہا بھی خاص توجہ دو اس پر۔۔بہت ضدی
"ہے یہ لڑکا
ثمینہ بیگم کے تن بدن میں آگ لگ گئی
اچھاااایہ بھی میری ہی غلطی ہے۔۔اپنے صاحبزادے کو کچھ نہ کہنا "
۔۔۔اگر اتنی ہی بری لگتی ہوں تو چلی جاتی ہوں اپنے بابا کے گھر۔۔ویسے
بھی میں نے کوئی فلاحی ادارہ نہیں کھولا ہوا کہ یتیموں اور مسکینوں کی
" اولادوں کو پالتی پھروں
وہ تن فن کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔

" شازیہ۔۔؟ "

دلآور خان نے غضب کے عالم میں ملازمہ کو آواز دی تھی

" جی صاحب جی "

" حسنین کہاں ہے؟ "

" صاحب جی حسنین بابا تو سو رہے ہیں "

" جگا کر لائو اسے میرے پاس فوراً "

انہوں نے حکم صادر کیا تو ملازمہ گھبرائی ہوئی سی اسکے کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

" بابا آپ نے بلایا "

خمار آلود سرخ آنکھیں رگڑتے ہوئے اس نے جتنی معصومیت سے سوال کیا تھا اس سے دگنے غصے اور طیش میں آکر دلآور خان نے اسکے گال پر الٹے ہاتھ کا طمانچہ جڑ دیا۔۔

وہ لڑکھڑا کر گرا اور بیڈ کی پائنتی سے سر بری طرح ٹکرا گیا۔۔

" تمہیں آخری بار وارن کیا تھا کہ اب اسکول سے تمہاری کمپلین نہیں آنی چاہیے۔۔کیوں آئی تمہاری کمپلین؟ "

" میں نے کچھ نہیں کیا بابا "

وہ روتے ہوئے گڑگڑا کر صفائی دیتا بیڈ کی پائنتی سے جا لگا۔۔۔

" تمہارا مطلب ہے کہ زویا جھوٹ بول رہی ہے۔۔آخر کچھ تو تم نے بھی کیا ہو گا "

دلآور خان نے یکے بعد دیگرے کئی طمانچے اسکی گال پر دے مارے

" نہیں بابا۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا "

وہ بلند آواز روتے ہوئے بار بار دہرانے لگا۔۔۔

" اسے میری نظروں سے دور لے جاؤ اور اسٹور میں بند کر دو۔۔اسکا کھانا پینا سب بند ہے "

دلآور خان نے ملازمہ پر حکم صادر کیا۔۔

نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔اب کوئی شرارت نہیں کروں گا۔۔آپ "
کی قسم اب نہیں کروں گا۔۔۔مجھے اندھیرے سے ڈر لگتا ہے۔۔۔بابا
" ۔۔۔بابا
" پلیز ایسا نہیں کریں
اسکی روتی بلکتی آوازیں دور ہوتی گئیں۔۔
ملازمہ اسے کھینچ کر لے گئی اور اسٹور میں بند کر کے دروازہ لاک کر دیا۔۔۔
دلآور خان نے ثمینہ بیگم کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی خاطر چابی ان کے حوالے
کر دی تھی۔۔

وہ جب تک چاہیں حسنین کو سزا دے سکتی تھی۔۔۔
دراصل ثمینہ لغاری کروڑوں پتی باپ کی اکلوتی اولاد تھی اور دلآور خان
فطرتاً لالچی شخص تھا اس کو ابھی بزنس میں قدم جمانے کے لئے پیسہ اور
سپورٹ درکار تھا اور ثمینہ لغاری کروڑ پتی باپ کی اکلوتی بیٹی تھی۔۔

جس وجہ سے وہ ثمینہ بیگم سے ناراضگی مول نہیں لے سکتے تھے۔۔آخر کو ان کے بہت بڑے بڑے خوابوں کی تعبیر صرف اور صرف ثمینہ بیگم کی بدولت ممکن ہو سکتی تھی۔۔۔

---

بحث ومباحثہ، منت وسماجت، عرض و گزارش کے بعد بھی وہ اسکی محبت کی تردید کر رہی تھی۔۔

اسے رد کر رہی تھی

وہ بے قرار روح کی مانند مضطرب تھا

آپ رو رو کر مجھے پاگل کر دیں گی۔۔آپ کے آنسو میری روح پر گھائو "
لگا رہے ہیں۔۔۔کیوں نہیں سمجھ رہی ہیں مجھے۔۔۔میری مسکراہٹیں

چھین کر۔۔زندگی تباہ و برباد کر کے آپ بھی خوش نہیں رہ سکیں گی زرا
" سوچیں۔۔۔بس اک بار۔۔میری محبت پر بھروسہ تو کر کے دیکھیں
چاہت نے کرب سے لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔
تم مجھ سے سو بار بھی پوچھو گے تو میرا یہی جواب ہو گا۔۔۔ حسنین دلآور "
اور اب تو تم سے نفرت ہونے لگی ہے۔۔۔کچھ تو شرم کرو تمہاری استانی
" ہوں میں
اسکا دل چاہ رہا تھا سامنے بیٹھے لڑکے کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے جو کل
تک اسکا فیوریٹ اسٹوڈنٹ ہوا کرتا تھا اس وقت اسے سخت برا لگ رہا تھا۔۔
" استانی ہیں تو کیا؟ محبت کرنا نہیں سکھایا کسی نے آپ کو؟ "
وہ دوبدو بولا
" تم ہوتے کون ہو مجھے محبت کا سبق پڑھانے والے؟ "
لفظ 'محبت' کے نام پر اسے آگ لگ گئی تھی

میں آپ سے محبت کا دعویدار ہوں۔۔۔بہت محبت کرتا ہوں آپ "
"سے

وہ بہت لگاوٹ سے بولا

کس منہ سے محبت کا دعویٰ کر رہے ہو تم۔۔شرم آنی چاہیئے تمہیں ایسا "
" سوچتے ہوئے بھی، میں نے تمہیں کیا سمجھا تھا اور تم کیا نکلے

اس نے نفرت آمیز لہجے میں کہا تو اس سے برداشت نہ ہوا۔۔اسکے جسم
میں شرارے دوڑنے لگے

تو کیوں آئی تھی میرے قریب؟ کیوں مجھے یہ محسوس کروایا کہ آپ کو "
" ! میری پرواہ ہے

وہ پھٹ پڑا۔۔۔

"میں تمہارے قریب آئی تھی؟ "

چاہت نے بے یقینی سے اسے دیکھا

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔بکواس کر رہے ہو تم۔۔سب ذہنی فتور "

"ہے تمہارا

وہ غرائی تھی۔۔

کیسے اسکی ہمدردیوں اور مہربانیوں کو گھنائونا نام دے سکتا تھا وہ۔۔۔

اچھا۔۔ چلیں چھوڑیں۔۔سب دفع کریں۔۔آج کے بارے میں "

سوچیں۔۔میرے بارے میں سوچیں۔۔بس اک بار ہاں کر دیں۔۔ مجھ پر

"

اس نے تیزی سے اسکی بات کاٹی

مجھے خود پر شرم آ رہی ہے کہ میں نے تم جیسے شخص پر اپنا وقت اور جذبات

" برباد کیئے

ایسا تو نہ کہیں۔۔آپ تو بہت معتبر ہیں میری نظر میں۔۔آپ کے ساتھ "

گزرا ہوا اک اک پل قیمتی ہے میری زندگی میں۔۔۔اسکے سوا اور ہے ہی

" !کیا

وہ اسکے انداز اور لہجے پر برا مان کر بولا

" اپنی نظروں میں معتبر کر کے مجھے باقی سب کی نظروں میں گرا رہے ہے مجھے "

"۔۔یہ کیسی محبت ہے تمہاری؟

وہ سسک کر بولی تو

حسنین دلآور خان کو اپنا دل سینے کی دیوار میں گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا

جیسے ابھی سانس بند ہو جائے گا

" میں آپ پر آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔۔کسی کی اتنی مجال نہیں ہے کہ

" آپ پر انگلی اٹھائے

" تمہاری اس حرکت کے بعد تو یہ ممکن نہیں ہو سکے گا "

اسکے لہجے میں نفرت کی آمیزش تھی

حسنین کا دل جیسے دب کر رہ گیا۔۔۔

وہ اک لمحے کو اپنے اٹھائے گئے قدم پر سوچنے پر مجبور ہو گیا مگر۔۔۔

پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔۔۔

اپنی محبت حاصل کرنے کا یہی اک طریقہ تھا

ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت بھنچے کب سے یونہی غصے پر قابو کرنے کی

کوشش کرتا رہا پھر بہت زور سے کرسی پیچھے دھکیل کر کمرے سے نکل گیا

---

" حسنین دلآور نہیں آیا آج؟ "

اس نے سرسری سا پوچھا۔۔

" تمہیں کلاس کے امن و سکون اور اطمینان سے علم ہو ہی گیا ہو گا "

مس عائشہ نے تنزیہ کہا۔۔

اس نے حسنین دلآور خان کی کزن زویا انور سے پوچھا تو وہ مضطرب سی کہنے لگی

" مس انہیں بخار ہو رہا ہے "

" بخار؟ اچانک سے؟ کل تو اچھا بھلا تھا "

اس نے حیران ہو کر پوچھا

"وہ مس دراصل۔۔۔ "

وہ ہچکچائی

"کیا بات ہے زویا۔۔ کھل کر بتائو "

" مس جب ہم نے ان کی مدر سے کمپلین کی تو وہ انہوں نے حسنین کے والد سے شکایت لگادی۔۔ ان کے والد نے انہیں مارا اور سزا کے طور پر اسٹور میں بند رکھا۔۔ جس کی وجہ سے انہیں بخار ہو گیا ہے "

یہ سن کر چاہت کر بہت گہرا صدمہ اور دکھ پہنچا تھا۔۔

" آپ ڈاریکٹ ان کے والد سے کہیئے گا مس چاہت نے انہیں بلایا ہے "

اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا تو زویا نے حامی بھر لی۔۔۔

---

جب وہ آٹھویں میں تھی تو ماں چل بسیں۔۔

ابھی نویں جماعت پاس ہی کی تھی کہ ابراہیم صاحب کا انتقال ہو گیا۔۔وہ اکلوتی اولاد تھی ماں باپ کی۔۔

کیسے چند سالوں کے اندر اندر اسکی زندگی بدل گئی تھی۔۔وہ یتیم و مسکین ہو چکی تھی۔۔

یہ تو بھلا ہو تایا ابو کا جنہوں نے سب پھپھویوں اور تائی امی کی طرح طرح کی باتوں کے باوجود اسکی کفالت کی زمہ داری اپنے سر لے لی تھی۔۔

خالائوں کی لاڈلی وہ اب بھی تھی مگر ماں کے بعد ان کے لہجوں میں واضح
تبدیلی محسوس کی تھی اس نے
اور پھر تائی امی کی بدمزاجی کے باعث ان سے کم ہی ملتی تھی مگر روز فون
کرتی تھی۔۔
اسکی ددھیال کا تعلق مڈل کلاس فیملی سے تھا
مگر ننھیال خاصا امیر کبیر تھا۔۔
تایا ابو اک سرکاری ملازم تھے۔۔
ان کی معمولی تنخواہ میں گھر کا خرچا
اظہر اور اشعر کی پڑھائی کا خرچہ بمشکل نکلتا تھا
ایسے میں چاہت کی بھی زمہ داری ان پر آچکی تھی۔۔اسکے باوجود ان کے
ماتھے پر اک شکن تک نہیں آئی تھی مگر وہ تائی امی کی کڑوی کسیلی باتیں
نہیں سن سکتی تھی۔۔وقت اور حالات نے اسے بہت سمجھدار اور معاملہ
فہم بنادیا تھا۔۔

اس کی کلاس فیلو کی والدہ پرائیویٹ اسکول چلاتی تھی۔۔جس کے توسط سے اسے وہاں جاب مل گئی تھی۔۔

وہ شام کو اسٹوڈنٹس کو ٹیوشن بھی دیتی تھی

جس سے وہ اپنی نجی ضروریات اور اپنی پڑھائی کا خرچہ باآسانی خود اٹھا سکتی تھی۔۔

ساتھ ہی اس نے اپنی پڑھائی کا سلسلہ جاری رکھا تھا

حال ہی میں اس نے فرسٹ ایئر کے ایگزام دیئے تھے۔۔

پڑھائی اور اسکول سے جیسے تیسے وقت نکال کر وہ تائی امی کے ساتھ گھر کے کاموں میں ہاتھ ضرور بٹاتی تھی۔۔اس سے اک اچھی چیز یہ ہوئی کہ

اب تائی امی کا رویہ اسکے ساتھ پہلے جیسا اکھڑ اور روڈ نہیں رہا تھا بلکے بدل گیا

۔۔

جس سے چاہت بے حد خوش تھی۔۔

کیونکہ اب یہ لوگ ہی اسکی زندگی کا کل اثاثہ تھے۔۔

اسکے اپنے تھے۔۔۔اسکے ہمدرد تھے۔۔

تائی امی کیا ہوا آپ کو؟" وہ تشویش سے بیگ کا اسٹرپ کندھے سے "

اتارتی ان کی جانب بڑھی۔۔

" کچھ نہیں بس ذرا سا چکر آ گیا تھا "

وہ کمزور سی آواز میں کہنے لگیں

کہیں آپ کا بلڈ پریشر تو لو نہیں۔۔میں ابھی اشعر بھائی کو فون کرتی ہوں "

" آپ کو ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتے ہیں

وہ پریشانی سے فون کر طرف بڑھنے لگی تو تائی امی نے ٹوک دیا

"ارے رہنے دو لڑکی۔۔بس یونہی زرا سا کمزوری سے چکر آ گیا تھا "

" واقعی۔۔آپ ٹھیک ہے نا؟ "

وہ گہری سنجیدگی سے پوچھنے لگی تو تائی امی نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

ہاں بھئی ٹھیک ہوں۔۔تم پریشان نہ ہو۔۔ تھکی ہوئی آئی ہو جاؤ شاباش "

" ۔۔پانی وغیرہ پی لو

"کوئی بات نہیں تائی امی۔۔میں کھانا بناتی ہوں آپ آرام کریں "

کھانا بن چکا ہے۔۔ تمہارے تایا ابو آئیں تو پھر کھاتے ہیں۔۔۔میں بھی "

انہی کا انتظار کر رہی ہوں۔۔ تم جاؤ ہاتھ منہ دھو آئو۔۔وہ بھی آتے ہی

" ہوں گے

"جی۔۔ "

وہ کہتی ہوئی بیگ اور چادر اٹھا کر اپنے کمرے میں جانب بڑھی۔۔

اظہر کالج کے بعد اکیڈمی، جبکے اشعر بھائی یونیورسٹی جاتے تھے اور وہاں سے

فارغ ہو کر شام کو ہی گھر آتے ہیں۔۔تایا ابو کی دفتر سے چھٹی جلدی ہو جایا

کرتی تھی

اسی لئے وہ کھانا گھر ہی کھاتے تھے۔۔

شام کی چائے معمول کے مطابق چاہت ہی بناتی تھی۔۔

کھانا وہ کبھی کبھی بناتی تھی کیونکہ تائی امی کو کم و بیش ہی کسی کے ہاتھ کا کھانا

پسند آتا تھا۔۔

جبکہ وہ گھر دیگر کاموں میں ان کا ہاتھ بٹا دیا کرتی تھی۔۔یونہی چاہت ابراہیم سمیت اس گھر کے مکینوں کی پرامن زندگی سکون سے گزر رہی تھی

۔۔

' ماضی'

" تم لوگوں کے اندر کوئی خوف خدا ہے یا نہیں۔۔اک بچے کو اندھیرے کواڑوں کے پیچھے بند کرتے ہوئے آپ کا دل نہیں کانپا۔۔۔آخر اس معصوم کا جرم کیا ہے "

وہ غیظ و غضب کے عالم میں حسنین کی پیشانی سے ٹمپریچر چیک کرتے ہوئے اور زور سے چلایا تھا۔۔

" وہ۔۔۔صاحب جی۔۔بڑے صاحب کا حکم تھا "

ملازمہ متوحش سی ہو کر منمنائی

ایسی کی تیسی بڑے صاحب کی۔۔وہ آئے تو اسے کہنا مہران فرید آیا تھا "

" اور حسنین کو لے گیا ہے۔۔۔اگر ہمت ہے تو میرا سامنا کر کے دکھائے

وہ غصے سے گاڑی اسٹارٹ کر کے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

اس شخص نے انسانیت کی ساری حدیں پار کر دیں ہیں۔۔میں اسے "

چھوڑوں گا نہیں۔۔کیا سمجھ رکھا ہے اس نے حسنین کو..لاوارث!۔۔

ابھی اس کے اصل وارث زندہ ہیں۔۔انہیں ناکوں چنے نہ چبوا دیئے تو میرا

" نام بھی مہران فرید نہیں

" اچھا بس نا۔۔۔تم کیوں اپنا خون جلا رہے ہوں۔۔ریلکیس ہو جائو "

مسز فرید نے اسکے کندھے پر تسلی آمیز دباؤ ڈالا

کیسے ریلکیس ہو جائوں میں ماما آپ نے نین کی حالت دیکھی ہے۔۔یہ "

شخص وحشی ہے باپ کہلانے کے لائق نہیں ہے۔۔میں پہلے دن سے جانتا

تھا تایا ابو کو بھی وارن کیا تھا۔۔۔عالیہ کو بھی خبردار کیا تھا مگر وہ تو دلآور خان

کی محبت میں پاگل ہو چکی تھی۔۔اور دیکھیں کیا انجام ہوا جان سے ہاتھ دھو بیٹھی۔۔۔اب دونوں بچے دلآور خان کے رحم و کرم پر ہیں۔۔اسکی بیوی اور اسکا جو جی میں آئے سلوک کر رہے ہیں ! "

اسنے گہرے دکھ سے کہتے ہوئے ہاتھوں میں سر گرا لیا

اکلوتی دوست ، بہن ، تایا زاد اک اس لڑکی سے اسکے کتنے رشتے تھے۔۔۔

اسکی اور ثمرہ کی تو جان تھی وہ۔۔۔

عالیہ کی ناگہانی موت کے بعد اس کی نشانی کے ساتھ یہ ناروا سلوک ہر گز بھی برداشت کرنے والا نہیں تھا۔۔۔

" کیسا ہے نین ؟ زیادہ پریشانی والی بات تو نہیں '

وہ بے چینی سے ڈاکٹر کی جانب بڑھا۔۔

پریشانی کی بات تو ہے۔۔۔بچے کو پینک اٹیک ہوا ہے۔۔بلڈ پریشر "

خطرناک حد تک لو تھا۔۔نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا تھا اگر آپ وقت پر نہ لاتے تو"

مسز فرید نے دہل کر دل تھام لیا

" کچھ دن انڈر آبزرویشن رکھیں گے۔۔کچھ ضروری ٹیسٹ کریں گے

"۔۔کہیں انہی ہارٹ پرابلم نہ ہو

"اللہ نہ کرے ہمارے پھول سے بچے کو اتنی بھیانک بیماری ہو "

انہوں نے بے ساختہ کہا

" آپ بس دعا کیجئے "

وہ پروفیشنل انداز میں کہہ کر آگے بڑھ گئے۔۔

مہران نے بڑھ کر ماں کو سہارا دیا تھا

جو شکستگی سے دوچار

آنسوئوں بھری آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

سب ٹھیک ہو جائے گا"اس نے حوصلہ دیا۔۔ "

" اب کچھ ٹھیک نہیں ہو گا مہران۔۔ہماری عالیہ تو دنیا سے چلی گئی "

وہ اک بار پھر سے عالیہ کے غم میں نڈھال ہو چکی تھی۔۔ جنہیں انہوں
اپنی بیٹی ثمرہ ہی کی طرح پالا
تھا۔۔۔

سب ٹھیک ہو جائے گا مام۔۔۔ دلاور خان کو اتنی آسانی سے چھوڑنے "
'والا نہیں ہوں۔۔ آپ دیکھتی جائیں میں کرتا کیا ہوں اسکے ساتھ
مہران پریشانی کے عالم میں انہیں سنبھالتا دلآور خان سے نپٹنے کا لائحہ عمل
سوچنے لگا۔۔۔ کیونکہ حسنین کی تشویش ناک حالت نے اسے پریشانی میں
ڈال دیا تھا۔۔۔

مہران کی قانونی دھمکیوں سے دلآور خان اچھا خاصا دب گیا تھا۔۔ویسے بھی وہ اویس لغاری کا داماد تھا

جو کہ ملک کے جانے مانے بزنس مین تھے۔۔

وہ ہر گز نہیں چاہتے تھے دلآور خان کے نام کا ساتھ ساتھ ان کا نام بھی میڈیا میں آئے اور گھر کا معاملہ یوں عدالتوں میں زیر بحث آئے۔۔۔

اسی لئے مہران نے حسنین کے ساتھ ناروا رویے پر اچھی خاصی کلاس لی تھی ۔۔اب کہ اس نے ڈیسائیڈ کیا تھا کہ وہ خود ہر ہفتے اسکی خبر گیری کرنے آیا کرے گا۔۔۔

" دیکھیں مار نا پیٹنا، اور تشدد کرنا ہر مسلے کا حل نہیں ہوتا۔۔آپ حسنین کو پیار سے بھی سمجھا سکتے ہیں۔۔اور اب تو یہ بلکل بھی شرارتیں نہیں کرے گا۔۔آپ کو اسکی طرف سے کوئی کمپلین نہیں ملے گی۔۔ہے نا حسنین؟ "

جو بھی تھا اسے یہ واقعہ سن کر افسوس بہت تھا۔۔

آج کئی دنوں بعد وہ اسکول آیا تھا۔۔

شاید مہران کی دھمکیوں کا اثر تھا کہ دلآور خان خود اسے چھوڑنے آئے تھے

۔۔

" یس مس "

ہلکے گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس دوپٹے کا پلو سر پر رکھے وہ مسکرا کر اپنی جانب دیکھتی روشن آنکھوں والی مس چاہت کی ہاں میں ہاں ملانے لگا

اس نے دن کے بعد سے اسکے رویے میں واضع تبدیلی نوٹ کرنے کو ملی تھی۔۔۔

چاہت نے اسے ٹیوشن دینا اسٹارٹ کر دیا تھا
اسکی منتھلی رپورٹ بھی بہت اچھی آنے لگی۔۔
چاہت کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ جو بھی معاملہ ہو اسے اسکول میں حل کیا جائے۔۔

گھر پر کمپلین نہ بھیجی جائے۔۔

کیونکہ اگر گھر کمپلین بھیجی جاتی تو یقیناوہی وحشیانہ سلوک کیا جاتا جو وہ کسی بھی اسٹوڈنٹ کے ساتھ ہوتا دیکھ کر چپ نہیں بیٹھ سکتی تھی۔۔۔

اسی لئے اس نے ساری ٹیچرز سے کہہ دیا تھا کہ اگر حسنین دلآور خان کوئی بدتمیزیا گستاخی سرانجام دے تو اسے بلالیا جائے۔۔

اور پھر یہی ہونے لگا۔۔

جہاں بھی وہ کوئی شرارت یا ہٹ دھرمی دکھلاتا مس چاہت کو بلالیا جاتا۔۔

وہ کیمپس میں "مس چاہت کا چہیتا" مشہور ہو چکا تھا۔۔ضدی وہ بلا تھا۔۔ ضد میں اسکا کوئی ثانی نہیں۔۔

اک بات پر اڑ جاتا تو کوئی اس سے بات منوا نہیں سکتا تھا۔۔یہ تو چاہت تھا ڈر تھا پھر عزت۔۔

جسکی خاطر وہ اسکی ہر بات مان لیا کرتا تھا۔۔۔

یونہی وقت گزرتا جارہا تھا۔۔

چاہت کا انٹر کمپلیٹ ہو گیا تھا

اس نے بی اے میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔۔

ساتھ اسکول میں اسکی پرموشن ہو گئی تھی

اسے انٹر میٹ کلاسز کے پیریڈ مل گئے تھے۔۔

اب جونئیر کیمپس چھوڑ کر نویں دسویں جماعت کو پڑھاتی تھی۔۔اس سال

اسکا بی اے مکمل ہونے والا تھا۔۔

" مس چاہت نہیں آئی آج؟ "

وہ بے چینی سے ان کا منتظر تھا۔۔

" کیوں تیرا دل نہیں لگ رہا مس چاہت کے بغیر "

افنان نے تنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔۔

ان دونوں کی کلاس میں کبھی نہیں بنتی تھی

" کیا بکواس کر رہا ہے "

حسنین نے اسے گھورا

سہی تو کہہ رہا ہوں۔۔ہر وقت مس چاہت کے نام کی مالا ہی جپتے رہتے ہو"

" کہیں پیار ویار تو نہیں ہو گیا مس چاہت سے

" بکواس بند کر لے ورنہ تیرا منہ توڑ دوں گا "

" ویسے ہیں بہت پیاری مس چاہت "

افنان نے کمینگی سے ہنستے ہوئے آنکھ دبائی۔۔

حسنین کی رگوں میں گردش کرتا خون آگ بن گیا۔۔

اس نے ہاتھ میں پکڑی پنسل افنان کے کندھے میں گاڑھ دی۔۔

جانے اسے اتنا غصہ کیوں آیا تھا۔۔۔

افنان کی چیخوں سے پورا اسٹاف دوڑتا ہوا وہاں آیا تھا۔۔چونکہ مس چاہت اپنے ایگزام کی وجہ چھٹی پر تھی

اسلئے فوری طور پر سر علی اور پرنسپل نے اسکے گھر کال کر کے پیرنٹس کو بلا لیا تھا۔۔

افنان کے والدین سے لمبی بحث و تکرار کے بعد معزرت کر لی گئی۔۔

دلآور خان نے گھر پہنچتے ہی اسے آڑے ہاتھوں لیا تھا۔۔

"تم اپنی حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ میں کچھ کر گزروں گا تمہارے ساتھ "

آج افنان کے پیرنٹس کے سامنے انہیں جتنی تذلیل محسوس ہوئی تھی وہ جتنا سوچتے اتنا حسنین پر قہر بڑھتا جاتا

مثلاً کیا۔۔؟ کیا کریں گے آپ؟ ماریں گے مجھے؟ یا اسٹور میں بند کر دیں "گے"

اس نے کندھے سے کھینچ کر بیگ زمین پر پھینک دیا۔۔۔ڈارک برائون آنکھیں بے خوف تھی۔۔۔

صبیح پیشانی کو گھنے سیاہ بالوں نے ڈھکا ہوا تھا۔۔

صاف ستھرے یونیفارم میں دراز قدامت لڑکا اب بچہ نہیں تھا۔۔اس بات کا احساس دلآور خان کو شدت سے ہوا تھا۔۔۔

" جائو اپنے کمرے میں "

وہ بارعب آواز میں چیخے۔۔

" جارہاہوں۔۔آپ کے منہ لگنے کا کوئی شوق بھی نہیں مجھے "

وہ بدلحاظی سے کہہ کر جھکااور بیگ اٹھا کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

کتابیں کھولیں مگر چاہ کر بھی فوکس نہیں کر پارہا تھا۔۔اک عجیب سی بے چینی اسکی رگ وپے سرایت کر چکی تھی۔۔۔

بار بار افنان کے جملے اسکے کانوں کے گنبد میں گونج رہے تھے۔۔

وہ لاکھ کوششوں کے باوجود پڑھ نہیں پارہا تھا۔۔

سستانے کے لئے لیٹا تو بھی بات نہ بن سکی

تو کتابیں بیگ میں ٹھونسی اور مس چاہت کے گھر کے لئے نکل گیا۔۔

دروازے پر بیل دیتے ہوئے اس نے لمحے بھر کو جھجکا۔۔چونکہ چاہت کے ایگزامز چل رہے تھے اسلئے ٹیوشن کی چھٹیاں تھی

" !ارے۔۔۔حسنین تم "

وہی معمول والی مسکراہٹ لئے نمودار ہوئی جو اسکے چہرے کا خاصہ تھی مگر کتنی خوبصورت مسکراہٹ تھی۔۔۔

اس نے محویت سے نوٹ کیا تھا۔۔

اس وقت وائٹ یونیفارم میں اسکا نازک دبلا پتلا سراپا بہت باکمال لگ رہا تھا

۔۔

اسکے سوچوں کے زاویے بدل گئے تھے تو دیکھنے کا طریقہ بھی بدل گیا تھا

۔۔

"حسنین؟ "

جی۔۔۔جی!"اس نے فرمانبرداری سے کہا "

" !آج آف تھانا "

چاہت نے یاد دلایا۔۔وہ ابھی پیپر دے کر لوٹی تھی بہت تھک گئی تھی۔۔

سوری مس۔۔۔بہت امپورٹنٹ ٹیسٹ تھا کل اسلئے آنا پڑا۔۔۔اگر "

" آپ مصروف ہیں تو

" کوئی بات نہیں۔۔۔تم بیٹھو میں آتی ہوں "

چاہت نے بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔۔

وہ چینج کر کے آئی تو نین کتابوں پر جھکا ہوا تھا

" کیا ہوا آج چپ چپ کیوں ہو؟ "

وہ چائے کا کپ لے کر اسکے سامنے بیٹھ گئی۔۔

" کچھ نہیں "

خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔۔

"کچھ تو ہوا ہے۔۔بتائو گے نہیں؟ "

اسکا لہجہ معمول کے مطابق فکر مند اور کنسرن تھا مگر حسنین دلآور نے اسے کچھ اور ہی طریقے سے محسوس کیا تھا۔۔

" آجائو کو ئسچن سمجھ لو "

جی" وہ ریاضی کی کتاب اٹھا کر اسکے قریب بیٹھ گیا۔۔اسکے وجود سے "

اٹھتی بھینی بھینی سی خوشبو بہت دلفریب تھی۔۔اس نے بے چینی اور اضطرابی کے عالم میں یہاں وہاں دیکھنا شروع کر دیا۔۔

جانے آج اسے کیا ہو گیا تھا۔۔وہ بے قابو ہوتے دل کو کنڑول نہیں کر پا رہا تھا

" نین۔۔۔؟ "

جی" سینے میں کوئی شے بہت زور سے پھڑ پھڑاتی محسوس ہوئی۔۔اسکا " دل کبھی یوں نہیں دھڑکا۔۔

!! یہ آج کیا معاملہ تھا۔۔

" ارزردو؟ "

مصروف انداز میں اسکے سامنے ہتھیلی پھیلا دی۔۔

بے دھیانی میں اسکی انگلیاں اسکی ہتھیلی سے ٹکرائی تو اسکے بدن آگ سی دوڑ گئی۔۔

وہ ایکدم سے اسکے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔

کیا ہوا؟" چاہت نے چونک کر اسے دیکھا "

وہ۔۔۔مجھے۔۔۔۔لگتا ہے۔۔۔میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا "

" ۔۔۔میں چلتا ہوں

حسنین نے اسکے ہاتھ سے رجسٹر تقریباً کھینچا اور بیگ میں ٹھونستے ہوئے'

خدا حافظ' کہہ کر دروازہ عبور کر گیا۔۔

چاہت اسکا رویہ قطعی سمجھ نہ سکی تو سر جھٹک کر وہاں سے اٹھ گئی۔۔

آج اسکا لاسٹ پیپر تھا اب وہ بہت سا آرام کرنا چاہتی تھی۔۔کل سے اسے پھر سے اسکول جوائن کرنا تھا۔۔۔

---

---

" کہاں تھے تم؟ "

" ! آپ سے مطلب "

قطعی اجنبی لہجے میں بولا

" یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو اپنے بابا سے "

ثمینہ بیگم جان بوجھ کر انکی گفتگو میں حصہ لیا

" آپ چپ رہیں "

حسنین نے انگشتِ شہادت اٹھا کر اسے خاموش کروا دیا

"تم اپنی بکواس بند کرو "

دلآور خان طیش میں آ کر دھاڑا تھا۔۔

" ہو کون تم؟ اوقات کیا ہے تمہاری اس گھر میں، جو ہر وقت دماغ ساتویں آسمان پر رہتا ہے۔۔ماں کو تو کھو چکے ہو۔۔یہ نہ ہو باپ کو بھی کھو دو ۔۔اسلئے میری بیوی سے آئندہ اس لہجے میں بات کرنے کی جرات نہ کرنا "

اس نے پل بھر میں ثمینہ بیگم کے سامنے اسکی عزت دو کوڑی کی کر دی

۔۔

اس نے زخمی نظروں سے باپ کو دیکھا جسکے ہاتھ اسکے گریبان پر تھے اور ثمینہ بیگم کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ کو دیکھا۔۔

وہ گریبان چھڑا کر اتنی تیزی سے گزرا کہ ثمینہ بیگم کے کندھے سے اسکا کندھا ٹکرا گیا۔۔

اسے تو زرا بھی فرق نہ پڑا

مگر ثمینہ بیگم درد سے دوہری ہونے لگی۔۔

اسکی انہی حرکتوں کی وجہ دلآور خان کی نظر میں اسکا امیج خراب ہو چکا تھا۔۔

اس بات سے بے خبر کہ اس نے ثمینہ بیگم کے لئے راستہ اور بھی آسان کر دیا تھا۔۔

وہ کئی سالوں سے قطرہ قطرہ ان کے رشتے میں زہر گھول رہی تھی۔۔

یہ اسی سازش کا نتیجہ تھا کہ ان کا اتنا گہرا تعلق آخری سانسوں پر تھا۔۔

حسنین کے دل میں یہ بدگمانی طول پکڑ چکی تھی کہ دلآور خان نے اپنی پسند کی دوسری شادی کرنے کے لئے اسکی ماں کا قتل کیا

اور دلآور خان کو اس بات پر بہت غصہ تھا کہ حسنین

اتنے سالوں بعد بھی ثمینہ بیگم کو ماں کی جگہ نہیں دے سکا حالانکہ وہ اسکا

اتنا خیال رکھتی تھی۔۔

اس سے پیار کرتی تھی۔۔

اسکے لئے اتنی ہی فکر مند رہتی تھی

جتنی کہ اپنے بیٹے ایشان کے لئے۔۔۔

مگر وہ یہ کبھی جان نہیں پایا کہ اسکے سامنے حسنین سے محبت جتانے والی

بچپن میں اسکی پیٹھ پیچھے حسنین پر تشدد کرتی رہی تھی۔۔

اسے ناپسند کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہی تھی۔۔

کاش وہ کبھی جان سکتا تو اسے بیٹے کی قدر س قیمت کا اندازہ ہوتا۔۔

اس نے اسکی ماں کی بھی قدر نہیں کی۔۔

نہ ان سے محبت کی

نہ وفا نبھائی

نہ عزت دی

حالانکہ عالیہ ثمینہ بیگم سے زیادہ خوبصورت، پڑھی لکھی مگر گھریلو خاتون تھی۔۔۔

مگر یہ ساری خوبیاں مل کر بھی اسکا نصیب نہیں بدل سکیں

یہ بات ناقابل برداشت ہونے کے ساتھ ساتھ ناقابل قبول بھی تھی کہ دلآور خان کی محبت بہت ہی کھوکھلی اور کھوٹی نکلی کہ اسے بیوی کے ہوتے ہوئے اک اور عورت پسند آچکی تھی۔۔ یا شاید ثمینہ بیگم کی دولت کی چمک دمک نے اسکی آنکھوں پر لالچ کی پٹی باندھ دی تھی۔۔۔

عالیہ کے دوسری بار امید سے ہونے کی خبر نے اسکی دوسری شادی اور طلاق کی خواہش کے معاملے کو کھٹائی میں ڈال دیا تھا۔۔

اسی عرصے میں ماہین کے پیدا ہوتے عالیہ انتقال کر گئی۔۔۔

وہ دلآور خان کی بے وفائی نہیں سہہ سکی تھی۔۔

ماں کی ازیت میں گزرا اک اک پل،

اک اک آنسو حسنین کے دل پر گر رہا تھا۔۔

مگر اس وقت وہ بچہ تھا

نا سمجھ تھا۔۔

اسکے بس میں کچھ نہیں تھا۔۔۔

اور دلآور کا راستہ تو قدرت نے خود استوار کر دیا تھا

بھلا اسے دوسری شادی سے کون روک سکتا تھا۔۔۔

بلکے اب تو لوگوں کی ہمدردیاں اور سپورٹ بھی تھا۔۔

اس نے بچوں کو ہتھیار بنا کر شادی کی تھی کہ بچوں کا خیال رکھنے والی کوئی نہیں۔۔

میں مان ہی نہیں سکتی کہ نین اتنی انتہائی حرکت بے بنیاد کر سکتا ہے "
۔۔اسکے پیچھے ضرور کوئی وجہ ہو گی۔۔آپ اسے بلائیں میں خود اس سے
" پوچھتی ہوں
پرنسپل آفس کی چوکھٹ پر قدم رکھتے حسنین دلآور خان نے یہ بات بخوبی
سنی تھی۔۔
اسکا سینہ فخر سے چوڑا ہو گیا۔۔
" لو آ گئے آپ کے چہیتے۔۔خود ہی پوچھ لیں "
پرنسپل نے ناگواری سے حسنین کو دیکھ کر کہا۔۔
وہ اجازت لے کر اندر آیا تھا
" یہ میں کیا سن رہی ہوں حسنین؟ آپ نے افنان کو مارا ہے "
" یس مس "
کمال کی فرمانبرداری تھی پرنسپل صاحبہ اسکی ڈھٹائی پر کھول کر رہ گئی
" کیوں کیا آپ نے ایسا؟ "

اسکے جھکے سر دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں پوچھ رہی تھی

اس نے اک نظر اٹھا کر چاہت کو دیکھا اور پھر سر جھکا کر آہستگی سے بولا

" نہیں بتا سکتا "

" نہیں بتا سکتا؟ایسی بھی کیا بات ہے آخر؟ "

اسے حیرت ہوئی

آپ انسسٹ نہ کریں تو بہتر ہے میں نے کہہ دیا نا کہ نہیں بتا سکتا" وہ "

بضد تھا

دیکھا آپ نے کتنا بد تمیز ہے۔۔آپ ہی نے سر چڑھا رکھا ہے زرا سر "

" علی کے حوالے کر دیں دو دن میں دماغ درست کر دیں گے

وہ ڈارک براؤن آنکھوں میں سرخیاں لئے پرنسپل صاحبہ کو بیباک اور نڈر

انداز میں گھورنے لگا۔۔

"نکل جائو میرے آفس سے "

وہ غصے میں آکر کہنے لگیں تو وہ تیزی سے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

جب وہ پلے ایریا میں کھڑی اسٹوڈنٹس سے ڈسکشن کر رہی تھی۔۔
حسنین دلآور خان بھی وہاں موجود تھا جو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔۔۔
تیز دھوپ کے باعث وہ بار بار آنکھیں جھپکانے لگی۔۔
اس نے جانے کس احساس کے تحت جلدی سے اسکے سر پر رجسٹر سے چھائوں کی تھی۔۔ جسے وہ نوٹ نہ کر سکی۔۔۔
"اچھا یہ بتائیں کل کلاس میں افنان اور حسنین کے درمیان کیا ہوا تھا؟ "
وہ اسٹوڈنٹس سے پوچھ رہی تھی مگر حسنین دلآور خان کے دھیان کی لہر کسی اور ہی راستے پر چلنے لگی۔۔
لائٹ بلو کلر کے پرنٹڈ لان میں ملبوس اسکی گوری رنگت دھوپ کے باعث سرخ ہو رہی تھی۔۔۔
وہ اسے دیکھنے لگا جسکا بے کیف حسن اسکے اضطراب کو بڑھانے لگا۔۔
کل سے اب تک کتنی ہی بار وہ خود پر جھنجھلا جاتا۔۔۔
!! یہ اسے کیا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

مس ہم بتائیں کیا ہوا تھا۔۔افنان نے انکی مرحوم والدہ عالیہ آنٹی کے "
بارے میں الٹی سیدھی باتیں کی تھی جس کی وجہ سے حسنین کو غصہ آیا اور
" اس نے افنان کو پنسل سے زخمی کر دیا
وردہ نے صفائی سے جھوٹ بولتے ہوئے نظر بچا کر ڈارک برائون آنکھوں
والے جاذب نظر لڑکے کو کتنی ہی بار دیکھا تھا۔۔حالانکہ وہ اس معاملے
سے یکسر لاعلم تھی
" آپ نے خود سنا تھا؟ "
جی مس "اس نے فورا کہا "
" یہ سچ کہہ رہی ہیں حسنین؟ "
وہ حسنین کی جانب متوجہ ہوئی
جی؟؟" وہ بری طرح چونکا۔۔۔""
چاہت نے اسکا 'جی" ہاں' کے معنوں میں لیا اور اک دو لمحے اسے گھورنے
کے بعد نفی میں سر ہلاتی وہاں سے چلی گئی۔۔

" کیاہوا؟کیا کہہ رہی تھی مس چاہت؟ "

سارے اسٹوڈنٹس ایک ایک کر کے کلاس میں جانے لگے وہ وردہ کو روک کر پوچھنے لگا

"تم نے نہیں سنا؟ "

وردہ کو حیرت ہوئی تھی۔۔

" ! نہیں نا۔۔۔بتائو بھی "

وردہ زخمی زخمی نگاہوں سے اسے گھورا

اس نے جسے بچانے کے لئے اتنا بڑا جھوٹ بولا وہ قطعی لاعلم نظر آرہا تھا۔۔

اسے غصہ آنے لگا

مجھے نہیں پتا" وہ برہمی سے کہہ کر کلاس میں چلی گئی۔۔ "

اور

حسنین وہیں بنچ پر بیٹھ گیا۔۔

چاہت کو کتنا مان تھا اس پر، بھروسا تھا۔۔

وہ سارے اسٹوڈنٹس سے زیادہ اسکی پرواہ کرتی تھی، اسکی فکر کرتی تھی

۔۔۔

وہ دوسروں سے اپنا موازنہ کرنے لگا۔۔

یہ خیال اک انوکھی سی خوشی دینے لگا تھا۔۔۔

یہ خوش کن اور مسرت بھرا احساس دھیرے دھیرے اسکے دل پر قدم جما رہا تھا۔۔

اسے خوش فہم بنا رہا تھا

اسے تباہی کی اور لے جانے پر غالب تھا۔۔۔

اسے ایسے راستے پر چلانا چاہتا تھا جو اسکے لئے بنا ہی نہیں تھا

مگر وہ نادان بے خبر تھا

سمجھنے سے قاصر تھا

!کہ یہ احساس تعلق میں بدل گیا تو انجام کیا ہو گا۔۔

صبح اٹھتے ہی تنہائی میں ان سوچوں کو موقع مل گیا وہ پھر سے اسکے خیالات میں کھو گیا۔۔۔

جانے کیوں چاہت کا خیال اسے سکون پہنچانے لگا۔۔۔

آج سنڈے تھا وہ ملگجے سے حلیے میں صبح سے کمرے میں پڑا تھا۔۔

نہ اٹھنے کو دل چاہ رہا تھا۔۔۔

نہ سونے کو

نہ بھوک محسوس ہو رہی تھی

نہ پیاس۔۔

بس اک ہی خیال بے چین کیئے جا رہا تھا کہ آج کا پورا دن وہ اسے دیکھ میں پائے گا

دل تو چاہ رہا تھا افنان کا خون کر دے جس نے یہ غلیظ بکواس اسکے ذہن میں ڈالی تھی

کہ اسکا دل کچھ اور ہی خیالات بننے لگا تھا۔۔

وہ چاہ کر بھی خود پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا۔۔۔

کسی دلدل کی مانند اس میں دھنستا چلا جا رہا تھا

تمہیں کتنی بار پیغام پہنچایا ہے کہ نیچے آ جائو تمہارے نانا آنے والے ہیں "

آج ہمارے ساتھ ناشتے پر، تمہارے اس کند ذہن میں کوئی بات بیٹھتی ہی

"نہیں

ان کی چاپلوسی آپ ہی کریں "مجھے کوئی انٹرسٹ نہیں "اس نے دوبدو "

باپ کو اسی کے انداز میں جواب دیا

جو انہیں بلکل نہ بھایا تھا۔۔

اک لمحے میں اسکا بلینکٹ فرش پر پڑا تھا

مجھے غصہ مت دلائو۔۔اور شرافت سے نیچے آجائو ورنہ مہران فرید سے "
" کبھی مل نہیں پائوں گے

انہوں نے ہر بار کی طرح اسکی کمزور جگہ پر نقب زنی کی۔۔۔

وہ انہیں اپنے مخصوص انداز میں ڈارک براؤن آنکھوں میں بے پناہ نفرت وکدورت لئے گھورنے لگا

اور گھورتا ہی رہا

مگر کہا کچھ نہیں

حسنین دلآور خان خاموش تھا تیر نشانے پر لگا تھا یعنی۔۔۔وہ تند ہی سے مسکرا کر کہنے لگے

" ویری گڈ۔۔یہ ہوئی نا بات اب جلدی سے ریڈی ہو کر نیچے آجائو "

وہ مٹھیاں بھینچ کر رہ گیا۔۔

رشتوں کے نام پر ثمرہ آنی اور مہران ہی تو تھے اسکے پاس۔۔انکے حوالے
سے کوئی دھمکی وہ سہہ نہیں سکتا تھا اسی لئے مجبوراً مان جاتا ورنہ باپ کے
ساتھ اسکی جنگ بچپن سے تھی

ایسی جنگ جو

وہ کسی طور ہارنا نہیں چاہتا تھا۔۔

وردہ گاہے بگاہے اس پر نظر ڈال رہی تھی

جو بے دلی سے جوس کے گلاس کے گرد انگلی پھیر رہا تھا۔۔اسکول میں بھی
وہ الگ تھلگ

اپنے آپ میں مگن سا رہتا تھا۔۔

اس سے بات کرتے وقت سو بار سوچنا پڑتا تھا کہ

وہ اپنے اک ہی ظالم جملے سے اسکا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا کرتا۔۔

وہ اپنے والد نواز لغاری کی اکلوتی اولاد تھی۔۔

اس پر کبھی سخت نگاہ تک نہیں ڈالی تھی انہوں نے۔۔ حسنین دلآور خان کا رویہ اسے بہت ہرٹ کرتا تھا۔۔

وہ دل ہی دل میں یہ تسلیم کر چکی تھی کہ وہ اس ہینڈسم لڑکے کو لائک کرنے لگی ہے

" کیسے ہو نین ؟'

بمشکل گلا گھنگارتے ہوئے تمہید باندھی

ڈارک براؤن آنکھیں اک لحظہ اسکی جانب اٹھیں اور پھر جھک گئی۔۔

اتنی توہین ! اسکا رنگ فق ہو گیا۔۔

" آج کے کیا پلینز ہیں ؟ "

اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور چیئر سرکا کر اٹھا

بیٹھ جائو " حکم دلآور خان کی جانب سے آیا "

" ناشتہ کر چکا ہوں میں "

اس نے دامن بچانا چاہا

"میں نے کہا بیٹھ جاؤ سب کے ساتھ "

سب کے درمیان ان کا لہجہ نرم ضرور تھا مگر اس میں بھی تحکم واضح تھا وہ تلملا کر دوبارہ بیٹھ گیا۔۔۔

" ہے ہی بد تمیز "

ثمینہ بیگم کے زہر میں بجھے جملے اسکی سماعتوں تک بخوبی پہنچے تھے۔۔

اس نے لبوں تک جاتا گلاس زور سے ٹیبل پر بٹخا اور کرسی دھکیل کر بہت غصے سے وہاں سے چلا گیا۔۔

' دلآور خان

حسنین، حسنین کرتے رہے مگر اب وہ رکنے والا نہیں تھا۔۔

سڑکوں پر آوارہ گردی کرتے کرتے پورا دن گزر گیا۔۔

شام کے وقت وہ گھر لوٹ رہا تھا کہ اسکی نظر فلاور شاپ پر پڑی۔۔۔

بلکل بے اختیار ذہن کے پردے پر اک سراپا لہرایا تھا۔۔

اور پھر اسکے قدم اس جانب اٹھنے لگے

اک میکانکی سا عمل تھا اسنے سرخ گلاب خرید لئے۔۔

کیوں؟

معلوم نہیں۔۔

بیل پر انگلی رکھتے ہوئے اسکے احساسات عجیب سے تھے۔۔دل و دماغ

متبادل سمتوں میں جا رہے تھے۔۔

وہ ساکت سا پھولوں کو گھور رہا تھا کہ دروازہ کھولتے ہی وہ حیرانگی سے بولی

" ! حسنین آپ۔۔ "

یس۔۔۔ مس۔۔۔۔وہ "اسے لگا اس نے غلطی کر دی "

" کس لئے لائے ہو یہ پھول؟ "

وہ متعجب سی ہو کر پوچھنے لگی

آ۔۔۔آپ کے لئے "اسکی زبان لڑکھڑائی "

میرے لئے؟ "چاہت نے حیرانی سے لب پھیلائے "

" آپ۔۔۔افنان والے معاملے میں مجھ سے۔۔۔ملطب مجھے لگا کہ آپ

" ۔۔ناراض۔۔ہوں گی تو بس۔۔۔میں۔۔یہ۔۔۔۔پھول

وہ گھبرا گیا

" ناراض تو میں واقعی ہوں؟ مگر آپ سے کس نے کہا کہ مجھے گلاب پسند

" ہیں؟

اس نے ڈارک براؤن آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

" وائٹ فلاورز میرے فیورٹ ہیں مگر۔۔۔تم لائے ہو تو میں ایکسپٹ

" کر لیتی ہوں

حسنین کی آنکھوں میں اک چمک سی ابھر آئی۔۔

"آئندہ ایسی غلطی نہیں ہونی چاہیئے "

وہ مسکرائی تو اسے بہت حوصلہ ملا تھا۔۔

یس مس "تابعداری سے سر ہلایا "

اللہ حافظ "وہ کہہ کر اندر چلی آئی "

" واہ بھئی۔۔۔کہاں سے آئے ہیں یہ سرخ گلاب؟ "

اظہر نے گلاب اسکے ہاتھ سے چھین کر لمبی سانس بھری

" اظہر بھائی۔۔میرے لئے آئے ہیں۔۔واپس کریں "

وہ ایڑھیاں اٹھا کر اظہر سے گلاب لینے کی جتن کرنے لگی جو وہ ایک سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کر رہا تھا۔۔

وہی تو میں پوچھ رہا ہوں۔۔اس سڑی ہوئی شکل پر آخر کون ہے جو "

"تمہیں گلاب دے گا؟

اظہر نے اسے چھیڑا

"اپنی دیکھی ہے۔۔لمبی ناک والے"

تایا ابو کے بلند قہقہے پر وہ شرمندہ سی ہو گئی۔۔وہ لائونج میں داخل ہو رہے تھے

" تایا ابو دیکھیں ناں۔۔اظہر بھائی کو "

اس نے مدد طلب نظروں سے دیکھا

" بابا پہلے اس سے پوچھیں کہ کہاں سے آئے ہیں یہ پھول؟ بہت چھوٹ
" دے رکھی ہے آپ نے اسے؟

اظہر حکمیہ لہجے میں بلاوجہ کا رعب جھاڑنے لگا

" تم رہنے دو۔۔ ہمیں اپنی بیٹی پر پورا بھروسہ ہے بلکے تم اپنی خبر دو کل
" اتنی دیر سے گھر کیوں آئے تھے؟

تائی امی کی باتیں سن کر اسکی آنکھیں بھر آگئیں۔۔

کتنا مان تھا ان کے اس جملے میں

وہ امی۔۔۔"اظہر نے سر کھجایا "

" تائی امی میں نے بھیجا تھا ثمرین کی طرف نوٹس لینے"اس نے فوراً سائیڈ
کی تھی

" بس کرو تم چاہت سب جانتی ہوں میں "

تائی امی نے اسکے جھوٹ کو رد کرتے ہوئے سکینڈ بھی نہ لگایا۔۔

" یہ تمہاری شہ ہے جس نے اسے بگاڑا ہے۔۔ ورنہ دیر سے آنے پر میں تو
کبھی اپنی نیند خراب کر کے گیٹ کھولنے نہ جائوں۔۔ ساری رات باہر
گزاریں تو انہیں پتا چلے "

تائی امی نے دونوں کو آڑے ہاتھوں لیا

" اچھا ناں۔۔ بچوں کے لئے تو مائیں کیا کچھ نہیں کرتیں۔۔ اور آپ اک
نیند قربان نہیں کر سکتیں "اظہر نے انہیں اموشنل کرنا چاہا

" رہنے دوں میاں۔۔ مجھ سے یہ فلمی باتیں نہ کرنا۔۔ اور کیا سوچ کر خود
کو بچہ کہہ رہے ہو تم۔۔ قد تمہارا آسمان سے باتیں کر رہا ہے "

تائی امی نے اشعر کو لاجواب کر دیا۔۔

وہ کھسیانا سا ہو کر ہنسا

تایا ابو اور چاہت نے ہنسی کنٹرول کرتے ہوئے چہرہ موڑ لیا۔۔

" چاہت آ جائو کھانا لگائو بیٹا۔۔ خود بھی کھائو اور ان کو بھی دو "وہ کہہ کر
کمرے کی سمت بڑھیں

" آپ نہیں کھائیں گی تائی امی؟ "

نہیں مجھے بھوک نہیں ہے۔۔طبیعت کچھ ٹھیک نہیں لگ رہی" وہ تھکی "
ہوئی لگ رہی تھی

" ڈاکٹر کے پاس لے چلیں آپ کو؟ "

اس نے پریشانی سے تجویز کیا

نہیں نہیں۔۔پریشان مت ہو۔۔زرا دیر آرام کروں گی تو ٹھیک ہو "
" جائوں گی

وہ کہہ کر اسے پریشان چھوڑ کر کمرے کی طرف چلی گئیں

" تمہاری تائی اماں کہاں ہے؟ "

انہوں نے کھانا کھانے سے منع کر دیا ہے تایا ابو۔۔مجھے لگتا ہے ان کی "
طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ ہم سے چھپا رہی ہیں۔۔آج اشعر بھائی آئیں گے
تو ان سے کہوں گی۔۔۔وہی لے کر جائیں گے چیک اپ کے لئے۔۔ان
" کے سامنے ایک نہیں چلتی تائی امی کی اور میری تو کوئی بات نہیں مانتی

وہ کہتے ہوئے اپنی پلیٹ میں سالن نکالنے لگی۔۔

تایا ابو نے مسکراتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

وہ ہمیشہ سبھی کا اتنا ہی خیال کرتی تھی۔۔

---

" حال"

وہ گھر سے دور انجانی جگہ پر پچھلے دو گھنٹے سے تھی۔۔۔

ازیت کے جس پل سراط سے وہ گزر رہی تھی حسنین نہیں سمجھ سکتا تھا

۔۔۔

گھر میں اسکی غیر موجودگی بہت شک و شبہات کو جنم دے سکتی تھی۔۔۔

کچھ نہ سمجھنے کے باوجود

وہ اتنا سمجھ رہی تھی کہ یہ لڑکا اب غلط صحبت میں بیٹھنے لگا ہے۔۔

جیسے دھڑلے سے وہ اسکے سامنے سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔اسے چاہت کا کوئی ڈر یا لحاظ نہیں تھا۔۔۔

جس کسی نے بھی اسکے دماغ میں یہ خناس بھرا تھا۔۔نقصان ہر صورت چاہت ہی کا تھا۔۔

کیونکہ حسنین دلآور خان تو جنونی لڑکا تھا۔۔اور جنونی لوگ کسی حد تک نفع نقصان سے نابلد ہوتے ہیں

اور سب پہلے

اسی پر انگلی اٹھائی جانی تھی

کیونکہ حسنین اسی کا چہیتا اسٹوڈنٹس تھا۔۔

اسکی نیکی اسکے گلے پڑ گئی تھی۔۔

" میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔۔بشرطیکہ تم مجھے ابھی اور اسی وقت گھر چھوڑ آئو"

اسے اس وقت صرف اپنی عزت و آبرو کی پرواہ تھی۔۔

وہ ایکدم پلٹ کر کھڑکی سے واپس آیا۔۔

" آپ مجھے بہلانے کی کوشش کر رہی ہیں؟ "

وہ بس دم سادھے اسکی طرف دیکھتی رہ گئی۔۔۔

" میں سچ کہہ رہی ہوں "

یکدم اسکے مرجھائے لہجے میں توانائیاں بھر گئیں۔۔۔

اک خوبصورت تبسم کے ساتھ اس نے نفی میں سر جھٹکا۔۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ مسکرایا

"آپ۔۔۔ آپ واقعی سچ کہہ رہی ہیں؟ "

اسکے ہاتھ جیسے قارون کا خزانہ لگ گیا تھا۔۔

وہی جاندار اور دلدادہ مسکراہٹ پھر سے اسکے لبوں پر بکھرنے لگی۔۔۔

دیکھا۔۔ میں نے کہا تھا نا آپ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں۔۔ جلد یا بدیر "

" آپ کو احساس ہونا ہی تھا

اس نے بڑی محبت اور مسرت سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔

آپ کو یاد ہے نا۔۔دوسرے اسٹوڈنٹس سے زیادہ مجھے اٹینشن دیا کرتی "
تھی۔۔میں آپ کا 'فیورٹ 'اسٹوڈنٹ تھا مجھے بہت پیار سے 'نین 'کہا کرتی
تھی

" آپ نے کبھی کسی اسٹوڈنٹ کو اتنی توجہ نہیں دی

چاہت کے لبوں پر بے اختیار اک گہری سانس خارج ہوئی تھی۔۔۔

تم نے میری ہر بات کا الٹا مطلب نکال لیا ہے نین۔۔۔کیوں؟ آخر ہو کیا"

" گیا ہے تمہیں؟

اسکی نگاہوں میں شکوہ مچل رہا تھا۔۔

ایک مدھم سی مسکراہٹ بے اختیار نین کے لبوں کو چھو گئی۔۔۔

محبت ہو گئی ہے" وہ جذب سے بولا "

اسکا یہ روپ اسکے لئے بڑا حیران کن تھا۔۔

اتنا بے بس، بکھرا ہوا۔۔وہ کبھی نہ تھا۔۔

...چاہت کے دل پر ضرب سی پڑ رہی تھی

جسے تم محبت کہتے ہو نا۔۔میری نظر میں یہ وقتی انسیت ہے۔۔اک دن "

" تم بہت پچھتائو گے

وہ اک گہری متسفانہ سانس بھرتے ہوئے بولا

چہ۔۔میں خود کو بہت اچھے سے جانتا ہو میں جس بات پر ثابت قدمی "

" سے ٹھن جائوں وہ موت کے بعد ہی مجھ سے جدا ہو سکتی ہے

وہ اسے نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھا۔۔

سرخ سرخ سی آنکھوں میں رکے ہوئے آنسو اسکے دل میں عجیب سی آگ

لگا رہے تھے۔۔۔

" آپ بہت خوبصورت ہیں "

بے قابو ہوتے دل کے ساتھ بولا

چاہت نے مارے خجالت کے ادھر ادھر دیکھا۔۔

"مجھے گھر چھوڑ کر آئو "

وہ اسکی غیر سنجیدگی پر غرائی تھی۔۔۔اسے دور دھکیلا اور پھر سرعت سے بیڈ سے اتری تھی۔۔۔

"تھوڑی دیر اور رکتے ہیں پلیز "

" نین "

وہ ایکدم بات کاٹتے ہوئے بلند آواز میں بہت غصے سے بولی

" پیار سے کہو گی تو ہر بات مان لوں گا"

وہ ضدی بچے کی مانند بگڑ کر بولا۔۔

"پلیززز "

ایک مضمحل سا سانس سینے کی تہہ سے آزاد ہوا تھا

وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ چاہت اس وقت کیا محسوس کر رہی تھی

۔۔۔

ہونٹ کا دایاں کونہ دانتوں تلے دبا کر ڈراک برائون مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

اس نے پہلو بدل کر آنسو چھپانے چاہے تھے۔۔۔

مگر وہ دیکھ چکا تھا

اسکے دل میں جیسے کسی نے برچھی اتار دی تھی۔۔۔

اک دو لمحے وہاں کھڑا رہا پھر تیزی سے باہر نکل گیا

چاہت بھی اسکی تقلید میں باہر نکل گئی۔۔۔۔

-

-

' ماضی'

لاپرواہی سے اپنا کوٹ اتار کر بیڈ پر پھینکا اور شرٹ کے اوپر بٹن کھولتے
ہوئے کھڑکی کے باہر گارڈن کو دیکھنے لگا۔۔۔
جس طرح ہر چھوٹی چھوٹی بات پر ثمینہ لغاری اسے
اسکے باپ کے سامنے نیچا دکھانے کی کوشش کرتی،
اسے ذلیل کرتی تھی
اسے نفرت ہوتی جا رہی تھی اس سے۔۔
اور اپنے باپ سے بھی۔۔
جو اپنے خون پر بھروسہ کرنے کے بجائے اس پرائی عورت پر اعتماد کیئے بیٹھا
تھا۔۔
صرف چند پیسوں کی خاطر سگی اولاد نارواسلوک دواں رکھا تھا۔۔
اسکا دم گھٹنے لگا تھا۔۔
اس نے دو بٹن اور کھول دیئے
اور کھڑکی سے باہر جھانکتے ہوئے لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔۔۔

اگلے ہی پل وہ پلٹا اور اس نے سائیڈ میں پڑے البم سے اک تصویر نکالی اور بیڈ کے کرائون سے ٹیک لگا کر دیکھنے لگا۔۔

" آپ کی بہت یاد آتی ہے مام "

اپنی زندگی میں اس نے کچھ نہیں مانگا تھا اللہ سے۔۔ صرف اک ماں کی محبت مانگی تھی۔۔

اتنی چھوٹی سی عمر میں اسے اور ماہین کو چھوڑ کر چلی گئی تھی کہ اب ان کی یادوں سے بھی محو ہونا شروع ہو چکی تھی۔۔۔

ان کی خوشبو بھلا چکا تھا۔۔

اب تو لگتا تھا کہ وہ اک دن ان کا چہرہ بھی بھلا دے گا۔۔۔ بہت دیر تک بھیگی آنکھوں سے اس تصویر کو دیکھتے رہنے کے بعد وہ اپنے ہونٹ اس تصویر پر رکھتے ہوئے بچوں کی طرح رو پڑا۔۔۔

اسکی اثنا میں اسکا فون رنگ کرنے لگا۔۔

مگر وہ جیسے بہرہ ہو گیا تھا یا بننے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

آنی کی کال دیکھ کر اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے

فون اٹینڈ کیا

" کہاں تھے تم؟ میرا فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے؟ "

ان کی فکر مند آواز اسپیکر پر ابھری تو اسے احساس ہوا اسکی فکر کرنے

والے لوگ بھی دنیا میں ہیں۔۔

اسے بے ساختہ مہران کا خیال آیا۔۔

کافی دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔۔

ایسا پہلے تو کبھی نہیں ہوا۔۔یقیناوہ مصروف ہو گا

"بولو۔۔جواب دو؟ بولتے کیوں نہیں؟ "

" یہیں تھا آنی "

" تو فون کیوں نہیں اٹھا رہے تھے "

" دل نہیں چاہ رہا تھا "

اسکے لہجے میں آنسوئوں کی آمیزش تھی۔۔

ان کا دل تڑپ اٹھا۔۔

نین۔۔۔میری جان ! تم رو رہے ہو؟ کیا ہوا تمہیں ؟ دلآور نے کچھ کہا؟"

"

میں تھک گیا ہوں۔۔۔آنی۔۔میں بہت تھک گیا ہوں۔۔۔ایسا لگ رہا "

" ہے جسم کی ساری طاقت نچڑ گئی ہو

اسکے آنسو مزید شدت سے بہنے لگے۔۔۔

کیوں اداس ہو؟ دلآور نے کچھ کہا تم سے۔۔؟ مجھے بتائو میں ابھی خبر لیتی"

"ہوں اس کی

کچھ نہیں ہوا۔۔ کسی نے کچھ نہیں کہا.. ماما کی بہت یاد آ رہی ہے بس "

"آج

.. وہ آنسو پونچھ کر بولا

اچھا۔۔ایسا کرو تم میرے پاس آ جائو۔۔آج ہم خوب ساری باتیں کریں "

گے تمہاری ماما کی۔۔اور ہاں آتے ہوئے ماہین کو بھی لے آنا آج سنڈے

ہے نا۔۔اجازت مل جائے گی اسے بھی"اس نے حامی بھر کے فون بند کر دیا۔۔

ماہین بورڈنگ اسکول میں پڑھتی تھی۔۔

وہ ابھی بہت چھوٹی تھی۔۔۔

حسنین تو چاہتا تھا کہ وہ اپنی ننھی گڑیا کو اپنی نظروں کے سامنے رکھے۔۔

مگر ثمینہ بیگم نے اسے بھی اس سے دور کر دیا۔۔۔

یہ ظلم وہ دل پر چپ چاپ سہہ گیا تھا۔۔

کیونکہ اسے رشتوں کا لحاظ تھا جو کہ اب ختم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

تمہاری ماں بہت دریا دل تھی سب کے لئے اسکے دل میں بہت رحم تھا "
بہت خیال کرتی تھی سب کا۔۔۔حالانکہ ہم خالہ زاد بہنیں تھی مہران میرا
سگا بھائی تھا مگر دیکھنے والوں کے لئے فرق کرنا بہت مشکل ہو جاتا تھا
"۔۔محبت ہی اتنی گہری تھی ہم تینوں کے درمیان
دھیرے دھیرے بالوں میں انگلیاں چلاتے ہوئے وہ نم دیدہ لہجے میں اسے
بتا رہی تھی۔۔۔
اسے جانے کیوں چاہت ابراہیم کا خیال آیا۔۔
وہ بھی تو سب کا خیال رکھنے والی
سافٹ دل کی مالک تھی۔۔
"کیا دعائیں قبول ہوتی ہیں آنی؟ "
وہ گہرے خیالوں میں کھویا تھا
" بلکل ہوتی ہیں "
"اگر میں کچھ مانگوں تو ملے گا؟

" اللہ ضرور دے ہے مگر کبھی کچھ دعائیں زرا تاخیر سے قبول ہوتی ہیں "
تو۔۔میں ابھی سے مانگنا شروع کر دوں تاکہ مجھے وقت پر مل جائے" وہ "
اٹھ کر بیٹھ گیا

" ایسا بھی کیا چاہیئے میرے بیٹے کو؟"
وہ حیرت انگیز طور پر مسکرائیں

" لو بھئی۔۔تم پھر آ گئے۔۔۔میری توجہ کے دشمن۔۔۔میرے رقیب "
اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتا انور صاحب کوٹ دوسرے بازو پر ڈالتے
ہوئے لائونج میں داخل ہوئے۔۔۔

" اسلام و علیکم۔۔۔آ گئے آپ"
وہ مسکراتی ہوئی شوہر کے استقبال کے لئے اٹھیں

واعلیکم السلام۔۔۔میں تو آ گیا ہوں۔۔مگر آپ کے صاحبزادے کیسے "
" تشریف فرما ہیں یہاں؟ بڑی جلدی نہیں یاد آ گئی انہیں آپ کی؟
کوٹ انہیں دیتے ہوئے میٹھا سا تنز کیا۔۔

" سوری انکل۔۔ مصروف تھا ایگزام کی تیاری کر رہا تھا "

اس نے معذرت کی

"تو رہتے مصروف۔۔ آئے کیوں؟ "

ان کی باتوں سے لگ رہا تھا آج اتنی آسانی معاف کرنے والے نہیں تھے

آنی کی یاد آ رہی تھی اس لئے آیا تھا" وہ محبت سے کہنے لگا "

" بس کرو میاں یہ مسکے کسی اور کو لگانا "

انہوں نے ناک سے مکھی اڑاتے ہوئے کہا

سچ کہہ رہا ہے آپ کو اسکی صورت دیکھ کر نہیں لگتا۔۔ کتنا اداس لگ رہا "

ہے "

مسلسل رونے سے اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

سیاہ بے ترتیب بال پیشانی پر پڑ رہے تھے۔۔۔ ہلکی سی بیئرڈ اور رف سے

حلیئے میں بھی وہ دیکھنے والوں کو مبہوت کرنے کی صلاحیت رکھتا تھا

ثمرہ بیگم نے محبت پاش نگاہوں سے دیکھا

کبھی ہماری بھی صورت دیکھ کر دل کے احوال جان لیا کرو بیگم۔۔ مگر "

" نہیں۔۔۔۔ ہماری تو حسرت ہی رہی ساری عمر

انور صاحب نے ٹھنڈی آہ بھری

" کم آن۔۔ آپ بھی نا "

ثمرہ بیگم انہیں گھوری سے نوازتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

"نین جائو تم ماہین کو جگائو۔۔ میں کھانا لگاتی ہوں "

وہ زویا کو آواز لگاتی ہوئی کچن کی جانب بڑھی۔۔۔

---

اسکی بے تاب نگاہوں کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑا جب پیریڈ کی بیل لگنے کے بعد مس شاہانہ آتی دکھائی دی۔۔۔ چاہت ابراہیم آج غیر حاضر تھی۔۔

اس کی جگہ مس شاہانہ کلاس لے لینے آئی تھی۔۔

وہ گرلز سے 'مس چاہت' کے بارے غیر ضروری باتیں کر رہی تھی۔۔

وہ انکی زہر بھری باتیں کب سے سن اور برداشت کر رہا تھا۔۔

اسٹوڈنٹس کو اپنے ساتھ فری کر لینا۔۔۔ان کے مسلے مسائل میں "

انٹرفیئر کرنا مجھے بلکل پسند نہیں۔۔پتا نہیں مس چاہت کو کیا مزہ آتا ہے یہ

" سب کرنے میں

مس چاہت اسٹوڈنٹس کے مسائل کے بارے میں کنسرن رہتی ہیں "

اسلئے۔۔اور رہی بات فری ہونے کی تو سب انکی عزت کرتے ہیں۔۔اسی

لئے انہیں امپورٹنس دیتے ہیں آپ کو کوئی منہ نہیں لگاتا اسی لئے آپ یہ

" سب کہہ رہی ہیں

"ہائو ڈیئر یو۔۔ "

وہ ایکدم کرسی سے اٹھیں۔۔۔

سر علی کو بلائو فورا" وہ غصے چلائی "

۔۔اسٹوڈنٹ بھاگ کر سر علی کو بلا لائے۔۔

انہوں نے پوری بات سننے کے بعد اسے کلاس سے نکل جانے کا کہا تھا مگر

اس نے بات ماننے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔

سر علی نے اسکا بازو تھامنا چاہا تو

اس نے پوری قوت سے انکا ہاتھ جھٹکا

سر علی توازن برقرار نہ رکھ سکے اور گرتے گرتے بچے۔۔۔

اس قدر بد تمیزی پر تو وہ بھی کھول اٹھے۔۔۔

اسے فورا بیگ اٹھا کر کلاس سے نکل جانے کا کہا تھا۔۔

وہ کلاس کے بجائے بیگ اٹھا کر اسکول سے سیدھا گھر آ گیا۔۔۔

بیگ دروازے پر ہی پھینک کر بیڈ پر اوندھے منہ گر گیا۔۔۔

آج پہلی بار اسے اپنے انجام کی پرواہ نہیں ہوئی تھی۔۔

! پہلی بار

سر علی کی ڈانٹ پر برا نہیں لگا تھا،

نہ ہی دلآور خان کے ری ایکشن سے خوفزدہ تھا

بلکے اک نئی ٹینشن لاحق ہو چکی تھی۔۔

چاہت ابراہیم سنے گی تو کیساری ایکٹ کرے گی۔۔

!یقیناناراض ہو گی۔۔۔

وہ بے چینی سے اٹھ بیٹھا۔۔

اسے جذبات پر قابو پانا چاہیئے تھا۔۔

اسے غصہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔

اسے کیا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

اضطراب کی کیفیت میں وہ گردن پر دونوں ہاتھ باندھے کمرے میں چکر کاٹنے لگا۔۔

پتا نہیں چاہت آج غیر حاضر کیوں تھی۔۔

! کیا وجہ ہو گی

اک نئی سوچ

! کہیں اسکی طبیعت تو خراب نہیں

اک نئ فکر

اس نے کال کرنے کے لئے سیل اٹھایا پھر بیڈ پر پھینک دیا۔۔

" بھائی۔۔۔؟ "

ہوں۔۔ہاں" وہ چونک کر پلٹا۔۔ "

" ماہین۔۔۔ "

اور تیز تیز قدم اٹھاتا اسکے پاس گیا۔۔

" ! تم کب آئی "

وہ ابھی ٹو کلاس میں تھی۔۔اور بورڈنگ اسکول میں پڑھتی تھی۔۔ صرف ویک اینڈ پر ہی گھر آتی تھی

اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور بیڈ پر بٹھا کر خود نیچے بیٹھ گیا۔۔

" بابا لیکر آئے ہیں؟ "

"نہیں ڈرائیور انکل کے ساتھ آئی ہوں"

اسے ہمیشہ کی طرح مایوسی ہوئی تھی سن کر

" اچھا۔۔۔لنچ کیا تم نے؟ "

پیار سے اسکے بال سنوارتے ہوئے پوچھا تو اس نے سر نفی میں ہلایا۔۔

اسی لمحے ملازمہ چوکھٹ پر نمودار ہوئی

ماہین بی بی آپ یہاں ہیں میں آپ کو آپ کے کمرے میں ڈھونڈ رہی تھی"

" ۔۔آئیں آپ کو لنچ کروادوں

" تم ایسا کرواسکا اور میرا کھانا یہیں لے آئو "

اس نے حکم دیا اور ماہین کے شوز اتارنے لگا۔۔

اسے بیڈ پر بٹھانے کے بعد گیم فون اسکے ہاتھ میں تھمایا اور واڈروب سے شرٹ لے کر چینج کرنے چلا گیا۔۔۔

ہلکے گلابی رنگ کے لباس میں ملبوس ہلکے پھلکے میک اپ نے اسکے حسن کو چار چاند لگا دیئے تھے۔۔

چہرے پر وہی مہربان سی مسکراہٹ جو اسکی طبیعت کا خاصہ ہوا کرتی تھی

۔۔۔

اسمبلی جہاں سب اٹینشن کھڑے تھے

اور

حسنین دلآور خان

ہر شے سے غافل

نظروں کی پیاس بجھا رہا تھا۔۔

رائونڈ لگاتے وقت وہ اسکے قریب سے گزری تو

اسکے کلون کی مہک نے تھوڑی دیر کے لئے اس کے اندر ہلچل مچا کر رکھ دی تھی۔۔۔

آج پہلے پیریڈ میں وہ ان کی کلاس کی طرف آتی دکھائی دی تو وہ سب سے پہلے اٹھ کھڑا ہوا

یہ جانے بغیر کہ چاہت کا کلاس میں آنے کا مقصد کیا ہو گا۔۔اسے آفس سے حسنین کی حرکت کہ رپورٹ مل چکی تھی۔۔

سر علی کے ساتھ بد تمیزی۔۔حد ہو گئی۔۔

وہ بہت غصے میں تھی

" کل آپ نے مس شاہانہ اور سر علی کے ساتھ بد تمیزی کی تھی؟ "

اس نے سخت لہجے میں غصے سے سوال کیا

"! آپ میری بات تو سنیں "

آنسر وتھ یس اور نو" وہ تیزی سے بات کاٹ کر بولی "

"ہاں لیکن آپ میری پوری بات تو۔۔۔ "

چٹاخ "اس نے اک زوردار طمانچہ گال پر جڑ دیا "

پوری کلاس میں اک دم سناٹا چھا گیا۔۔۔

وہ بہت غصے اور اشتعال میں اسے دیکھ رہی تھی

جبکے حسنین دلآور خان کی آنکھوں میں بے یقینی تھی

"آپ غلطی کر رہی ہیں "

اسکا انداز عجیب سا تھا۔۔

چاہت نے اک اور تھپڑ اسکے دوسرے گال

پر بھی رسید کر دیا۔۔۔

غلطی تو مجھ سے پہلے ہوئی تھی۔۔اب تو میں جو کر رہی ہوں بلکل سہی "

" کر رہی ہوں

اس نے غصے سے نظریں پھیر لیں

" I'm very disappointed in you"

تاسف میں ڈوبی ہوئی آواز سن کر اس نے ایکدم چاہت کو دیکھا تھا مگر وہ

بہت غصے سے وہاں سے نکل گئی۔۔

کلاس میں ابھی تک سکوت چھایا ہوا تھی۔۔

اوراسکے اندر بھی۔۔

وہ ہنوز ساکت تھا

چاہت نگاہوں سے اوجھل ہو چکی تھی

مگر تصور میں ابھی بھی اسکے سامنے تھی۔۔۔

اسکے بعد اس نے آج کی کوئی بھی کلاس اٹینڈ نہیں کی سارا دن کینٹن میں

بیٹھا رہا۔۔

چھٹی ہوئی تو بے دلی سے گھر آگیا

آہستہ آہستہ چلتا ہوا بیڈ پر جا پہنچا۔۔۔

دل تپتے انگاروں کی مانند دہک رہا تھا۔۔

جیسے چاہت نے سب کے سامنے اسے دو تھپڑ مارے تھے اسکی عزت نفس

بری طرح مجروح ہوئی تھی

اگر چاہت ابراہیم کی جگہ اور کوئی ہوتا تو جانے

وہ اسکے ساتھ کیا کچھ کر گزرتا

مگر چاہت کے سامنے اسکی جھکی نگاہیں اوپر نہ اٹھ سکیں اور اٹھیں تو ساکت رہ گئیں۔۔

" I'm very disappointed in you"

جملہ بار بار اسکے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔

ساری انا،

سارا غصہ صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔۔

کیونکہ حسنین دلآور خان اب چاہت ابراہیم کے غصے اور ناراضگی سے گھبرا گیا تھا۔۔

اپنی عزت نفس چھوڑ کر

اپنی امیج کو نظر انداز کر کے

اور جب انسان

اپنے سے زیادہ دوسروں کا خیال کرنے لگے، خود پر کسی دوسرے کو ترجیح دینے لگے وہیں سے اسکی بربادی کا آغاز شروع ہوتا ہے۔۔۔

"حال"

کہاں رہ گئی تھی لڑکی۔۔ مجھ بوڑھی کو تو پریشانی میں ہلکان کر دیا تھا تم "

"نے

سوری تائی امی۔۔۔وہ۔۔۔میں۔۔۔عائشہ کی امی بیمار تھی تو اسکی طرف "

"عیادت کے لئے چلی گئی تھی

ہاں تو اک فون کر کے بتا دیتی۔۔پتا بھی ہے بلڈ پریشر کی مریضہ ہوں۔۔ "

"

آئم سو سوری تائی امی "وہ رو پڑی۔۔ "

اسکی حالت سے بے خبر وہ ایکدم نرم پڑ کر بولی

"اچھابس رونا تو بند کرو۔۔میں نے تو پریشانی میں ڈانٹ دیا زرا سا "

"نہیں تائی امی۔۔وہ۔۔۔ "

وہ سسک اٹھی۔۔۔

اب کیا کہتی ان سے۔۔کیا بیتی تھی اس پر۔۔

ان چند گھنٹوں نے سہی معنوں میں اس گھر کی چادیواری کی اہمیت بتلادی تھی۔۔۔

" آئو۔۔اندر آئو۔۔شاباش..منہ ہاتھ دھولو میں پانی لے کر آتی ہوں "

اسکی سیاہ آنکھوں میں اداسی اور تھکن تھی۔۔

تائی امی اپنی پریشانی میں نوٹ ہی نہ کر سکی۔۔۔

وہ کمرے میں جا کر بیڈ پر ایسا گری کہ پھر اٹھنے کی ہمت ہی نہ پڑی۔۔۔

" چاہت؟ کھانا نہیں کھائو گی؟ "

تائی امی کو خود اسکے کمرے میں آنا پڑا

وہ سرخ چہرہ لئے نڈھال سی پڑی تھی

تائی امی مجھے بھوک نہیں ہے بس زرا سر میں درد ہے تھکن کی وجہ "

" سے۔۔میں اب آرام کروں گی

"ٹھیک ہے جیسے تمہاری مرضی "

تائی امی مطمئن سی لوٹ گئی۔۔

جبکے وہ بیڈ کرائون سے ٹیک لگا کر،

دکھ،ازیت،اور ملال

کے ملے جلے تاثرات میں گھری سسکنے لگی۔۔

---

" آپ نے ہمارا ٹیسٹ چیک کیوں نہیں کیا؟ "

وہ پوچھنے لگا۔۔

اسے چاہت کی جانب سے کوئی جواب نہ ملا تو وہ لرز گیا۔۔

" کاپی رکھ دو "

وہ لاپرواہی سے کہہ کر پھر سے مصروف ہو گئی۔۔

مگر حسنین دلآور خان ہٹ دھرمی سے بدستور اسکے سامنے کھڑا رہا تو اس نے سر اٹھایا۔۔۔

دو کاپی "اس نے ہاتھ بڑھایا "

حسنین نے ٹیسٹ کی کاپی تھامے رکھی جو دوسری جانب سے چاہت نے تھام رکھی تھی۔۔

وہ اس پل کے انتظار میں تھا کہ وہ اک نظر اسے دیکھے گی مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔۔

وہ سخت ناراض تھی۔۔۔

اس نے رائٹ لگانے کے بعد فوراً سائن کھینچ کر کاپی ڈیکس پر پھینک دی

--

"آپ۔۔۔ "

وہ لب بھینچ کر رہ گیا۔۔اسے بہت برا لگا تھا۔۔

آپ کیوں کر رہی ہیں ایسا! آپ نے ایک بار بھی میری پوری بات نہیں "

" سنی

وہ بے بس ہونے لگا

بات جو بھی تھی میں ہر گز اجازت نہیں دوں گی کہ تم سر علی یا "

دوسرے کسی بھی استاد سے بد تمیزی سے پیش آئو۔۔۔شرم نہیں آتی

" تمہیں۔۔ تمہارے والد کی عمر کے تھے وہ۔۔کچھ تو لحاظ کیا ہوتا۔۔

وہ طیش میں آکر پھٹ پڑی

تم تو میرے بہت اچھے اور تابعدار اسٹوڈنٹ تھے۔۔بہت مان تھا مجھے تم "

" پر۔۔کم از کم مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی نین

اسکے بدن میں برقی سی کوند گئی۔۔

یوں لگا جیسے سب کچھ ویران سا ہو گیا ہو۔۔

اسے محسوس ہوا اسکا سر منوں وزنی ہو گیا ہو۔۔

چاہت کے جانے کے بعد وہ کلاس میں سارا دن گم سم سا پڑا رہا۔۔۔

---

تائی امی کی طبیعت آجکل ٹھیک نہیں رہتی تھی

اس لئے وہ آج جلدی گھر آگئی تھی۔۔۔

کچن میں کھانا بناتے وقت دروازے پر دستک ہوئی۔۔

اس وقت کون ہو سکتا ہے۔۔

تایا ابو لیٹ آتے تھے۔۔

اظہر،اشعر بھی شام چھ بجے کے قریب گھر آتے تھے۔۔۔دروازہ کھولتے ہی اسکی نگاہ اپنے سامنے

کھڑے دراز قدامت خوبرو شخص پر جا رکی۔۔

جو ظاہری طور پر حلیے اور پہناوے سے خاصا امیر کبیر معلوم ہوتا تھا۔۔

اس نے جلدی سے دوپٹے کا پلو سنبھالا تھا۔۔

اور مہران فرید نے اپنا دل

" یہ یامین صاحب کا گھر ہے؟ "

" !جی۔۔ "

"وہ انہیں۔۔۔ "

" !کیا ہوا انہیں۔۔ "

وہ ہمیشہ کی طرح جذبات میں آکر اسکی بات پوری بات سنے بغیر بیچ سے کاٹ کر بولی تھی۔۔

" کچھ نہیں ہوا بھئی بلکل ٹھیک ہوں۔۔بس ذرا بلڈ پریشر لو ہو گیا تھا "

تایاابو کی نحیف سی آواز سن کر وہ مہران فرید کی موجودگی یکسر فراموش کر کے ان کی طرف بڑھی۔۔

" آپ کو کتنی بار سمجھایا ہے کہ اگر طبیعت خراب ہو تو مت جایا کریں دفتر ۔۔آپ کہاں سنتے ہیں کسی کی "

وہ انہیں سہارا دے کر اندر لے آئی۔۔

مہران بیچ راستے میں کھڑا تھا۔۔

اسے اپنا آپ غیر ضروری سا لگا۔۔

" مہران بیٹا کہاں جا رہے ہو آئو بیٹھو۔۔ایک کپ چائے تو پی کر جائو "

آہمم۔۔۔ نہیں یامین صاحب میں اجازت چاہوں گا آپ تکلف نہ کریں "

"تکلف کیسا اس میں۔۔ پہلی بار آئے ہو۔۔چائے ضرور پی کر جانا "

مہران انکار نہیں کر سکا اور نیم رضامندی سے سر ہلاتے ہوئے صوفے پر براجمان ہو گیا۔۔

" !تایاابو یہ۔۔۔ "

وہ کنفیوژ سی کھڑی تھی۔۔

تایاابو کبھی کسی کو یوں گھر میں نہیں لائے تھے۔۔

ضرور وہ کوئی خاص ہو گا۔۔

یہ فرید انڈسٹریز کے مالک ہیں۔۔میرے باس۔۔مہران فرید "تایاابو "

نے ان کا تعارف کروایا۔۔

"اور یہ بیٹی ہیں میری "

اس نے ایکدم سے تایاابو کی صورت دیکھی۔۔

کتنی محبت اور مان تھا ان کے چہرے پر۔۔۔

اسکی آنکھیں آنسوئوں سے بھر گئیں۔۔۔

یوں لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی رو دے گی۔۔

وہ انکی محبت پر نہال ہو گئی۔۔

مہران کو اس وقت کسی بچی مانند لگ رہی تھی۔۔

وہ اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔۔

ایسی نازک مزاج لڑکیاں بھی پائی جاتی ہیں

اس ماڈرن ورلڈ میں۔۔۔

جس فیلڈ اور کلاس سے اسکا تعلق تھا

وہاں تو پر اعتماد لڑکیاں شانہ بشانہ کھڑی ہوتی تھی مردوں کے۔۔

یہ لڑکی کس دیس کی باسی تھی۔۔۔

اس نے ہولے سے اپنی حرکت پر شرمندہ ہو کر نگاہوں کا زاویہ بدل لیا۔۔

دل بدتمیزیوں پر اتر آیا تھا۔۔

" چاہت۔۔۔؟؟ "

جی۔۔۔جی تایا ابو" وہ ٹرانس سے باہر آئی "

مہران صاحب کے لئے اچھی سی چائے اور اپنی تمہاری تائی امی کے ہاتھ "

"کے شامی کباب لے آئو

وہ سر ہلاتی ہوئی باہر نکل گئی

چاہت۔۔"کتنا سوٹ کرتا ہے اس پر یہ نام۔۔ "

افففف، یہ وہ کیا سوچ رہا تھا۔۔

اس نے پہلو بدل کر دیوار پر لگی ہوئی پینٹنگز کی جانب توجہ مبذول کی۔۔۔

---

" حال"

حسنین دلآور خان کی زندگی میں یکدم بہار کا سا سماں تھا۔۔۔

چاہت کمرے سے جا چکی تھی

مگر اسکے تصور میں ابھی بھی اسکے پاس تھی۔۔۔

کتنی ہی دیر اسکی موجودگی کا احساس اسکے حواسوں پر چھایا رہا۔۔۔

وہ بس آنکھیں بند کیئے وہاں بس مقصد کھڑا رہا تھا۔۔

رات گئے گھر لوٹا تو

اسکے چہرے پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔

عجیب سی طمانیت کا احساس ہو رہا تھا۔۔

جیسے اس نے دنیا فتح کر لی تھی۔۔

کمرے میں اپنے بیڈ پر یوں گرا جیسے ساری فکروں سے آزاد ہوا ہو۔۔

اور آنکھیں موند لیں۔۔

قدموں کی آہٹ پر آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایشان بڑی دلچسپی نگاہوں سے

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

اس نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا

کیوں گھور رہے ہو؟ اور تمہیں کسی نے سکھایا نہیں کسی کے کمرے میں "

" ناک کر کے آتے ہیں؟

اسکا لہجہ بے حد سرد تھا۔۔۔

وہ برا نہ مانتے ہوئے دوستانہ لہجے میں استفسار کرنے لگا

" معافی چاہتا ہوں حسنین صاحب۔۔دراصل آپ کو مسکراتے دیکھا تو رہ
" نہیں سکا۔۔وجہ پوچھ سکتا ہوں اس مسکراہٹ کی؟
نہیں پوچھ سکتے وجہ۔۔اور نہ ہی میں بتانا چاہتا ہوں کہ میری مسکراہٹ "
" کو تم جیسے حاسدوں کی نظر بہت جلدی لگ جاتی ہے
وہ حسب عادت اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔
کہنی کے بل اونچا ہوتے ہوئے جواب دے کر پھر سے سر گرا لیا۔۔
" تم ایسا سمجھتے ہوئے مجھے؟ "
وہ زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجائے چلتا ہوا سامنے کائوچ پر بیٹھ گیا
" تم مختلف ہوتے تو بھی میں تم سے کوئی واسطہ نہ رکھتا ایشان لغاری "
اس حوالے پر ایشان بے ساختہ مسکرا دیا۔۔
" تم بھول رہے ہم سگے بھائی ہیں اور ہمارا باپ ایک ہی ہے "
"اچھا بسسسس "
اس نے بیزاری سے ٹوکا۔۔

"یک نہ شد دو شد "

وہ وردہ کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا جو کمرے کی چوکھٹ پر نمودار ہوئی تھی

ایک کیا کم تھا جو دوسری بھی عین موقع پر تشریف فرما تھی۔۔اس وقت

اسکے تصورات اور سوچوں میں خلل ڈالنے والی ہر شے زہر لگ رہی تھی

۔۔۔

جبھی وہ دونوں کو باری باری گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

" !کیا مسلہ ہے؟ جائو۔۔۔ "

" جا ہی رہے ہیں "

وردہ اسکے انداز اور لہجے پر برا مان کر نہ صرف بولی بلکے ایشان کی کلائی پکڑی

اور کھینچ کر باہر لے گئی۔۔۔

ناک چڑھا کر پھر سے اسی انداز میں لیٹ کر آنکھیں موند لیں

یکدم احساس ندامت کا احساس زہن پر حاوی ہونے لگا

چاہت کی سسکیاں ابھی تک اسکے دل پر نقش تھی۔۔

بھلا اسے تکلیف پہنچا سکتا تھا۔۔

وہ اسکے دل کی دھڑکنوں میں بستی تھی۔۔

یہ تو مجبوراً اسکی ہٹ دھرمی کے آگے اسے اپنی محبت منوانے کی خاطر یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا

اس سوچ کے ساتھ اس نے اپنے ضمیر کو تھپک کر سلا دیا تھا۔۔۔

" سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔ برین لس۔۔ایڈیٹ "

اس نے باہر کر اسکا ہاتھ چھوڑ دا ور نین کو برے برے القابات سے نوازنے لگی۔۔۔

"تم واقف ہو اسکی نیچر سے پھر کیوں اپنا موڈ خراب کرتی ہو "

ہا بخوبی واقف ہوں۔۔اور مان لیا مجھ سے اسے پرابلم ہے لیکن تم سے " کیوں اس طرح بات کرتا ہے۔۔۔تم سے کیا پرابلم ہے اسے, مجھے بہت برا لگتا ہے جب کوئی میرے دوست سے اس طرح بات کرتا ہے "

"اووکے۔۔ریلکیس۔۔تم اپنا موڈ کیوں خراب کر رہی ہو "

ایشان لبوں کو بے ساختہ معنی خیز سی سکراہٹ چھو گئی

جسے وہ یکسر چھپاتے ہوئے بولا۔۔۔

وردہ نے تپاتپا سا چہرہ موڑا سے دیکھا

" تم کیوں مسکرا رہے ہو؟ "

وہ چڑ کر بولی تو ایشان کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔۔۔

اسکے پاس بہت پیارا جواب تھا مگر وہ کسی موقع کے انتظار میں تھا۔۔۔

" کچھ نہیں۔۔یونہی بس "

وہ ٹال گیا

تم چلو کھانا کھالو پھر میں تمہیں گھر ڈراپ کرتا ہوا چلوں گا۔۔مجھے ایک "

" دوست کی طرف جانا ہے

وہ حامی بھرتے ہوئے وہاں سے ہٹی

جبکے ایشان کی مسکراتی نگاہوں سے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔

آفس کی شاندار کرسی چھوڑ کر گلاس وال کے پار گھورتا وہ ساکت کھڑا تھا

۔۔۔

جس وقت احمر گلاس وال دھکیل کر اندر داخل ہوا تھا۔۔

وہ خیالات میں کھویا ہوا تھا

تصور میں کن اکھیوں سے اس دوشیزہ کو دیکھنے لگتا جسکا حسن بے کیف اسے

بے چین کیئے دے رہا تھا۔۔۔

حالانکہ ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا

ان آنکھوں نے ہزاروں خوبصورت چہرے دیکھے

مگر،

چاہت ابراہیم

میں کچھ تو بات تھی۔۔

جو وہ خود پر قابو نہیں رکھ پا رہا تھا

اور بس اسکے بارے میں سوچتا چلا جا رہا تھا۔۔۔

وہ سراپا،

وہ حسن،

وہ آنکھیں،

وہ اٹھتی، جھکتی گھنیری پلکیں

وہ لہجے کا دھیما پن، اسکا گریز۔۔

ہر شے بے مثال تھی چاہت ابراہیم کے نرالے انداز کی۔۔۔

احمر اسکے آفس میں ایم ڈی ہونے کے ساتھ ساتھ اسکا بہت اچھا دوست بھی تھا۔۔۔

"یار یہ فائل میں نے ریڈی کر دی ہے ایک بار۔۔۔۔ "

وہ رک کر اسکی چوڑی پشت کو دیکھنے لگا۔۔

چند لمحے بعد بھی اسکی پوزیشن میں حرکت نہ ہوئی تو احمر کے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ ہو گئی۔۔۔

" غضب ہو گیا مہران "

" کیا ہوا؟ "

اسکی اونچی آواز سے بوکھلا کر پلٹا تو احمر کے لبوں کی مسکراہٹ سے سارا معاملہ سمجھ گیا۔۔

اس نے پیپر ویٹ اٹھا کر اسے دے مارا۔۔۔

جو اس نے بڑی ہوشیاری سے کیچ کر لیا

غضب ہو گیا حضور والا۔۔ مہران فرید اکیلے اکیلے، اپنے آپ میں مسکرا "

" رہے ہیں

احمر نے شرارتی لہجے میں استفسار کیا تو مہران کو شاک لگا تھا۔۔

" میں مسکرا رہا تھا؟ "

وہ بدستور بے یقین تھا

ہاں بلکل میرے دوست۔۔اب تو بتانا بنتا ہے۔۔کیا بات ہے؟اس "
مسکراہٹ کا راز کیا ہے؟کون ہے وہ دوشیزہ جس نے موصوف کے تلخ
" مزاج کو چھین کر مسکراہٹیں بکھیر دی ہیں

وہ خوش فہم ہونے لگا

" ایسا کچھ نہیں ہے "

مہران نے اسے آسمان سے زمین پر لا پٹخا

" پکی بات ہے؟ "

وہ برا سا منہ بنا کر بولا۔۔

مہران فرید پہلی بار سوچ میں پڑ گیا

"دیکھا۔۔۔دیکھا۔۔۔ "

احمر نے ہاتھ پر ہاتھ مارا

" کوئی بات تو ضرور ہے "

" کام کی بات کریں "

وہ گھورتے ہوئے کرسی پر براجمان ہوا تھا۔۔

احمر بدستور اسے شوخ نگاہوں سے گھور رہا تھا۔۔

" بس کرو یار ایک بات کے پیچھے پڑ جاتے ہو "

وہ چڑ کر بولا تو احمر کھل کر مسکرا دیا۔۔

وہ جانتا تھا کوئی نہ کوئی بات تو ضرور تھی

اور مہران اس سے فلحال شیئر کرنا نہیں چاہتا تھا اسی لئے مسکرا کر فائل کی جانب متوجہ ہوا۔۔

---

آج وہ تایا ابو کی ناساز طبیعت کے باعث اسکول نہیں جا سکی تھی۔۔

اس نے اسٹوڈنٹس کو ٹیوشن آنے سے بھی منع کر دیا تھا۔۔۔یہ جانے بغیر کے کسی نے رات اسکو سوچتے ہوئے کانٹوں پر بسر کی تھی۔۔

" یہ تمہاری صورت پر بارہ کیوں بج رہے ہیں؟سوئے نہیں ساری رات؟ "

"

اسکی اتری ہوئی غمزدہ صورت دیکھ کر تو دلآور کا سخت دل بھی پگھل گیا۔۔

" ! کہیں بخار تو نہیں تمہیں "

ثمینہ بیگم نے فوراً پریشانی سے اسکی پیشانی چھونا چاہی مگر اس نے سخت نفرت اور ناپسندیدگی سے اسکا ہاتھ جکڑ کر جھٹک دیا۔۔

اپنی ڈارک براؤن آنکھوں سے اسے مسلسل گھورتا کرسی دھکیل کر اٹھ گیا

۔۔۔

" دیکھا آپ نے۔۔۔مجھے میری محبت کا صلہ دینا تو دور اس لڑکے نے کبھی مجھے ماں سمجھا ہی نہیں

وہ جھوٹ موٹ کے آنسو پونچھتی دلآور خان کو رام کرنے لگی جو مٹھیاں
بھینچ کر اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔۔۔
آج وہ سوچ کر آیا تھا مس چاہت کو منا کر ہی دم لے گا
!آخر کو اسکا قصور کیا تھا۔۔۔
! وہ نہیں سن سنتا تھا چاہت کے خلاف کچھ بھی۔۔بس
مگر آج اس کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی
کیونکہ چاہت ابراہیم غیر حاضر تھی۔۔۔

اس نے کوئی کلاس ڈھنگ سے نہیں لی تھی
ہر ٹیچر سے اسے خاصی سننے کو ملی تھی
مگر اسے رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا۔۔
اک بار پھر سے اس میں چوتھی جماعت کے،
ضدی، ہٹ دھرم، اور من مانی کرنے والے
حسنین دلآور خان

کا عکس جھلکنے لگا تھا۔۔

اس نے ٹیچرز کو زچ کر کے رکھ دیا تھا۔۔

کوئی بھی بات نہ ماننے، سننے کی قسم کھالی تھی۔۔۔

وردہ ٹکٹکی باندھے کب سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

کیا ہے؟ ہر وقت حسنین کو گھورتی رہتی ہو۔۔ایسی بھی کیا دیوانگی یار وردہ "

" ۔۔میں کب سے تمہیں تھیورم کے بارے میں بتا رہی ہوں اور تم ہو کہ

آمنہ سخت غصے ناراضگی سے کہنے لگی۔۔

"حسنین کتنا اداس لگ رہا ہے؟ "

وہ ٹرانس کی کیفیت میں اسکا چہرہ نظروں کے حصار میں لئے ہوئے کہنے لگی

وہ کتنا اداس لگ رہا ہے، کتنا خوش لگ رہا ہے، کتنا ہینڈسم لگ رہا ہے فلاں "

فلاں۔۔۔ان سب سے باہر نکل آئو وردہ۔۔۔مین پک چکی ہوں تمہاری

" اس قسم کی باتیں سن سن کے

آمنہ چڑ کر کہتی اسکے پاس سے اٹھ گئی۔۔۔

تو وردہ بھی حسنین کی جانب بڑھی۔۔۔

" تم اپ سیٹ لگ رہے ہو؟ کیا ہوا انکل سے کوئی جھگڑا ہوا ہے؟ "

اس نے ڈرتے ڈرتے پوچھا

" تم اور تمہاری پھپھو تو یہی چاہتی ہیں نا۔۔ مگر فکر مت کرو تم لوگوں کی چالوں کو میں اچھے سے سمجھ گیا ہوں۔۔۔ دشمن نہیں ہیں وہ میرے باپ ہیں۔۔۔ اور یہ میرا ذاتی معاملہ ہے میں ہر گز نہیں چاہوں گا کہ کوئی تیسرا میرے میٹرڈ سکس کرے۔۔ ہٹو آگے سے "

وہ اسے بے نقط سنا کر راستے سے ہٹاتا آگے بڑھ گیا۔۔

وردہ زخمی نظروں سے اسکی پشت کو گھورتی رہی گئی۔۔۔ حسنین کا پورا دن اداس اور بے رنگ اور بیزار گزرا تھا۔۔۔

" ششش۔۔۔ پیئے گا؟ "

ڈھیلی ٹائی، شرٹ کی آستین کہنیوں تک موڑے، چھوٹے چھوٹے

قدموں اٹھاتے ہوئے مارچ پاسٹ کرتا

وہ گیٹ کے باہر اپنی گاڑی کا انتظار کر رہا تھا

جب افنان نے سگریٹ والا ہاتھ اسکی جانب بڑھایا۔۔

اس نے ڈارک براؤن آنکھوں سے اک لحظہ اسے دیکھا

اور خاموشی سے سگریٹ ہونٹوں کے درمیان رکھ کر جیسے ہی سانس کھینچا

اسے بہت زور سے کھانسی کا دورہ پڑا تھا۔۔

افنان کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

حسنین بابا کیا ہوا آپ کو طبیعت تو ٹھیک ہے آپ؟"ڈرائیور جو ابھی پہنچا "

تھا، بھاگتا ہوا آیا تھا۔۔

اس نے جلدی سے سگریٹ جوتوں تلے مسلی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں آپ چلیں "

اسکی آنکھیں سرخی مائل تھیں۔۔۔

وہ بیگ پچھلی سیٹ پر پھینک کر خود فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھنے لگا

---

آج اسکا موڈ بہت خراب تھا وہ جیسے ہی گھر پہنچا

ثمینہ بیگم اس پر چڑھ دوڑیں۔۔۔

" کیا کہا ہے تم نے وردہ سے۔۔۔اس نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا ہے

۔۔۔دیکھو حسنین میں نے پہلے بھی تمہیں سمجھایا تھا وہ بہت نازک مزاج اور حساس بچی ہے اس سے تمیز اور نرمی سے پیش آیا کرو.. کونسی زبان سمجھتے ہو تم؟ "

آپ کوئی سی زبان میں کہہ لیں آپ کی زبان مجھ پر اثر نہیں کرتی ثمینہ "

"لغاری

جیبوں میں ہاتھ ڈالے بڑے بے فکر انداز میں مسکرا کر کہنے لگا مگر شدت نفرت سے اسکی آنکھیں سرخ تھیں۔۔

"بکواس بند کرو "

ثمینہ بیگم قہر آلود نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے غرائی۔۔اس کی آنکھوں میں بے بسی دیکھ کر ڈارک برائون آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔۔۔

لبوں پر تبسم واضح ہو گیا۔۔۔

وہ چلتا ہوا اسکے بے حد نزدیک آ رکا۔۔

ان کے قدم قدم پیچھے اور اسکے آگے کی جانب بڑھنے لگے

" کیا بد تمیزی ہے یہ؟ "

وہ اسکے گستاخانہ انداز پر تلملا اٹھی

! بد تمیزی تو ابھی میں نے کی ہی نہیں۔۔۔اور سنیں "

اپنی سائیکو بھانجی کو سنبھال لیں ہر وقت مجھے گھورتی رہتی ہے پاگلوں کی

" طرح

"ہائو ڈیئر یو۔۔۔ "

وہ غصے سے پیچ وتاب کھاتے ہوئے نہ صرف گرج اٹھی بلکے ہاتھ بلند کیا جو اس نے بڑے سکون سے تھام لیا۔۔

"!ہاتھ چھوڑو میرا جاہل "

وہ اسکی حرکت پر بل کھا کر رہ گئی۔۔۔

اس نے بے رحمی سے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ آگے بڑھ جاتا اسکی توجہ ڈریسنگ پر رکھے لاکٹ پر پڑی

۔۔

اس نے لپک کر لاکٹ لیا۔۔۔

لاکٹ دیکھ کر اسکے ہونٹ غصے سے تھر تھرانے لگے۔۔۔

لب بھنچ گئے اور ماتھے پر بل پڑ گئے۔۔۔

خوبصورت ڈارک براؤن آنکھیں شعلہ فشاں ہو گئیں۔۔۔

اسکا جی چاہا اس عورت کا گلا دبا دے۔۔۔

" کہاں سے آیا یہ لاکٹ آپ کے پاس؟ "

وہ اسکے خطرناک تیور دیکھ کر سر تا پا لرز گئی۔۔۔

" یہ۔۔۔یہ۔۔مجھے دلآور نے دیا تھا "

آئندہ میری۔۔۔۔ماں کی چیزوں کو چھونا تو دور دیکھنا بھی مت۔۔ورنہ "

"میں سارے لحاظ بھول جائوں گا

انگشتِ شہادت اٹھا کر وارن کرتے ہوئے اسے اتنا غصہ آیا تھا کہ ہاتھ مار کر ثمینہ بیگم کے ڈریسنگ کی ساری چیزیں زمین بوس کر دیں۔۔۔

ثمینہ بیگم کی دلخراش چیخیں پورے گھر میں گونجیں۔۔۔

وہ خشم ناک نظروں سے گھورتا لاکٹ مٹھی میں دبوچ کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

اس نے حفاظت سے وہ لاکٹ اپنی الماری کے سیف میں رکھ دیا تھا

مگر

جو بات اک بار اسکے دل میں آجاتی وہ اتنی آسانی سے محو نہیں ہوتی تھی

۔۔۔

اس وقت شدید، ڈپریشن اور ڈسٹرب تھا۔۔۔

اسے کمرے کی کشادہ چھت تلے گھٹن محسوس ہو رہی تھی۔۔

اک احساس دل و دماغ کو انگارے کی طرح جلا رہا تھا۔۔۔

اس نے ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے واشروم کا رخ کیا۔۔۔آئینے میں اپنے عکس کو گھورنے لگا

" بہت مان تھا مجھے تم پر "

" شرم نہیں آتی تمہیں "

اسکے کانوں میں جملوں کی گونج بڑی بے رحم تھی۔۔۔

" I'm very dispointed in you"

اس نے اگلے ہی لمحے بلیڈ اٹھایا

اور

اک بڑا سا کاٹ اپنے بازو پر لگایا۔۔۔

خون ابل ابل کر اسکی کہنیوں سے سفید بے داغ شرٹ کو آلودہ کرنے لگا

۔۔

وہ بے خود سا کھڑا تھا۔۔۔

پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے ہوئے بیڈ پر بے ترتیب سا لیٹ گیا۔۔

فون مسلسل تھر تھرا رہا تھا۔۔

اس نے بغیر دیکھے ہی اٹینڈ کر کے کان سے لگا لیا

" !آنی مجھے پتا نہیں کیا ہو رہا ہے "

ٹوٹے لہجے میں کہتا وہ جیسے خود بھی ٹوٹ رہا تھا

کیا ہوا میری جان۔۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے۔۔ دلآور نے کچھ کہا؟ "

"اسکول میں تو کسی نے کچھ نہیں کہا

وہ ایکدم سے پریشان نظر آنے لگیں

" کچھ بھی نہیں ہوا"

تو پھر۔۔۔ تم اداس کیوں ہو۔۔ پوری بات بتائو مجھے نین "اس نے بے "
بسی سے بال مٹھیوں میں بھینچ ڈالے۔۔

" میرا خود سے کنڑول ختم ہوتا جارہا ہے آنی "

کیسی باتیں کر رہے ہو۔۔ تم ٹھیک تو ہو تمہاری آواز اچھی نہیں لگ رہی "
"مجھے

ثمرہ بیگم کا دل ہولنے لگا۔۔

" میرے پاس آجائیں آنی "

اس کی پلکیں بھاری ہونے لگی۔۔۔ اس نے آنکھیں آہستگی سے بند کر لیں

"ہیلو۔۔۔ نین۔۔۔ ہیلو "

وہ پکارتی رہ گئیں مگر کوئی جواب نہ ملا۔۔۔

وہ سکون سے آنکھیں موندے لیٹا رہا تھا۔۔۔

جسم کے ساتھ ساتھ دل و دماغ پر بھی تھکن کا غلبہ تھا۔۔۔

جانے اسے کیا ملتا تھا؟

خود کو تکلیف پہنچا کر۔۔۔

وہ اپنے احساسات کا تجزیہ کرنے لگا۔۔

شاید دوسروں کو تکلیف پہنچا کر سکون حاصل کرتے کرتے اس نے خود کو

بھی تکلیف پہنچانا شروع کر دیا تھا۔۔۔

وہ اکثر شعوری لاشعوری طور پر ایسی حرکتیں کرنے لگتا تھا۔۔

اکثر وہ جذبات کی انتہائوں پر پہنچ کر خود کو نقب لگانے،

زخمی کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔۔

سب کچھ دانستہ یا نادانستہ مگر اپنی غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے اس نے یہ

طریقہ کار اپنایا تھا

صرف ثمرہ اسکی زہنی حالت کے بارے میں جانتی تھی

اور اسے ہینڈل کرنا بھی جانتی تھی۔۔

مگر اس وقت وہ لاعلم تھی اسکے اندرونی جذبات سے۔۔

اسکی زہنی حالت ٹھیک نہیں ہے دلآور۔۔ تبھی اس نے یہ حرکت کی "
ہے اور یہ سب تم دونوں کی وجہ سے ہوا ہے تم دونوں کے جھگڑوں کی وجہ
سے ہوا۔۔ ثمینہ اسکی سگی ماں نہ سہی مگر دلآور تم تو باپ ہو اسکے۔۔ تمہارا
خون ہے حسنین۔۔ کم از کم تم تو اپنے رویے میں تبدیلی لائو۔۔ اگر اسے
"کچھ ہو جاتا تو کون ہوتا اسکا زمہ دار
ثمرہ بیگم ہاسپٹل کی راہداری میں چکر کاٹتے ہوئے مسلسل برس رہی تھی
۔۔۔
دلآور خان بیوی نہ سہی مگر اپنی سالی کے رعب و دبدبے سے مرعوب ہو
جایا کرتا تھا اور آج بھی وہ چہرے پر سنجیدگی طاری کیئے خاموش تھا۔۔ جبکے
ثمینہ بیگم برے برے منہ بنا رہی تھی۔۔

" میں کوشش کروں گا آئندہ اسکا خیال رکھوں "

دلآور خان نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔۔

جو بھی تھا نین لاکھ بداخلاق سہی مگر اسکا خون تھا۔۔اسے کچھ ہوتا ہوا دیکھ نہیں سکے تھے۔۔۔

" کوشش نہیں عمل بھی کرنا ہے اور اپنی اس بیوی کو بھی سمجھا دینا "

ثمینہ بیگم غصے سے بل کھا کر رہ گئیں۔۔۔

حسنین جو ثمینہ بیگم کی صورت مزہ دیے گئ۔۔

اس عورت کی خوشی اسے اک آنکھ نہیں بھاتی تھی۔۔

اسے دکھ میں تڑپتا

اور ازیت میں مبتلا دیکھ کر

اسے انجانا سا سکون ملتا تھا۔۔

اسے روحانی سکون ملتا تھا۔۔۔

خوشقسمتی سے اسے ہوش اسی لمحے آیا تھا

مجھے تو بہت ڈر لگنے لگا ہے دلآور۔۔ حسنین کے غصے سے اور ناراضگی سے "
"

ثمینہ بیگم اسکی حرکت کے بعد سے گھبرانے لگی تھی۔۔
یہ لڑکا بہت جنونی تھا کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔۔
آج دلآور خان کے دل میں بھی بیٹے کے لئے اچانک محبت جاگ اٹھی۔
۔وہ بھی اسے ہی لاپرواہی کا زمہ دار ٹھہرا رہا ہو گا۔۔۔خدانخواستہ کہیں کل کلاں کو یہ کم بخت اپنی جان کا دشمن خود بن جائے اور سارا الزام ڈال دے !اس پر
وہ سوچ کر ہی کانپ اٹھیں۔۔
" میں گھر جا رہی ہوں بہت تھک گئی ہوں "
وہ کہہ کر بیگ شولڈر پر ڈالتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی
اپنے شوہر کو بھی لے جائو۔۔ نین کے پاس میں کافی ہوں " ثمرہ بیگم نے "
سپاٹ لہجے میں کہا اور نین کی طرف متوجہ ہوئیں۔۔۔

کوئی اس سے پوچھتا اسکا دن کیسے گزرتا تھا۔۔
کبھی بات کرنے کی حسرت کبھی۔۔
کبھی دیکھنے کی تمنا۔۔۔

آج چاہت ابراہیم دو دنوں غیر حاضر رہنے کے بعد اسکول آئی تھی۔۔۔
جس کے لئے اسکی روح بے چین تھی۔۔۔

اس چہرے کے

ان سادہ سے

اچھوتے سے
نقوش کو اسکے تخیل نے

اک ایسا رنگ عطا کیا تھا

وہ اس چہرے پر مر مٹنے کی حد تک جنونی ہونے لگا۔۔

اسکی ہر بات چاہت سے شروع ہو کر اسی پر ختم ہوتی تھی۔۔

اسکی زندگی کا محور بن گئی تھی۔۔

اس نے اسے اپنی زندگی کا مقصد بنالیا تھا۔۔

اتنا سر پر سوار کر لیا تھا کہ جنوں بنالیا تھا۔۔

البتہ چاہت ابراہیم اس سے سخت ناراض تھی

اس نے اسکی جانب دیکھنا تک گنوارا نہیں کیا تھا۔۔۔

اسے بہت تکلیف پہنچی تھی اسکے رویے سے

جبھی وہ کلاس چھوڑ کر اسکے پاس آیا تھا اسے منانے۔۔۔اسکی ناراضگی نہیں سہہ سکتا۔۔

اسکے صبح شام اذیت میں کٹ رہے تھے۔۔

چاہت نے اسکی کوئی بات نہیں سنی

اسے بری طرح اگنور کر دیا تھا۔۔۔

اور تو اور اس نے اپنا سبجیکٹ مس شاہانہ کو ہینڈ اوور کر دیا تھا

مس شاہانہ سے حسنین کو سخت نفرت تھی۔۔

اس وقت شدید شاک اور غصے میں تھا

! وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی۔۔

اب وہ اسے دیکھ نہیں سکے گا،

بات نہیں کر سکے گا۔۔

کیسے برداشت کرے گا۔۔۔

کیسے سنبھالے گا خود کو۔۔۔

" کہاں تھے تم۔۔۔اتنی لیٹ کلاس میں آنے کی وجہ ؟ "

" میری مرضی "

جینز میں ہاتھ ڈالے وہ سکون سے بولا

کیابد تمیزی ہے یہ !اب کیاسب کچھ تمہاری مرضی کے مطابق ہو گا۔۔ "

" تم کلاس کے رولز سے واقف نہیں ہو کیا؟

مس شاہانہ نے سخت لہجے میں بازپرس کی

پتاہیں۔۔ لیکن ہو گا وہی جو میرا دل چاہے کسی کے باپ میں اتنادم نہیں "

" ہے جو حسنین دلآور خان کواپنے رولز کے مطابق چلا سکے

وہ نڈر، ڈھیٹ، اور ہٹ دھرم بچے کی طرح سینہ تان کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

" یو۔۔۔"

مس شاہانہ نے غضب ناک لہجے میں دانت کچکچاتے ہاتھ اٹھایا جو اس نے

بروقت اپنے زخمی ہاتھ کی مضبوط قید میں بھینچ لیا۔۔

" ہاتھ چھوڑو۔۔ ورنہ تمہارا بہت برا حشر کروں گی "

" آپ؟"

اس نے تنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے سر تا پا بے باکی سے انہیں دیکھا۔۔۔

اسکی نظروں میں جانے کیا تھا وہ نظریں پھیر گئیں

مس چاہت کے بارے میں بکواس کی تھی نا آپ نے۔۔آئندہ اپنی زبان پر کنٹرول رکھئیے گا ورنہ اس سے بھی برا کچھ ہو سکتا ہے آپ کے ساتھ "

وہ شاکڈ سی اسکے گستاخانہ انداز پر اسے دیکھے گئی۔۔۔وہ خاموش اپنے کام سے کام رکھنے والا اسٹوڈنٹ
ہر گز بھی ایسا نہیں تھا جیسا نظر آتا تھا۔۔۔
یا جیسا اس نے سمجھا تھا۔۔۔

حسنین دلآور خان کی مسکراہٹ مدھم سی ہنسی بنتی جا رہی تھی۔۔۔
اس نے کلاس کی جانب نظر دوڑائی تو مس شاہانہ کو احساس ہوا اسکی کتنی تذلیل ہوئی تھی۔۔

اسکا چہرہ مارے شرمندگی کے سرخ ہو گیا۔۔۔

اب آپ اپنے طریقے سے مس چاہت کا سبجیکٹ لینے سے انکار کریں گی "

اس کے کان میں بڑبڑا کر سیدھا ہوا تھا۔۔

" آئم ساری۔۔مجھے زرا غصہ آگیا تھا۔۔دراصل میرا جھگڑا ہو گیا تھا اپنے والد سے انہوں نے موڈ خراب کر دیا میرا صبح صبح۔۔۔کلاس میں سبھی جانتے ہیں ایسی چھوٹی موٹی مہربانیاں وہ مجھ پر اکثر کرتے رہتے ہیں "

اس نے باآواز جھوٹی معذرت کرتے ہوئے جیسے اپنا مزاق خود اڑایا تھا

---

مس شاہانہ شدید شاک کے عالم میں ٹرانس کی کیفیت میں اپنا ہینڈ بیگ اٹھا کر وہاں سے چلی گئی۔۔

اسکے لبوں پر فاتحانہ چمک تھی۔۔۔

اسکول کے گیٹ سے نکلتے ہی

اسے مہران فرید نظر آیا تھا۔۔۔

اسکے چہرے کا تنائو ڈھیلا پڑ گیا۔۔

بھنچے لبوں پر خوبصورت سا تبسم بکھر گیا۔۔

ڈارک براؤن آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔

وہ بڑے پیار سے ان کے گلے لگ گیا۔۔۔

"کہاں تھے آپ؟ کتنا مس کیا میں نے آپ کو۔۔! مگر آپ کو فرست پھر بھی نہ ملی"

وہ ابھی بھی اسکے گلے لگا سکون سے آنکھیں موندے ہوئے شکوہ کر رہا تھا

۔۔

مہران نے کچھ ناراضگی سے اسے کھینچ کر خود سے الگ کیا تھا۔۔۔

"پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیا حرکت ہے؟"

اسکا لہجہ نرمی سے عاری تھا۔۔

وہ اپنی ڈارک براؤن آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے بس انہیں دیکھتا رہا۔۔۔

یہ اسکا مخصوص انداز تھا۔۔

جب اسکے پاس کوئی جواب نہ ہوتا۔۔

" یہ جو تمہاری آنکھیں ہیں نا میں بلکل بھی ان کی زبان نہیں سمجھتا یہ ثمرہ ہی سمجھ سکتی ہے۔۔اپنی زبان کو زحمت دو اور لفظوں میں وجہ بیان کرو "

مہران شدید شاک میں تھا

اسکی حرکت کے بارے میں سن کر۔۔۔

اسکا غصہ کسی طور کم ہونے میں آ رہا تھا

" اچھا نا۔۔۔اتنے دنوں بعد آئے ہیں۔۔۔حال احوال تو پوچھیں۔۔۔کچھ اپنی بتائیں۔۔کچھ میری سنیں۔۔مگر آپ تو کرخت تھانیدار کی طرح سوالوں کے جوابوں میں زیادہ انٹرسٹڈ ہیں۔۔کیا ہوا۔۔، کیوں ہوا، کیسے ہوا"

وہ شکوہ جواب شکوہ کرتے ہوئے اسکی گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔۔

" میں تم سے جڑی ہر بات میں انٹرسٹڈ ہو نین۔۔اب چلو۔۔۔ہم ثمرہ کی طرف جا رہے ہیں۔۔وہیں بات ہو گی "

وہ مہران فرید تھا۔۔

اسے اپنے پیاروں کی ہر چھوٹی چھوٹی پریشانی سے غرض تھی۔۔۔

ڈرائیونگ ڈور وا کرتے کرتے وہ ایکدم کھڑا کا کھڑا رہ گیا۔۔۔اسے ایسا لگا جیسے اس نے کوئی جانا پہچانا سا چہرہ دیکھا ہو۔۔

" چہ۔۔تم نے کچھ زیادہ ہی اس لڑکی کو سر پر سوار کر لیا ہے "

اسنے دل کو ڈپٹا اور سیٹ پر براجمان ہوا تھا۔۔۔

اور جیسا اس نے چاہا تھا ویسا ہی ہوا تھا۔۔۔

!مس شاہانہ نے نہ جانے ایسا کیا کیا ہو گا۔۔

!چاہت کو کیسے کنوینس کیا ہو گا۔۔۔

اس نے اک لمحے کے لئے سوچا ضرور تھا

مگر صرف اک لمحے۔۔۔

چاہت ابراہیم نے بلآخر آج ان کی کلاس لی تھی۔۔۔

وہ اس سے دور ہی رہا تھا

اسکی ناراضگی بھری نگاہیں نہیں سہہ سکتا تھا۔۔

اسے دیکھتے ہی دیکھتے پیریڈ کب ختم ہوا تھا

احساس ہی نہیں ہوا۔۔۔

نظروں کی پیاس بجھنے کے بجائے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

ایگزام سر پر تھے وہ کسی چیز پر فوکس نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

"نیکسٹ پیریڈ فری ہے مس کا "

افنان کی آواز پر اس نے مڑ کر پیچھلی ڈیکس پر دیکھا جہاں وہ براجمان اسکا بھرپور نوٹس لے رہا تھا

اسکی بات کا مطلب وہ بخوبی سمجھتا تھا۔۔

تو کیا وہ اسکے جذبات سے واقف تھا۔۔۔؟

اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔

اور اٹھ کر کلاس سے نکل۔گیا۔۔

وہ نہیں جانتا تھا وہ افنان کی مشکوک نظروں کا شکار ہو چکا ہے۔۔

فلاورز شاپ سے لیکر چاہت ابراہیم کے گھر تک اس دن وہ اسکا پیچھا کر چکا تھا۔۔

تبھی یہ رائے قائم کرنے میں کامیابی حاصل ہوئی تھی البتہ مس چاہت کے جذبات سے وہ لاعلم تھا۔۔۔

وہ دھڑکتے دل کے ساتھ کلاس فور میں گیا تھا

چونکہ فری پیریڈ کے وقت وہ وہیں پائی جاتی تھی
ویسے آج مس عائشہ غیر حاضر تھی۔۔
چاہت کو بچوں کے ساتھ گپیں لگانے کا موقع مل گیا تھا یہ اسکا فیوریٹ ترین کام تھا
" مے آئی کم۔۔۔اِن؟ "
اس کے بدلتے تاثرات نوٹ کرتے ہوئے پوچھا تو اس نے بھاری تنفس کھینچا
" جائو یہاں سے حسنین دلآور میرا موڈ اسپائل مت کرو "
وہ بیگانگی سے نگاہیں پھیر کر کہتی اسکا دل دکھا گئی۔۔
" آپ ناراض کیوں ہیں پلیز مجھے میرا قصور تو بتائیں "
وہ بے اختیار ہو کر اسکی چیئر کا ہینڈل تھام کر نیچے بیٹھ گیا۔۔
چاہت اک لمحے کے لئے بوکھلا گئی۔۔۔
اگلے لمحے سختی سے سر زنش کی تھی

" مس شاہانہ سے بد تمیزی کرنے کا کیا جواز تھا؟ "

وہ آپ کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں کر رہی تھی۔۔ باخدا جھوٹ "
نہیں کہہ رہا۔۔ میں نے بہت برداشت کیا لیکن وہ مسلسل آپ کے بارے
میں زہر اگل رہی تھی تو مجھ سے برداشت نہیں ہوا میں نے صرف اتنا ہی کہا
" کہ مس چاہت ایسی نہیں ہیں۔۔ اور

وہ کہتے کہتے رک گیا

کیونکہ چاہت ٹکٹکی باندھے اسکی طرف دیکھے گئی۔۔

حسنین دلآور خان اسے اس وقت کسی ضدی، ہٹ بچے سے کم نہیں لگ رہا
تھا۔۔

جو اپنی ہر چیز کے بارے پوزیسو ہو۔۔۔

وہ اسکے دیکھنے پر بے خود سا ہونے لگا۔۔۔

بہت فرق تھا چاہت ابراہیم کے دیکھنے میں،

اور حسنین دلآور خان کے دیکھنے میں۔۔

"دیکھو نین۔۔۔ "

وہ کتنی اچھی لگی تھی اس لمحے اسے۔۔

یہ صرف حسنین دلآور خان ہی جانتا تھا۔۔

اس احساس،

اس مسرت کا مقابلہ دنیا کا کوئی احساس،

کوئی جذبات نہیں کر سکتا تھا

جو حسنین دلآور خان اسکے لبوں سے اپنا نام سن کر محسوس کر رہا تھا۔۔

" میں جانتی ہوں مس شاہانہ مجھے پسند نہیں کرتی "

" وہ جلتی ہیں آپ سے "

اس نے بے خوفی سے کہا

زندگی میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ہمیں ناپسند کرتے ہیں "

۔۔ہماری راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا چاہتے ہیں۔۔ لیکن ہمیں انہیں

اگنور کرنا چاہیئے اور اپنے مقصد پر فوکس کرنا چاہیئے۔۔یہی ان لوگوں کے
" لئے ہمارا سب سے بہتر جواب ہے
کتنا اثر رکھتے تھے اسکے الفاظ۔۔
اچھا۔۔۔اب اٹھو۔۔کسی نے ایسے بیٹھے ہوئے دیکھ لیا تو کیا سمجھیں گے "
"

اسکا لہجہ نارمل تھا

" اب تو آپ ناراض نہیں ہیں نا مجھ سے ؟ "

بچوں کا سا انداز تھا اسکا۔۔

نہیں بھئی "وہ مسکرائی "

" میں پھول لائوں گا آپ کے لئے ؟آپ ایکسیپٹ کریں گی ؟ "

" ہرگز نہیں نین "

چاہت کو اسکی بے پناہ خوشی کی وجہ سمجھ نہ آسکی

پلیز۔۔۔بس ایک بار۔۔جیسے آپ نے پہلے ایکسیپٹ "

" کر لئے تھے ویسے ہی اس بار۔۔ بھی کر لیں

اسکا انداز ایسا تھا کہ وہ بے ساختہ ہنس پڑی

ٹھیک ہے۔۔ تمہارا سوری سمجھ کر قبول کر لیتی ہوں۔۔ دوسری اور آخری بار۔۔ جانتے ہو نا اسکول کے رولز کتنے اسٹرکٹ ہیں اور پھر میں " نہیں چاہتی کوئی بات بنے

" جی۔۔ میں سمجھ گیا "

اس نے تابعداری سے سر ہلایا۔۔

اسے محسوس ہوا جیسے اسکے سر سے منوں وزن اتر گیا ہو

خوشی میں وہ کچھ گھبرایا ہوا سا تھا۔۔

اسی گھبراہٹ میں وہ سیڑھیاں اترتی وردہ نواز سے ٹکرا گیا۔۔

وردہ اپنا بازو تھامے بڑی غور سے اسکی مسکراہٹ میں کھو گئی۔۔

" تم۔۔۔۔ مسکرا رہے ہو؟ "

حیران کن مسکراہٹ تھی اسکے لبوں پر

" کیوں میں انسان نہیں ہوں "

انگشتِ شہادت سے اسکی لمبی ناک ٹچ کر کے کہتا تیزی سے سیڑھیاں اتر گیا۔۔۔

وردہ بے ہوش ہو کر گرتے گرتے بچی۔۔

یااللہ۔۔"اس نے دل تھاما تھا۔۔ "

حسنین دلآور خان کی خوشی کی کوئی نہ کوئی وجہ ہو گی مگر وہ کیوں مسکرا رہی تھی۔۔

آج زویا بھی یونیورسٹی سے گھر آئی ہوئی تھی تو اس سے ملاقات ہو گئی ورنہ اسکی صورت دیکھے ہفتوں گزر جاتے تھے۔۔وہ اس سے کافی سال بڑی تھی۔۔

بلکے اسکی بڑی بہنوں کی طرح خیال رکھتی تھی۔۔

جس طرح اس نے اسکول میں اسکی بد تمیزیوں کو ہینڈل کیا تھا کوئی کہہ ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ سگے بہن بھائی نہیں ہیں۔۔۔

" کیا بات ہے نین۔۔۔؟ تم اداس اداس لگ رہے ہو۔۔ یہ خودکشی کی حرکت تم نے یونہی نہیں کی کوئی وجہ تو ضرور ہے اسکے پیچھے ! "

ڈائننگ ٹیبل پر جب مہران ثمرہ بیگم اور انور صاحب کے ساتھ باتوں میں مشغول تھے

زویا نے اسکی اداس آنکھوں کو دیکھ کر تاسف سے پوچھا۔۔ یوں لگ رہا تھا

آج بھی وہیں کھڑا تھا

جہاں کئی سال پہلے

وہ ضدی، ہٹ دھرم،

بکھرا بکھرا سا حسنین دلآور خان تھا۔۔۔

جسے چاہت ابراہیم راہِ راست پر لے آئی تھی۔۔۔

" خودکشی۔۔۔۔ نہیں تو ! "

اسے خودکشی ہی کہتے ہیں نین۔۔ جس میں انسان نہ اپنے سے جڑے "
لوگوں کی پرواہ کرے،، بس خود غرضی سے اپنی زندگی کو ختم کرنے کا
"فیصلہ کرلے

اسے خود بھی بہت حیرت ہوئی۔۔

! وہ بھلا کیوں خودکشی کرے گا

پتا نہیں اسے کیا ہو جاتا تھا؟

وہ خود کو کنیوینس نہیں کر پا رہا تھا تو دوسرے کسی کو کیسے کرتا یہ کوشش
دراصل 'خودکشی' کی کوشش نہیں تھی۔۔

دیکھو نین اب تمہارا میٹرک ختم ہونے والا ہے تم اب بچے نہیں رہے "
۔۔ میں جانتی ہوں کہ انکل سے تمہارے تعلقات کچھ اچھے نہیں ہیں مگر
تمہیں خود کو سنبھالنا ہو گا۔۔ کیونکہ اسی کا نام زندگی ہے۔۔ ماہین اب
تمہاری زمہ داری ہے۔۔۔ اسکا بہت خیال رکھا کرو لڑکیوں کو اسپیشل کیئر
کی ضرورت ہوتی ہے اور میں تو کہتی ہوں کہ انکل سے بات کرو کہ اسے

اب بورڈنگ اسکول بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے شہر میں بہت اچھے اچھے اسکول ہیں۔۔۔اپنی نگرانی میں اسے پک اینڈ ڈراپ دیا کرو، وہ اب تمہاری زمہ داری ہے نین "اس نے گہری خاموشی سے زویا کی ساری باتوں کو سنا اور محسوس کیا تھا۔۔

دلآور خان بلکل ہی بے خبر ہو گیا تھا ماہین کی طرف سے۔۔کم از کم اسے اپنی بہن کو یوں دلآور کے سہارے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔۔اسے فوراً ہی احساس ہوا تھا۔۔۔

" ہاں بھئی صاحبزادے کیسی طبیعت ہے تمہاری۔۔۔سنا ہے خودکشی کی بڑی خطرناک کوشش ناکام ہو چکی ہے ہماری بیگم کی دعائوں سے " انور صاحب نے مزاجاً سنجیدہ بات کو بھی ہلکا پھلکا مذاق کا رنگ دے دیا تھا

۔۔۔

وہ شرمندہ سا مسکرا دیا۔۔

البتہ مہران کی چبھتی نگاہیں اسکے لئے ناقابل برداشت تھی

" بی بریو جوان۔۔۔ بھلا یہ کوئی خودکشی کی عمر ہے۔۔یہ عشق معشوقی کی
" عمر ہے۔۔۔چار پانچ گرل فرینڈ ہونی چاہیئے تمہاری اس عمر میں
" کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ بچے سے "
ثمرہ بیگم نے خوشمگین نظروں گھورتے ہوئے تنبیہہ کی
" ارے بھائی اسکی عمر میری پانچ سات گرل فرینڈ تھی "
انہوں نے شرارتی انداز میں کہا
" اوراب پاپا؟ "
زویا نے بھی ماں کے چہرے کا رنگ دیکھ کر انکی شرارت میں حصہ ڈالا۔۔
اب۔۔۔!"انہوں نے معنی خیزی سے ماما کو دیکھا تھا۔۔۔ "
" بتاتے کیوں نہیں اب "
ماما نے دانت کچکچائے
زویا اور مہران کا قہقہہ مشترکہ تھا۔۔۔
اس میں حسنین دلآور کا قہقہہ شامل نہ ہو سکا۔۔۔۔

اس نے بہت شدت سے رشتوں کی کمی کو محسوس کیا تھا آج۔۔۔

ایسی ہی نوک جھوک،

ماں باپ کے درمیان

ایسی ہی محبت،

ایک ٹیبل پر بیٹھ کر سکون کا کھانا،

مگر باپ کی لاپرواہی سے پہلے اس نے ماں کھو دیا تھا، اور اب بھی باپ ہی کی انا اور بدگمانیوں کی وجہ سے وہ چھوٹی چھوٹی خوشیوں سے محروم ہو رہے تھے۔۔۔

فیملی ٹائم، بھروسہ، محبت، مان، فکر کرنا

بہت کچھ مس کر رہے تھے زندگی میں۔۔۔

بہت سے رنگوں سے محروم ہو گئے تھے

نین؟" مہران نے اسے گم سم دیکھ کر پکارا "

" جی۔۔۔؟ "

اس نے آنکھوں کی سرخی چھپائی

"آگے کیا کرنے کا ارادہ ہے تمہارا "

ایم بی اے۔۔۔ بزنس سنبھالے گا یہ میرا۔۔ کیونکہ میں زویا کی شادی "

" اسکی اسٹڈی کمپلیٹ ہوتے ہی کر دوں گا

جواب نین کے بجائے انور صاحب کی جانب سے آیا تھا۔۔

وہ تو اسے اپنا بیٹا مان کر ساری فیوچر پلیننگ کیئے بیٹھے تھے۔۔۔

البتہ ثمرہ بیگم کو کبھی کبھی نین کے مزاج سے خوف آتا تھا۔۔۔

کہیں وہ کسی دن غصے یا جذبات آکر کوئی ایسی ویسی بات نہ کہہ دے کہ انور صاحب کے جذبات کو ٹھیس پہنچے۔۔ اسی لئے وہ انہیں اکثر سمجھاتی کہ انہوں نے نین نے کچھ زیادہ ہی امیدیں وابستہ کر لیں تھی۔۔

وہ اکثر ہنستے ہوئے کہتے

تو کیا ہوا۔۔ اگر ہمارا اپنا بیٹا ہوتا تو اسکی بھی کوئی کڑوی بات اولاد سمجھ کہ "

سہنی پڑتی۔۔ نین کی بھی سہہ لیں گے کیونکہ محبت تو ہم نین سے بھی اولاد

جتنی ہی کرتے ہیں تو جیسے اولاد کو در گزر کیا جاتا ہے نین کو بھی کر دیں گے"

ابھی کچھ سوچا نہیں ہے۔۔شاید ایم بی اے ہی بہتر ہو گا" وہ فلحال کسی اک" خیال پر متفق نہیں ہو سکا۔۔

البتہ انور صاحب اسکے جواب سے خوش ہوئے تھے۔۔۔

اچھا۔۔۔اب میں چلتا ہوں آپی۔۔ماما اکیلی ہوں گی۔۔تم بھی اپنا خیال " رکھنا نین۔۔آئندہ میں کسی ایسی حرکت کے بارے میں نہ سنوں

" ۔۔۔ورنہ بہت برا پیش آئوں گا

" جی "

اسکے انداز میں فرمانبرداری تھی۔۔۔

ثمرہ بیگم اور انور صاحب ڈائننگ ٹیبل سے اٹھ کر لائونج میں آ گئے تھے۔۔ زویا برتن سمیٹ رہی تھی اور وہ سنجیدگی سے اپنے فیوچر کے بارے میں سوچ رہا تھا۔۔۔

اور سنائو۔۔اسٹڈی کیسی جارہی ہے تمہاری۔۔۔؟اور ہاں مس چاہت "

" ابھی بھی ہیں جاب کرتی ہیں کیا؟

وہ یاد آنے پر پوچھنے لگی۔۔

چاہت کا نام سنتے ہی ڈارک براؤن آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔۔

" کیسی ہیں وہ؟تمہاری بات ہوتی ہے ان سے یا نہیں؟ "

اس کے حامی بھرنے پر اس نے اگلا سوال پوچھا

" اچھی ہیں وہ "

وہ دل و جان سے بولا

اچھی نہیں بہت اچھی ہیں۔۔اور دیکھ لوا نہیں دیکھتے ہی مجھے یقین آگیا تھا "

" کہ صرف وہی ہیں جو تمہیں سدھار سکتی ہیں

زویا کچن میں جاتے جاتے بولی۔۔۔

" مجھے سدھار کر دل کو بگاڑ دیا ہے انہوں نے "

" کچھ کہا تم نے؟ "

نہیں" وہ صاف مکر گیا"

" اچھا۔۔۔چائے پیو گے ؟ "

" نہیں رات کافی ہو گئی ہے۔۔۔میں چلتا ہے "

وہ کہہ کر سیل فون اٹھانے لگا۔۔۔

---

وہ نگاہوں سے اوجھل تھی

مگر تصور میں ابھی بھی اس کے آس پاس تھی۔۔

وہ بغیر تھکے،

بغیر رکے،

اسے سوچتا ہی جا رہا تھا۔۔

کب یہ سلسلہ چاہت کا شروع ہوا۔۔۔

وہ کب اسکا سکون بنی اسے علم نہیں ہوا۔۔

وہ صرف اتنا جانتا تھا کہ اسے سوچنا اسکا فیوریٹ ترین کام بن گیا تھا۔۔

اچانک وہ چونکا

اور اٹھ کر بیگ کی زپ سے اک موتیوں کی لڑکی نکالی۔۔

یہ اسکے بریسلٹ کا ٹکڑا تھا

جو بہت پہلے سے اسکے بیگ میں تھا۔۔

وہ بیڈ پر گرنیم دراز ہو گیا۔۔۔

اسے اچانک یاد آیا کہ اسے مس چاہت کے لئے پھول لے کر جانے

ہیں۔۔۔۔

تقریبا آدھے گھنٹے سے وہ آن لائن شاپ پر مغزماری کر رہا تھا کہ اسے کوئی

بکے پسند نہیں آ رہا تھا

جو وہ کل چاہت کو دے سکے۔۔

تھک پار کر اس نے سرخ گلابوں کا انتخاب کیا اور فون تکیے تلے رکھ کر
سونے کے لئے لیٹ گیا۔۔

گو کہ یہ رات کے آٹھ بجے سونے کا وقت نہیں تھا
مگر اسے اب اک تنہاہیوں کا ساتھی مل گیا تھا۔۔۔

اور

وہ تھا

چاہت ابراہیم کا خیال

اسکے دوست نہیں تھے،

وہ ویسے بھی گیدر رنگ اور کرائوڈ سے بھاگتا تھا۔۔

اسے لوگوں سے ملنا پسند نہیں تھا۔۔

وہ تنہائی پسند تھا۔۔۔

مگر آج

آج وہ اکیلا نہیں تھا

کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا

اور

حسنین دلآور خان نے

اسکے خیالوں کو سجا لیا

اس نے اپنا سکون تلاش کر لیا تھا۔۔

---

اس ہستی کے متعلق جاننے کے لئے ہر لمحہ،

ہر آن، بے کل رہنے لگا۔۔

حالانکہ آج سے پہلے ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔۔۔

بلآخر اپنی اس بے قراری کو قرار دینے کے لئے

وہ کرسی کی پشت سے کوٹ اٹھا کر پہنتا ہوا آفس سے نکلا تھا۔۔۔

اسکا رخ یامین صاحب کے گھر کی جانب تھا۔۔۔وہ انکی عیادت کا ارادہ رکھتا تھا

بیل پر انگلی رکھتے ہوئے اسکے اندر پکڑ دھکڑ چل رہی تھی۔۔

وہ کبھی اپنے انڈر کام کرنے والوں کے گھر زاتی طور پر کسی بھی مطلب سے نہیں گیا تھا۔۔

یامین صاحب ان سے مختلف تھے۔۔

وہ سینئر تھے۔۔

مہران اس حوالے سے انکی عزت بھی بہت کرتا تھا

مگر پھر!۔۔۔

اسی اثنا میں دروازہ کھلا تھا

اور

وہ پری پیکر اسکے سامنے تھے جس نے اسکا چین لوٹ لیا تھا۔۔۔

ریڈ کلر کے ایمبرائیڈری والی شرٹ وسادہ دوپٹے اور وائٹ ٹرائوزر میں صبح کے وقت غضب کا نکھار اسکے صاف وشفاف چہرے پر بکھرا ہوا تھا۔۔

اسکے چہرے پر ایسی حجاب آلود سادگی اور معصومیت موجود رہتی جو اسے دوسری لڑکیوں سے ممتاز بناتی تھی۔۔۔

وہ دھک دھک کرتے دل کے ساتھ نگاہیں جھکانے پر مجبور ہو گیا۔۔

چونکہ دل کا حال عیاں ہونے میں اک لمحہ ہی کافی ہوتا ہے۔۔۔

اس اک لمحے نگاہوں کے بے ساختہ ہونے والے تصادم نے اس لڑکی کے اندر ابھرتی بے چینی کو ظاہر کیا تھا۔۔۔

یامین صاحب گھر پر ہیں؟ دراصل وہ آفس سے کبھی چھٹی نہیں کرتے "

" ۔۔ مسلسل دو چھٹیوں کی وجہ سے میں پریشان ہو گیا تھا

انہوں نے بغیر بتائے چھٹی کرلی آپ اس پریشانی میں آئے ہیں یا انکی "

"عیادت کرنے آئے ہیں

اتنا تیکھا لہجہ۔۔۔

مہران بوکھلا گیا

آپ غلط سمجھ رہی ہیں محترمہ۔۔آفکورس میں انکی عیادت کو آیا ہوں "

"۔۔

اس نے وضاحت دی۔۔جانے کیوں

اندر آیئے "وہ ایک طرف ہو گئی "

"بیٹھئے۔۔۔میں تایا ابو کو بلاتی ہوں "

وہی نپا تلا انداز۔۔۔

نہ سلام نہ دعا۔

۔نہ حال احوال پوچھا۔۔۔

نہ چائے پانی کا پوچھا۔۔۔

زرا سی مروت ہی دکھا دیتی۔۔

اسنے جانے کیوں یہ سب سوچا۔۔۔جانے کیوں

حالانکہ آج سے پہلے اسے ان باتوں سے قطعی فرق نہیں پڑتا تھا۔۔ مگر اس قاتل حسینہ کی اک اک بات دل پر وار کر رہی تھی۔۔۔

یامین صاحب لائونج میں داخل ہوئے تو وہ احتراماً اٹھ کر ان سے ملا۔۔۔

ادھر ادھر کی باتوں کے درمیان وہ جو 'چاہت' تھی۔۔۔

اب اسکے دل کی بھی

چائے لے آئی تھی۔۔۔

" شکر کتنی لیں گے آپ؟"

وہ پوچھ رہی تھی۔۔

حالانکہ شکر کی ضرورت تو اسکو بھی تھی۔۔

نام چاہت تھا، مگر لہجے میں چاشنی اور مٹھاس نام کو نہیں تھی۔۔۔

" شکر کتنی لیں گے آپ؟ "

اس بار وہ زرا سختی سے پوچھنے لگی۔۔

" ایک چمچ "

وہ چونکا اور پھر جلدی سے بولا۔۔۔

"عجیب لڑکی ہے نہ پرسنالٹی سے امپریس ہوتی ہے نا اسٹیٹس سے"

اسنے پہلی بار خود کو لوگوں کی رائے کے مطابق پرکھا تھا۔۔

لوگ اسے ٹال، ہینڈسم، ڈیشنگ، رِچ کیا کیا نہیں کہتے تھے۔۔ کیا اک بھی

! خوبی اسے امپریس نہ کر سکی

اک بھی نہیں

اسکی جھکی پلکوں کو دیکھ کر سوچا۔۔

دل کو بہت گہرا صدمہ پہنچا تھا۔۔

" لعنت ہو ایسی ڈیشنگ پرسنالٹی پر "

اندر سے آواز آئی تھی۔۔۔

" !چائے۔۔۔ "

مدھم سی سرگوشی اسکے قریب ہوئی تو اس نے بے ساختہ نگاہیں اٹھائیں

۔۔

عجب سی اٹریکشن تھی اسکی آنکھوں میں چاہت نے بے ساختہ نظریں چرا لیں۔۔۔

اور پھر تایا ابو کو چائے دے کر جلدی سے اس شخص کی جادوئی نگاہوں سے دور ہو گئی جو اسے اپنے سحر میں جکڑنے کے لئے بے تاب نظر آ رہی تھیں

۔۔۔

---

صبح کی مدھم روشنی ہر سو پھیلی دن کے آغاز کی نوید سنا رہی تھی۔۔۔

وہ جاگنگ سے فارغ ہو کر ابھی لوٹا تھا۔۔۔

اور لان کے قریب گرین شیڈ کے نیچے آویزاں کرسیوں میں سے ایک پر براجمان ہو کر گہرے گہرے سانس لیتے کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا۔۔

ملازمہ اسے جوس اور ٹاول دے کر جا چکی تھی۔

جسے وہ گھونٹ گھونٹ بھرتے ہوئے ختم کر چکا تھا۔۔۔

وہ سوچ رہا تھا کہ آج ماہین کے بارڈنگ اسکول ختم کرنے کے بارے میں بابا سے بات کرے گا۔۔

اسکی مکمل زمہ داری لے گا۔۔

اب وہ کوئی لاپرواہی نہیں برتے گا اس معاملے میں۔۔۔

اچانک سے اس میں یہ تبدیلی کیونکر آئی تھی وہ جاننا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔

یونہی سوچتے سوچتے صبح پوری طرح سے بیدار ہو چکی تھی۔۔۔

نیم اندھیرا سورج کی سنہری شعاعوں سے چمک اٹھا تھا۔۔۔وہ لبوں پر انگوٹھا جمائے غیر مرئی نقطے کو گھور رہا تھا۔۔۔اسکے سلکی سیاہ بال سنہری دھوپ میں تاروں کی مانند چمکتے ہوئے آنکھوں پر پڑ رہے تھے۔۔۔

"مائی سن۔۔۔واٹ آ پلیزنٹ سرپرائز "

اس نے ایکدم کسی احساس کے تحت رخ موڑا تھا مگر دلآور خان

اسکی نہیں

بلکے ایشان کی گاڑی کو دیکھتے اسکی جانب متوجہ تھے۔۔۔وہ قیمتی گاڑیوں کے درمیان اپنی گاڑی لگا کر پر جوشی سے ان گلے لگ گیا۔۔۔

" کیسے ہیں بابا آپ؟ بہت بہت مس کیا میں نے آپ کو" دلآور خان نے بہت پیار سے اسے گلے لگایا تھا۔۔

نین کی ڈراک برائون آنکھوں میں آسودگی ہی آسودگی تھی۔۔۔وہ وہاں سے اٹھ گیا۔۔

" ارے۔۔۔ نین۔۔تم بھی گھر پر ہو"

وہ اسی گرمجوشی اور پیار سے اسکی جانب بڑھا مگر حسنین اسے مکمل نظر انداز کرتے ہوئے اندر چلا گیا۔۔

ایشان کا چہرہ مرجھا سا گیا۔۔

" ارے دفع کرو اسے۔۔۔تم آئو میرے ساتھ۔۔اپنی ماں سے ملو۔۔تم سے ملیں گی تو بہت خوش ہوں گی"

دلآور خان اسے بازوئوں کے حلقے میں لئے اندر کی جانب بڑھے

بلکل ان کے چہرے کی خوشی اور مسکراہٹ دیکھنے کے لئے ہی تو یہ "

" سرپرائز پلین کیا تھا

وہ خوشی سے بتا رہا تھا۔۔

حسنین کے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

" حسنین بابا آپ کے لئے بکے آیا ہے "

اس نے فوراً بیشتر وہ بکے ملازم کے ہاتھوں سے لیا تھا۔۔۔اور اک بھرپور نظر ڈال کر ملازمہ کے حوالے کر دیا۔۔۔

اسے سنبھال کر گاڑی میں رکھوا دینا۔۔میں ریڈی ہونے جا رہا ہوں "

" جاتے ہوئے لے کر جائوں گا

وہ دو دو، تین تین سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے کمرے میں چلا گیا۔۔

موڈ اک دم خوشگوار ہو گیا تھا۔۔

" پھول بھجوادیئے تھے ؟"

اس نے کمرے میں جاتے جاتے سرسری سا پوچھا

" وہ۔۔۔ چھوٹے صاحب۔۔۔؟ "

کیا..؟"وہ ایکدم رکا "

"بیگم صاحبہ نے وہ پھول ایشان بابا کو دے دیئے تھے "

"انکی اتنی ہمت۔۔۔ "

اس نے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتے ہوا ان کے کمرے کی جانب بڑھا اور دھاڑ کی آواز کے ساتھ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔۔

" آپ کی جرات کیسے ہوئی کہ آپ نے میرے خریدے ہوئے پھول
" اپنے بیٹے کو دے دیئے؟
"تم نے کسے دینے تھے ویسے؟ "
وہ اپنے گرے سلکی بالوں کو سہلاتی ہوئی بولیں۔۔۔۔
" جسے بھی دیتا۔۔آپ نے کس کی پرمیشن سے میری چیز پر حق جمایا "
حق۔۔۔!"انہوں نے زور دے کر کہتے ہوئے ابرو اچکایا "
جتنی محبت، توجہ دلآور تمہیں دے رہے ہیں تمہاری سگی ماں بھی تمہیں "
نہیں دے سکتی تھی۔۔اسلئیے احسان مانو ان کا۔۔انہوں نے ہی وہ پھول
اپنے ہاتھوں سے ایشان کو دیئے تھے۔۔اور ویسے بھی اس گھر کی ہر چیز میں
برابر کا حصے دار ہے وہ۔۔۔۔اتنا تو اسکا بھی حق بنتا ہے کہ بغیر اجازت کوئی
" بھی چیز لے سکے
وہ گردن جھٹک کر نخوت سے بولیں۔۔۔

میں آپ کے ساتھ فضول کی بحث میں الجھنا نہیں چاہتا آئندہ میری "

" معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کی تو بری طرح سے کچل دوں گا

اس نے انگلی اٹھا کر تنبیہ کی۔۔

" جاہل ہی رہو گے اپنی ماں کی طرح "

وہ ایکدم کمرے سے نکلنے ہی والا کے رکا۔۔

ڈارک براؤن آنکھوں میں لحظہ بھر میں ابھرنے والی سرخی پہلے سے بھی

زیادہ گہری ہو چکی تھی۔۔۔

کیا کہا آپ نے؟" وہ پلٹا "

چہرے پر سخت تاثرات تھے۔۔۔

ثمینہ بیگم وحشت زدہ ہو گئیں۔۔۔

".. وہ۔۔۔ میں۔ "

وہ سچ مچ گھبرا گئیں

اس نے انجانے میں اسکی دکھتی رگ پر گھائو لگایا تھا۔۔۔بہت گہرا گھائو۔۔۔بہت شدید

" کیا کہا تم نے ایک بار پھر سے کہنا؟ "

وہ بلند آواز میں چیخ رہا تھا۔۔اسکے لہجے میں بد تمیزی کا عنصر نمایاں تھا

" دیکھو۔۔۔نین "

چپپپپ۔۔۔"وہ دو قدم آگے آیا "

" ایکدم۔۔۔چپ "

شدید غصے سے اسکے ہاتھ کپکپانے لگے۔۔۔

اسکے کمرے میں چیزیں توڑ پھوڑ کرنے کے بعد

راہداری سے گزرتے گزرتے اس نے ایشان کے کمرے میں قدم رکھا تو

ثمینہ بیگم سر پر پیر رکھ کر دوڑتی آئی۔۔۔

اسنے غصے میں کمرے کی ہر شے درہم برہم کر دی۔۔

مگر سکون نہیں مل رہا تھا۔۔

غصہ کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔۔۔

اتنی توڑ پھوڑ اور طوفان مچانے کے بعد اسکی تشفی ابھی بھی نہیں ہوئی تھی

۔۔

وہ دیوار پر لٹکے گٹار کی جانب بڑھا۔۔۔

" نین پلیز۔۔۔ تمہیں خدا کا واسطہ ہے۔۔۔یہ ایشان کی فیورٹ گٹار ہے

" ۔۔اسے بہت عزیز ہے۔۔اسے مت توڑو

" مجھے بھی بہت چیزیں عزیز تھی جو آپ نے مجھ سے چھین لیں۔۔۔آپ

"کو تب احساس نہیں ہوا

" تم کیا بات کر رہے ہو۔۔مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا۔۔پلیز چلے جائو

" یہاں سے

ثمینہ بیگم نے اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔۔۔

وہ گٹار جھپٹ کر پلٹا ہی تھا کہ چوکھٹ پر ایشان کھڑا تھا۔۔۔

"توڑ دو نین۔۔۔اگر ایسا کرنے سے تمہیں تسلی ملتی ہے تو توڑ دو "

اسکا لہجہ بڑے بھائی کے لئے احتراماً دھیما تھا۔۔۔

مگر نین نے کبھی اسے 'چھوٹا بھائی' سمجھا ہی نہ تھا۔۔۔احترام و محبت تو بہت دور کی بات تھی

وہ ثمینہ بیگم کی طرف پلٹا

" اگر آئندہ میری کسی چیز کو بھی آپ نے چھوا یا میرے فیصلوں کے راستے میں آئی۔۔بہت برا پیش آئوں گا میں "

وہ ایشان کو مکمل طور پر نظر انداز کیئے وہاں سے نکل گیا۔۔

ثمینہ بیگم نے آنسو پونچھتے ہوئے رکا ہوا سانس بحال کیا تھا۔۔۔

"کیا مطلب تھا نین کی باتوں کا "

وہ نا سمجھی سے ماں سے سوال کرنے لگا

" ارے دفع کرو۔۔ہے ہی بد تمیز۔۔میں ملازمہ کو بھیجتی ہوں تم اپنا کمرہ سیٹ کروالینا "

وہ کہہ کر کمرے سے نکل گئیں۔۔

صبح صبح ایشان کی آمد نے اسے بہت اپ سیٹ کر دیا تھا

اسکا سکون غارت کر دیا تھا۔۔

وہ میٹرک پاس آئوٹ کر چکا تھا۔۔اب اسی شہر کے ایلیٹ کلاس بزنس کالج

میں ایڈمیشن لینے کا ارادہ رکھتا تھا

اب گھر میں اسکے چونچلے اٹھائے جائیں گی،

ناز برداریاں،

فرمائشیں پوری ہوں گی،

خدمتیں کی جائیں گی جیسے بچپن سے ہوتا آیا تھا۔۔۔

اس سب سے زیادہ دماغ آئوٹ تب ہوا

جب ثمینہ بیگم نے اسکا بکے لے کر ایشان کو دے دیا تھا۔۔وہ دلآور خان
کے سامنے غصے کو پی گیا
ورنہ معاف کرنے والوں میں سے نہیں تھا۔۔۔۔
آج کلاس میں عجب ماجرا ہوا تھا۔۔۔
افنان جو کلاس کا نالائق ترین اسٹوڈنٹ تھا۔۔۔
جان بوجھ کر مس چاہت کی کلاس میں ان سے غیر ضروری ڈسکشن کر رہا
تھا،
ہر چیز میں انٹرسٹ شو کرنے کوشش،
ہر وہ حرکت جس سے اسے چاہت کی اٹینشن مل سکے۔۔
تو کیا افنان نے اس کے راز کو پالیا تھا۔۔؟
اسے پتا چل چکا تھا کہ وہ مس چاہت کے لئے کیا جذبات رکھتا ہے؟
یہ سچ تھا کہ وہ کبھی دوست نہیں بن سکتے تھے۔۔
ایک دوسرے سے ان بن ہوتی رہتی تھی۔۔

دشمن نہ تھے دونوں۔۔۔

مگر وہ اسے نیچا دکھانے کے لئے اتنی گھٹیا حرکت کرے گا وہ شاکڈ تھا۔۔۔

اسکی حالت کسی تڑپتے ہوئے زخمی پنچھی کی مانند تھی۔۔

وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔

عجب بے بسی کا عالم تھا۔۔۔

افنان نے بہت قریب سے یہ نوٹس لینا شروع کیا تھا

" کیا مسلہ ہے تیرا؟ تجھے تکلیف کیا ہے آخر؟ "

چھٹی میں وہ اسکا گریبان جکڑے بہت غصے سے پوچھنے لگا۔۔۔

" ہوا کیا ہے یار؟ "

اسکی حالت کا حظ اُٹھاتے ہوئے انجان بن کر پوچھا

" تو کیا کرنے کی کوشش کر رہا تھا مس چاہت کی کلاس میں؟ "

"اوہ اچھا وہہہہ۔۔۔۔ "

وہ سمجھنے کے انداز میں بولا

بہت ہلکی بات کی ہے یار تو نے۔۔وہ تیری محبت ہے میں بھلا کیسے "

" ۔۔۔نہیں نہیں ہر گز نہیں

"بکواس بند کر۔۔کس محبت کی بات کر رہا ہے تو "

حسنین نے دانت کچکچائے

" وہی محبت جو تو مس چاہت سے کرتا ہے "

دیکھ افنان میں بہت پیار سے سمجھا رہا ہوں تو نے پہلے بھی اک بار ایسی ہی "

"بکواس کی تھی تب بھی اور آج بھی سمجھا رہا ہوں۔۔ایسا کچھ نہیں ہے

اس نے تحمل کا مظاہرہ کیا

" اچھا۔۔۔ایمان سے بتا نہیں کرتا تُو ان سے محبت؟ "

وہ جانے کیا کرنے کے کوشش کر رہا تھا۔۔۔

حسنین اسکی چال سمجھ نہ سکا اور جواب دیئے بغیر جیسے ہی مڑا سامنے وردہ کھڑی تھی۔۔۔

بے حد شاکڈ،

بے یقینی اور پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

ایشان کے واپس آنے کی خوشی میں دلآور ہائوس میں آج شام پارٹی کا انعقاد کیا گیا تھا۔۔۔

اسے اس فضول سی پارٹی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی مگر دلآور خان کے بے حد بائو ڈالنے پر اس نے شمولیت اختیار کر لی تھی۔۔۔

البتہ اسے ایشان سے بھی اتنی ہی نفرت تھی

جتنی وہ ثمینہ بیگم سے کرتا تھا۔۔۔

آج وہ اسکول نہیں جا پایا تھا۔۔۔د

وسری بڑی وجہ یہ تھی اسکے میٹرک کے امتحانات قریب تھے اور چاہت کو دیکھے بغیر تو اسکا گزارہ نا ممکن تھا۔۔

وہ اس شاندار ہائی پروفائل پارٹی کی رنگینیوں سے الگ تھلگ گم سم لان کی
گریزی کے پاس کھڑا تھا۔۔۔
وائٹ شرٹ اور جینز ملبوس۔۔
ہمیشہ کی طرح
سائیڈ پارٹیشن میں نفاست سے بال بنائے،
ہلکی سی بیئرڈ میں بے حد ہینڈسم تھا
باوردہ نواز
کی نگاہوں کا دھوکہ تھا۔۔
عجیب تھا یہ نوجوان،
اپنی ذات میں مگن رہنے والا۔۔
اسے بڑی شدت سے اپنی جانب کھینچنے والا
وہ سوچتی رہی

اور چاہت ابراہیم کو وہ کس قدر گہری اور نرم گرم نگاہوں دیکھا کرتا تھا

---

کاش اسکی قمست میں بھی یہ مہربانی آجائے---

وہ حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی---

موازنہ کر رہی تھی--

وہ جو اپنے باپ کی اکلوتی لاڈلی اولاد تھی--

اربوں کھربوں کی جائیداد کی اکلوتی وارث تھی، خوبصورت،

ذہین،

ہوشیار تھی

لیکن

محظ حسنین دلآور خان کی اک نگاہ کی طلبگار تھی---

کیسے ہو؟"اس نے بہت اپنائیت سے پوچھا "

کون؟" بیگانگی کی انتہا تھی "

" تم "

ٹھیک ہوں" وہ رخ موڑ کر روشنیوں کو دیکھنے لگا "

" لگ تو نہیں رہے "

" جائو نا یار۔۔۔ کیوں آجاتی ہو بار بار "

" دل چاہتا ہے تم سے باتیں کرنے کو "

کل اسکول کے گیٹ کے باہر اس نے جو کچھ اپنے کانوں سے سنا۔۔۔

اسکے بعد خود کو کیسے سنبھالا تھا وہ جانتی تھی یا اسکا خدا۔۔۔

" دیکھو۔۔۔ ایسی باتیں مجھ سے مت کیا کرو وردہ "

وہ اس سے زیادہ نارمل لہجے میں بات نہیں کر سکتا تھا۔۔

"تم نے پہلی بار میرا نام لیا ہے "

اسکی آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی

نین نے بے اختیار اسے دیکھا۔۔۔

وہ مسکراتے ہوئے والہانہ نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اسکی نگاہ محسوس کر سکتی تھی۔۔۔

یہ بھی جانتی تھی اس نگاہ میں اسکے لئے کوئی احساس نہیں ہے۔۔۔ بلکل نارمل سا انداز تھا۔۔۔

" ہوش میں آئو وردہ "

نین کا لہجہ دھیما مگر تنبیہی تھا۔۔

دلآور خان آج نین کو بڑی خوش اخلاقی سے پیش آنے کا درس دے کر گئے تھے چونکے ان کے چہیتے بیٹے ایشان کا خاص دن تھا۔۔۔

مگر اسکی خوش اخلاقی چند جملوں کے تبادلوں کے بعد ناگواری میں تبدیل ہو جاتی تھی

جو تم سوچ رہی ہو، یا جو تم چاہتی ہو ایسا کبھی ممکن نہیں ہو گا۔۔۔ بہتر "

" ہو گا تم اپنے قدم یہی روک لو

وہ کچھ کہہ رہا تھا وردہ سمجھنا چاہ رہی تھی۔۔

مگر فوکس نہیں کر پا رہی تھی

اسکے لب ہلتے دکھائی دے رہے تھے۔۔۔

اس نے بے خودی کے عالم میں آگے بڑھ کر اسکی ڈارک براؤن آنکھوں کو خوابناکی سے چھوا۔۔۔

واٹ نان سینس "وہ ایکدم آئوٹ ہوا تھا "

اس نے طیش میں آکر ناگواری و نفرت اسے دور دھکیلا تھا اسی اثنا میں وہ توازن برقرار نہ رکھ سکی اور لڑکھڑا کر گری۔۔

" ! حسنین "

دلآور خان بھری محفل میں چلا اٹھے اور آئو دیکھا نہ تاؤ

اس حرکت پر اک زوردار طمانچہ اسکے گال پر جڑ دیا۔۔۔

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے سینہ تانے کھڑا تھا۔۔۔اسکی خوبصورت ڈارک براؤن آنکھیں شعلہ فشاں ہو گئیں۔۔۔

تمہیں کتنی بار سمجھایا تھا کہ آج کوئی تماشا مت لگانا مگر تم جیسی نالائق "

" اولاد سے زیادہ ہی امید لگالی تھی میں نے

دلآور خان غصے سے بے قابو ہونے کو تھا۔۔۔

" حاسد ہے تمہارا بیٹا دلآور۔۔۔ یہ حسد کرتا ہے میرے ایشان سے

"۔۔ کیسے اسکی خوشی برداشت کر سکتا ہے

تنفر کا لاوا ثمینہ بیگم کے جملوں میں سمویا ہوا تھا۔۔۔

"دفع ہو جائو میری نظروں سے دور "

دلآور خان نے اس قدر سنگ دلی سے اپنے اندر پنہان نفرت و بے اعتنائی کا اظہار کیا کہ اسکی ذات کے پرخچے اڑا دیئے۔۔۔

کیا وہ اتنا بے مول تھا؟

اسکی کوئی عزت، کوئی اوقات نہیں تھی انکی نگاہ میں ؟

اس نے بڑے کرب سے زخمی ہاتھ کی مٹھی بھینچی۔۔۔

اس کا پورا بدن آگ کی لپیٹ میں آگیا۔۔۔

یوں لگ رہا تھا وہ کسی الائو میں بھڑ بھڑ جل رہا ہو۔۔۔اسکی انا و خودداری بری طرح مجروح ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔وہ بہت غصے وردہ کے قریب سے گزر کر اندر چلا گیا۔۔۔۔

وردہ کی دھڑکنیں تیز تیز چل رہی تھی۔۔۔

وہ اپنی حرکت پر سخت شرمندہ تھی

ان کے سامنے بھی

اور حسنین کے سامنے بھی۔۔۔

---

"ارے یامین صاحب آپ نے چھٹی کر لی ہوتی "

وہ طبیعت خرابی کے بعد آج آفس آئے تھے۔۔

" کوئی بات نہیں مہران بابا یہ تو زندگی ہے چھوٹی موٹی بیماریاں تو چلتی رہتی ہیں۔۔ عمر کا تقاضا ہے۔۔۔ سوچ رہا ہوں کچھ رقم جمع کرلوں تو پھر جاب سے ریزائن دے دوں گا "

وہ عاجزانہ لہجہ میں بتانے لگے۔۔۔

دونوں چلتے ہوئے کمپنی کے وسیع و عریض گرائونڈ کی طرف بڑھنے لگے

۔۔۔

" آپ کے صاحبزادے کی جاب وغیرہ لگ گئی ہے؟ "

اسے یکدم ہی دلچسپی پیدا ہونے لگی انکے گھریلو معاملاتِ زندگی میں

" ہاں بھئی بڑے بیٹے کی جاب لگ گئی ہے۔۔۔اور چھوٹا تو ابھی پڑھ رہا ہے "

" اور آپ کی صاحبزادی؟ "

اسکے لبوں سے پھسلا۔۔

حالانکہ وہ بہت پچھتایا تھا۔۔بہت تیز حرکت تھی کسی کی صاحبزادی کے بارے میں دلچسپی دکھانا

چاہت !"انکے لبوں پر مسکان بکھر گئی "

بھئی اب تو اسی کی فکر ہے۔۔۔بڑی نیک اور صالح بچی ہے۔۔کبھی تنگ " کیا نہ غیر ضروری فرمائشیں کی بہت زمہ دار بچی ہے۔۔سوچتا ہوں اب اچھا رشتہ ملے گا تو دیر نہیں لگائوں گا شادی کر دوں گا"

چلتے چلتے اسکے قدم اچانک تھم گئے۔۔

اچھا میں بھی صبح صبح کیا قصہ لے کر بیٹھ گیا۔۔آپکا آفس آگیا۔۔میں بھی " چلتا ہوں "

اس نے مسکرا کر انہیں رخصت کیا

اور پھر وہ مسکراہٹ ہوا میں دھوئیں کی طرح تحلیل ہو گئی۔۔۔

وہ بے چینی کے عالم میں اندر آیا اور کوٹ اتار کر کرسی کی پشت پر ہینگ کر کے مارچ پاسٹ کرنے لگا۔۔۔

!!! اگر چاہت کی شادی ہو گئی تو

"!تو ہو جانے دو۔۔ تمہاری لگتی کیا ہے آخر "

اندر سے سخت جواب آیا

کیا لگتی ہو تم میری۔۔ آخر میں کیوں تمہیں سوچ سوچ کر خود ہلکان کیئے "

"جا رہا ہوں۔۔۔ نکل جائو میرے دل و دماغ سے

وہ مسلسل بڑبڑاتے ہوئے پیشانی پر مکے برسا رہا تھا جب احمر گلاس وال دھکیل کر اندر آیا

الٰہی خیر۔۔۔ کسی پر بھی یہ دن نہ لائے کہ انسانوں سے بھری دنیا چھوڑ "

" کر آفس کی دیواروں سے باتیں کرنی پڑیں

بکومت "وہ اپ سیٹ لگ رہا تھا "

" کیا ہوا؟ موڈ کیوں آف ہے تمہارا "

"یامین صاحب کہہ رہے کہ جلد چاہت کی شادی کر دیں گے "

" اوہ ہ ہ ہ ہ "

اس کا 'اوہ' خاصا معنی خیز تھا۔۔۔

جب تک مہران کو احساس ہوا کہ وہ کیا کہہ چکا ہے تب تک بہت دیر ہو چکی تھی

وہ اپنی زبان سے اپنا راز خود اگل چکا تھا۔۔۔

اب احمر کے لبوں بڑی شریر سی مسکان تھی۔۔

اس جھنجھٹ سے چھٹکارا دلوائو یار مجھے۔۔ کس بھنور میں پھنس گیا "

"ہوں

وہ چڑ کر بولا

"محبت کو جھنجھٹ کہتے ہو ظالم"

اس نے حظ اٹھاتے ہوئے کہا

" بی سیرئس احمر ورنہ نکلو یہاں سے "

آئی ایم ویری سیریس میرے یار۔۔۔اور اگر تم بھی ہو تو کہہ دو اپنے دل "

"کی بات چاہت 'بھابھی جی' سے

احمر اسے بھابھی کے رتبے پر فائز کر بھی چکا تھا۔۔

اور اک وہ تھا کہ اپنے احساسات خود سے بھی چھپا رہا تھا۔۔۔خود سے

اعتراف نہیں کر سکا تھا۔۔۔

چاہت سے کیا کہتا۔۔

مجھے لگتا ہے یہ مناسب نہیں ہو گا یار۔۔ ہمیں اسکے گھر والوں سے بات "

"کرنی چاہیے

" ! کیوں تمہیں اسکے گھر والے بھی پسند ہیں کیا "

"بی سیریئس احمر "

.. وہ اسکی نیچر سے واقف تھا۔۔بس اسے تنگ کر رہا تھا

"اوکے یار۔۔۔تو تم ڈاریکٹ رشتہ بھیجنا چاہتے ہو؟"

"ہاں اور یہی مناسب ہے "

"اگر بھابھی نے انکار کر دیا تو "

"کیوں؟انکار کیوں کریں گے "

..اسے لگا کسی نے اسکا دل مٹھی میں بھینچ لیا ہو

احمر اسکی سادگی پر مسکرا دیا

" یامین صاحب سادہ سے مڈل کلاس گھرانے کے شخص ہیں وہ کیوں اتنی اونچے اور امیر کبیر گھرانے میں اپنی بیٹی بیاہیں گے "

کیوں نہیں بیاہیں گے ؟" وہ برا مانتے ہوئے بولا "

بات کو سمجھو یار تم انکی حیثیت اور برابری کے نہیں ہو۔۔وہ کیوں تم رشتہ جوڑیں گے۔۔ایسے لوگوں کو اپنی عزت نفس کا بہت خیال ہوتا اور پھر یامین صاحب کی نیچر کو تم جانتے ہوں اتنے سالوں سے تمہاری کمپنی کے امپلائی ہیں۔۔دولت سے امپریس ہو جانے والی شخصیت نہیں ہیں وہ "

اس نے مہران کو اچھا خاصا پریشان کر دیا تھا۔۔

وہ اسکی اتری صورت دیکھ کر رسان سے کہنے لگا

اسی لئے کہہ رہا ہوں کہ اگر تمہاری رضامندی میں چاہت کی سفارش "
بھی شامل ہو جائے تو تمہارا کام بن سکتا ہے۔۔۔میری مانو تو پہلے چاہت
"سے بات کر لو
"وہ میری بات کا یقین کرے گی؟ "
اسے خدشہ ہوا زندگی میں پہلی بار۔۔
احمر اسکی حالت انجوائے کر رہا تھا مگر اسکی پریشانی بھی دیکھی نہیں جا رہی
تھی اس سے۔۔۔

آف کورس یقین کرے گی۔۔۔اور اگر نہ کرے تو مجھے بلا لینا۔۔میں "
بتائوں گا اسے میرا دوست دل کی گہرائیوں سے اسے چاہتا ہے اور اپنی
" ساری گرلفرینڈ چھوڑ کر صرف تم سے شادی پر رضامند ہوا ہے
کمینے "وہ اسکی شرارت سمجھتے ہوئے پیپر ویٹ اسے دے مارنے کے بعد "
خود بھی مسکرانے لگا۔۔۔

امتحانات شروع ہونے والے تھے۔۔۔

وقت بہت کم تھا۔۔

اسکی طبیعت آج مضمحل سی تھی

شاید موسمی بخار تھا۔۔

بدن تھکن سے چور تھا۔۔دماغ شل ہو رہا تھا۔۔

وہ جانتا تھا کہ آج پورا دن بھی کمرے میں پڑا رہے گا تب بھی کوئی اسکی خبر گیری کرنے نہیں آئے گا۔۔

یہ احساس جتنا اذیت دہ تھا صرف وہی جانتا تھا۔۔۔

اتفاق سے ملازمہ اسکے کمرے کے کی صفائی کرنے آئی تھی اور اسے بے سدھ بستر پر پڑا دیکھ کر پریشانی سی ایشان کو بلا لائی تھی

کیونکہ اس وقت دلآور ہائوس میں وہی موجود تھا۔۔

" نین۔۔۔ نین؟ "

ایشان نے پریشانی سے اسکا گال تھپکا تو اس نے سرخ سرخ نگاہوں سے
اسے دیکھا اور مسکرا دیا

"چاہت۔۔۔ "

" کیا۔۔۔؟ "

وہ ناسمجھی کے عالم میں اسکی صورت دیکھنے لگا

"تم۔۔۔ تم یہاں ہو۔۔۔ میرے پاس۔۔ "

وہ ایکدم اپنے بیڈ سے اٹھا

" ہوش میں آئو کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو "

ایشان نے تشویش سے اسکی پیشانی چھوئی جو آگ دہکا رہی تھی۔۔

اس نے بجلی کی تیزی سے ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔۔۔

وہ ملازمہ کی مدد سے اسکا بخار کم کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔۔

ڈاکٹر اسکا چیک اپ کرنے لگا

تو ایشان آج کا پلین کینسل کرنے کے ارادے سے دوست کو ٹیکسٹ کرنے لگا

" یہ بہت عجیب عجیب سی باتیں کر رہا تھا شاید بخار کی وجہ سے "
اکثر تیز بخار میں ایسا ہو جاتا ہے۔۔میں نے دوائیاں لکھ دیں۔۔آپ "
انہیں دیتے رہیئے۔۔اور انہیں سٹریس سے جتنا ہو سکے دور رکھیں۔۔اگر
"ممکن ہو سکے تو کسی اچھے سائیکائیٹرسٹ کو دیکھائیں

" جی "

اس نے حامی بھری اور دوائوں کی پرچی تھام لی۔۔
کل جو واقعہ ہوا اسکے بعد تو نین جیسے شدت پسند شخص کی یہ حالت نارمل بات تھی۔۔

پاپا نے بھی بغیر سوچے سمجھے بھری محفل میں اسے طمانچہ جڑ دیا تھا۔۔۔
اور تو اور اسے اپنی ماموں زاد پر حیرت ہو رہی تھی۔۔

وہ کب سے نین کو پسند کرتی تھی؟

اور ایسی بھی کیا دیوانگی کہ اسنے بے باکی کی ساری حدیں عبور کر دیں

بھری محفل ایسی حرکت کرتے ہوئے اپنی عزت کا بھی خیال نہ کیا۔۔۔

اتفاق سے آج وردہ بھی اسکی غیر موجودگی کا نوٹس لیتے ہوئے اسکول سے

سیدھا دلآور ہائوس آئی تھی۔۔۔

اسکے کمرے میں ایشان کو گہری سوچوں میں ڈوبا دیکھ کر چونکی اور نین کو

دیکھ کر تو اسکے اوسان خطا ہو گئے۔۔۔

" یااللہ۔۔۔ کیا ہوا نین کو؟ یہ ایسے کیوں پڑا ہے بستر میں "

نظر نہیں آرہا تمہیں۔۔ ورنہ دوپہر کے اس وقت سونے سے تو رہا" "

ایشان کا لہجہ کاٹدار تھا

اور یہ سب تمہاری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے وردہ۔۔۔ تم اتنی سیلفش ہو "

" سکتی ہے مجھے اندازہ نہیں تھا

میں نے کیا کیا ہے؟" اسے صدمہ ہوا "

زیادہ بنو مت میرے سامنے۔۔۔میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے جو "
" تم نین کے ساتھ کر رہی تھی۔۔۔بتاتے ہوئے بھی شرم آتی ہے مجھے
اسکا لہجہ دھیما ضرور تھا مگر نرم ہر گز بھی نہیں تھا۔۔وردہ نے بے ساختہ
نگاہیں چرا لیں
اب تم جاؤ گی اور بابا کو سب کچھ سچ سچ بتاؤ گی۔۔۔اور معافی بھی مانگو گی "
اپنی غلطی کی" وہ گھبرا گئی
نہیں پلیز پلیز۔۔۔ایسا ظلم مت کرو انکل لوگ کیا سوچیں گے میرے "
" بارے میں
اس نے منت کی۔۔
یہ سب تمہیں اس حرکت سے پہلے سوچنا چاہیے تھا۔۔۔اور نین کے "
بارے میں سوچا ہے۔۔لوگ کیا رائے قائم کریں گے اس کے
بارے۔۔۔اسکا کردار بھی مشکوک ہو سکتا تھا لوگوں کی نظروں میں
" ۔۔صرف تمہاری وجہ سے

" آئم سو سوری شان۔۔پلیز تمہیں ہماری دوستی کا واسطہ کسی سے شیئر
"مت کرنا یہ بات۔۔پلیز زاس بار میرا ساتھ دے دو
" اگر تم میری دوست ہو تو نین میرا بھائی ہے وردہ۔۔اور بات ساتھ
دینے یا نہ دینے کی نہیں۔۔۔حق کی ہے۔۔اور تم اس وقت غلطی پر
" ہو۔۔تمہاری غلطی کا خمیازہ نین کیوں بھگتے
" تم چلو میرے ساتھ "
اس نے زبردستی وردہ کی کلائی دبوچی
" کیا ہو رہا ہے یہاں؟تم دونوں نین کے کمرے میں کیا کر رہے ہو؟اور
" وردہ تم کب آئی بیٹا
ثمینہ بیگم چلتے چلتے اندر آ گئیں۔۔۔
" پھپھو بس ابھی آئی ہوں۔۔آپ سے ملنے آ ہی رہی تھی کہ ایشان نظر
"آ گیا۔۔سوچا ان دونوں کی طبیعت کی بھی معلوم کر لوں
اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ چھڑا لیا

"دونوں کون؟اور نین کو کیا ہوا؟ یہ کالج نہیں گیا آج؟ "

" نین کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے مام اگر آپ کو علم ہو تو "

اسے ماں کی لاعلمی پر سخت افسوس ہوا تھا۔۔

علم ہو گا بھی کیسے میں تو ابھی باہر سے آئی ہوں۔۔ خیر ڈاکٹر کو بلا کر اس کا "

چیک اپ کروا دینا۔۔ وردہ تم آئو بیٹا۔۔ میرے ساتھ۔۔اب آ ہی گئی ہو تو

" کھانا کھا کر جانا

وہ اسے بازو کے حصار میں لئے کمرے سے نکل گئیں۔۔۔

ایشان تاسف سے ہاتھ ملتا رہا۔۔۔

اسے ماں کے رویے سے سخت دکھ پہنچا تھا اور نین سے ہمدردی بھی ہو رہی تھی

وردہ دوپہر کے کھانے پر رک گئی تھی۔۔

ایشان نے اس سے سیدھے منہ بات نہیں کی تھی وہ سخت ناراض تھا اسکی حرکت پر۔۔

" آپ نے نین کو کھانا دیا؟ "

"نہیں چھوٹے صاحب "

" کب دیں گی۔۔ کھانا دے کر آئیں اس نے ٹیبلیٹ بھی کھانی ہے, بلکے

" ایک کام کریں مجھے دیں ٹرے بنا کر میں خود لیکر جائوں گا

" کیا ہوا نین کو؟ "

دلآور خان سن کر اندر سے سخت پریشان ہوئے مگر بظاہر لہجہ نارمل رکھا۔۔

" بخار ہے اسے "

اسکے لہجے میں ناراضگی کا عنصر تھا۔۔

وردہ کا شرمندگی سے جھکا سر اور جھک گیا۔۔

چپ چاپ کھانا کھائو بیٹھ کر۔۔۔ تمہیں کیوں اس سے ہمدردی کا بخار "

" چڑھا ہوا ہے

ثمینہ بیگم دبہ دبی غرائی

" اسکیوزمی "

وہ انکی گھوریوں کو نظر انداز کیئے اٹھ گیا۔۔

وہ ٹرے لیکر اسکے کمرے میں آیا تھا۔۔

نین بیزاری سے سیل فون دیکھ رہا تھا اسے دیکھ کر کوئی رد عمل نہیں دیا۔۔

" اگر تم میری دوست ہو تو نین میرا بھائی ہے "

بے ساختہ ہی جملوں کی بازگشت اسکے کانوں میں گونجی۔۔

نین کے بارے میں سوچا ہے۔۔لوگ کیا رائے قائم کریں گے اس کے بارے۔۔۔اسکا کردار بھی مشکوک ہو سکتا تھا لوگوں کی نظروں میں

" ۔۔صرف تمہاری وجہ سے

وہ حواسوں میں نہیں تھا مگر مکمل غافل بھی نہ تھا۔۔

انکے درمیان ہونے والی تمام گفتگو سنی تھی۔۔

" کھانا کھالو پھر تم نے ٹیبلیٹ بھی کھانی ہے "

" مجھے بھوک نہیں ہے "

اس نے بے رخی سے کہا

" میں جانتا ہوں۔۔ تھوڑا سا کھالو "

اس نے ٹرے رکھتے ہوئے استفسار کیا

"تم میرے ہمدرد بننے کی کوشش مت کرو "

کیوں نہ کروں۔۔ تم ایسی بیگانوں جیسی باتیں کر کے نہ صرف خود کو بلکے "

" مجھے تکلیف پہنچاتے ہو۔۔اس بات کو سمجھتے کیوں نہیں ہو

یہ جذباتی بلیک میلنگ میرے ساتھ مت کرنا۔۔ مجھ پر یہ حربہ کام نہیں "

"کرے گا

وہ ایکدم آئوٹ ہوا تھا.. ایشان نے نرم پڑتے ہوئے کہا

" اوکے ٹھیک ہے۔۔ میں جا رہا ہوں مگر کھانا کھا لینا "

وہ تاکید کرتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

اس نے بے دلی سے دو چار لقمے زہر مار کیئے تھے۔۔

دوائیں پھانک کر وہ واشروم جانے کے ارادے سے بیڈ سے اترا ہی تھا کہ

چوکھٹ پر کھڑی وردہ پر اسکی نظر پڑی۔۔۔

" دور ہو جائو.. میری نظروں سے یہ نہ ہو کہ میں یہ لحاظ بھی بھول جائوں "

" کہ تم لڑکی ذات ہو اور اس وقت میرے گھر میں کھڑی ہو

اسکا کرخت لہجہ اور تاثرات دیکھ کر ہی اسکے آنسو نکل پڑے۔۔۔

وہ پلٹی ہی تھی کہ سامنے ایشان کھڑا تھا۔۔

اس نے فوراً تاثرات سمیٹے ہوئے تھا نارمل لہجے میں کہا۔۔۔

"مام کہہ رہی ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ آئوں "

وہ کہہ کر خاموشی سے وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔

وہ اس کی بات کو پوشیدہ ہی رکھنا چاہتا تھا۔۔

تاکے اسکے سامنے نین کو کوئی شرمندگی محسوس نہ ہو کیونکہ جانتا تھا نین کو

ہمیشہ گردن اٹھا کر چلنے کی عادت تھی۔۔

وہ چاہتا تھا اسکا بھرم قائم رہے۔۔

وردہ کی بھی عزت اچھال نہیں سکتا تھا۔۔

اس حرکت سے اسکے کریکٹر پر بھی سوال اٹھ سکتا تھا۔۔ سو اس نے خاموشی اختیار کر لی۔۔۔

"کب سے چل رہا ہے یہ پسندیدگی و ناپسندیدگی کا کھیل؟ "

جانے کیوں اسے یہ بات بھول کے نہیں دے رہی تھی۔۔ دل میں چبھ کر رہ گئی تھی۔۔

"پتا ہی نہیں چلا۔۔ میں خود بھی نہیں جانتی کہ کب۔۔ "

" تم محبت کرتی ہو نین سے؟ "

وہ تیزی سے بات کاٹ کر بولا

وردہ کو اسکا انداز عجیب سا لگا۔۔

شاید "بہت دھیمے سے اقرار کیا۔۔ "

وہ کچھ لمحوں کے لئے مجسم ساکت رہا۔۔

جیسے اس جواب کی توقع نہ رکھتا ہو۔۔

پھر اسے گھر ڈراپ کر کے گاڑی لے کر سڑکوں پر آوارگی کے لئے نکل گیا

---

---

وہ پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے مارچ پاسٹ کرتے ہوئے اسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔

جب وہ نکھری نکھری سی مہربان مسکراہٹ سجائے اسکی طرف آتے ہوئے رک گئی۔۔

" کوئی بات کرنی ہے؟ "

آفس کے پاس اسے کھڑا دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

مجھے کہنا تھا کہ ایگزام سیزن چل رہا ہے نا۔۔ کیا آپ مجھے ایکسٹرا کلاسز "
" دے سکتی ہیں
آئم سوری نین۔۔۔ میں تمہیں انفارم کرنا بھول گئی۔۔ میں تمہارے "
"ایگزام کے بعد سے تمہیں ٹیوشنز نہیں دے سکوں گی
اس نے بڑے سکون سے اسکی سماعتوں پر بم گرایا۔۔۔
تایا ابو اور تائی امی کی طبیعت اکثر خراب رہنے لگی ہے جس کی وجہ سے میرا"
"ان کو وقت دینا زیادہ ضروری ہے۔۔ میں نے باقی اسٹوڈنٹس کو بھی۔۔۔
" نہیں۔۔۔ نہیں۔۔ نہیں۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتی "
وہ ایکدم آئوٹ ہوا تھا
" سمجھنے کی کوشش کریں حسنین "
کیا سمجھنے کی کوشش کروں آپ چاہتی کیا ہیں کہ مر جائوں میں؟ کیسے "
گزارا ہو گا میرا آپ کے بغیر۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتی میرے
"ساتھ

اس نے بھنویں اچکا کر فوراً پوچھا

" کیا مطلب ہے اس بات کا؟ "

" آ۔۔۔آئی مین۔۔اک آپ ہی تو ہیں پورے اسکول میں جو میرے مزاج کو سمجھتی ہیں مجھے ہینڈل کرنا جانتی ہیں۔۔۔باقی سارے ٹیچرز تو مجھے دیکھتے ہیں ناگواری سے رخ پھیر لیتے ہیں ان کو لگتا ہے میں نالائق ہوں ۔۔۔میرے فیوچر کا سوال ہے پلیز میرے ساتھ ایسا مت کریں"

آخر میں اس نے دل سے ارض گزاری تھی

" وہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ سمجھ نہیں رہے ہو میری مجبوری۔۔ "

اس نے لمبی سانس کھینچ کر کہا

وہ ڈارک برائوں آنکھوں میں بے بسی ہی بے بسی لئے اسے منتظر نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

" میں تمہارے سب ٹیچرز سے بات کروں گی وہ تمہارے ساتھ اپنا رویہ بدل لیں گے "

" نہیں مجھے آپ ہی چاہیئے ہو "

وہ بچے کی مانند ضد لگائے کھڑا تھا۔۔

" میں نے کہہ دیا نا یہ ممکن نہیں ہے اب "

اس نے سخت لہجے کہا اور چل دی

وہ سرعت سے اسکی راہ میں حائل ہوا تھا

" پلیززززز۔۔۔ صرف مجھے ٹیوشن دے دیا کریں۔۔ باقی اسٹوڈنٹس کی میں سفارش نہیں کرتا پلیززز۔۔ یا پھر آپ چاہیں تو ہفتے میں تین دن کلاس رکھ لیں مگر صاف انکار مت کریں "

اس نے اک لحظہ رک کر مجبوراً اسے دیکھا۔۔

جن آنکھوں میں من مانیاں ہوا کرتی تھی ان اس وقت پریشانیوں کا بسیرا تھا

۔۔

وہ سمجھتی تھی۔۔

حسنین دلآور خان اپنے باپ کو کچھ کر کے دکھانا چاہتا تھا۔۔ بچپن کی نالائقیوں اور بد تمیزیوں کی بھرپائی کرنا چاہتا تھا۔۔۔اور پھر وہ تو اسے بہت قریب سے جانتی تھی وہ اسکی بہت عزت کرتا تھا اسکی بات مان لیتا تھا۔۔

حسنین دلآور خان کے لئے اسکے دل میں بھی خاص مقام تھا۔۔

"ٹھیک ہے۔۔میں سوچوں گی "

" تھینک یو سو سو مچ "

اس نے بلکل بے ساختہ اسکا ہاتھ پکڑا تھا۔۔

چاہت کو بہت عجیب سا لگا اس کے کرنٹ کھا کر اپنا ہاتھ واپس کھینچا۔۔

اسکے تاثرات دیکھ کر وہ بھی شرمندہ سا ہوا۔۔

"آم سوری۔۔۔۔میں۔۔۔۔چلتا ہوں۔۔۔کلاس کا وقت ہو رہا ہے "

اس نے اک دو لمحے اسکی حرکت کے بارے میں سوچا اور پھر لاپرواہی سے سر جھٹک کر آگے بڑھ گئی۔۔۔۔

اشعر بھائی کی جاب لگ گئی تھی۔۔

اظہر اور چاہت کے بے حد اسرار کے بعد اس نے ان دونوں کو ڈنر کے بہانے آئوٹنگ کا پروگرام بنایا تھا۔۔

" چاہت کی بچی آ بھی جائو اس سے پہلے کہ اشعر بھائی اپنا ارادہ بدل لیں "

آ رہی ہو بھئی اتنے دنوں بعد تو آئوٹنگ کا پروگرام بنا ہے۔۔زرا تیار تو "

"ہونے دو

پورے لائونج میں اس وقت ان دنوں کا شور تھا۔۔

تائی امی انکی بے صبری پر مسکرا رہی تھی مگر انکی آنکھوں کی اداسی یامین صاحب سے چھپ نہ سکی

" کیا ہوا خوش بخت ؟اداس لگ رہی ہو "

میں کتنی غلط تھی ناچاہت کے بارے میں۔۔۔ سمجھ ہی نہ سکی کہ چاہت "
کے روپ میں اللہ نے ہماری بیٹی کی خواہش پوری کردی ہے۔۔اب جب
مجھے یہ احساس ہونے لگا ہے تواب اسے رخصت کرنے کا وقت قریب آتا
" جارہا ہے
ان کا دل بھر آیا
" تائی امی بتائیں جلدی سے کیسی لگ رہی ہوں؟ "
اسے دیکھ کر انہوں نے تیزی سے آنسو چھپائے تھے
" بہت پیاری لگ رہی ہو ماشاللہ۔۔۔اللہ نظر بد سے بچائے میری بیٹی کو "
ان کے اس قدر والہانہ محبت بھرے انداز پر وہ اسکی آنکھیں پانیوں سے بھر
گئیں۔۔۔
" تھینک یو تائی امی "
اس نے تاثرات چھپاتے ہوئے کہا
" آجائو بھئی "

" جائو شاباش۔۔ورنہ یہ لڑکا چلا چلا کر پورا محلہ سر پر اٹھالے گا "

جی" وہ سر ہلا کر باہر کی طرف بڑھی۔۔ "

" بتائو کھانا کہاں کھائو گے تم دونوں؟ "

" اسی ریسٹورنٹ میں جہاں ہم اکثر جاتے ہیں "

چاہت نے کہا

"نہیں اشعر بھائی اس بار چائینز ٹرائے کریں گے "

اظہر نے نئی فرمائش ظاہر کی

"نہیں اشعر بھائی ہم وہیں جائیں گے "

"نہیں اشعر بھائی آپ چائینز ریسٹورنٹ چلیں گے "

ہولڈ آن۔۔۔۔ہولڈ آن" اشعر نے ٹوکا "

تم لوگوں نے سنا نہیں شاید۔۔۔میں نے کہا دونوں۔۔اسکا مطلب یہ "

"ہے دونوں مشترکہ فیصلہ کرو کہ کہاں جانا ہے اور کیا کھانا ہے

" یہ تو ناممکن ہے بھائی "

دونوں یکجاں ہو کر بولے تو اشعر بے ساختہ مسکرا دیا

تو پھر ٹھیک ہے اب میں اپنی مرضی کی جگہ پر اپنی مرضی کا کھانا کھلائوں "

"گا۔۔بولو منظور ہے

" یس باس "

دونوں نے رضامندی ظاہر کی تو اشعر نے گاڑی روایتی ریسٹورنٹ کی

جانب موڑ دی۔۔

جہاں کافی مزیدار پاکستانی اور غیر ملکی کھانے پائے جاتے تھے۔۔۔

اپنی مرضی نے دونوں نے کھانے آرڈر کیئے تھے خوب سیر ہو کر کھانے

کے بعد ادھر ادھر کی باتیں اور اظہر کی طویل فیوچر پلاننگ سے دونوں نے

بور ہو کر

اشعر نے آئس کریم آرڈر کی تھی۔۔

" چاہت تمہیں کونسا فیلور پسند ہے "

" اسٹرابیری۔۔۔ایز آلویز "

" بہت بورنگ ہو تم اسٹرابیری کھا کھا کے تھکتی نہیں۔۔کچھ نیا ٹرائے کیا کرو "

اظہر نے ناک چڑھایا

" اسے مستقل مزاجی اور ثابت قدمی کہتے ہیں۔۔اشعر بھائی جو آپ کی طبیعت میں نام کی نہیں"

وہ دوبدو بولی

" اچھا۔۔ثابت قدمی کیا ہوتی ہے ٹیچر صاحبہ؟ "

اظہر نے مزا قا پوچھا۔۔

وہ اسے باتوں میں الجھا کر اسکے کپ سے بائٹ لینا ہی چاہتا تھا کہ چاہت نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔۔

" شرم آتی ہے آپ کو۔۔چھوٹی بہن کے ساتھ حق مارتے ہوئے "

" نہیں بلکل نہیں تمہیں پتا نہیں شیئرنگ از کیئرنگ چھوٹی بہن"

اظہر نے ڈھٹائی سے کہا

اس نے بہت مضبوطی سے اسکا ہاتھ پکڑے اسے کھانے سے روکا مگر اس اشعر کی مردانہ طاقت کے سامنے اس دھان پان لڑکی کی کیا مجال۔۔

" ! اشعر بھائی

اسے دوسری بار اپنے کپ کی طرف ہاتھ بڑھاتا دیکھ کر اس نے ناراضگی سے ہتھیار ڈال دیئے۔۔

ٹیسٹ کر رہا ہوں پگلی " وہ ڈھٹائی سے بولا "

" بہت بھوکے ہو آپ اور بے شرم بھی "

اس نے پوری طاقت سے اک زوردار مکہ اسکی کمر میں رسید کیا تو وہ درد سے بلبلا اٹھا۔۔

"دیٹس مائی گرل "

اشعر بھائی کا فل سپورٹ سپورٹ تھا اسے۔۔۔

" آپ بھائی ہیں یاد شمن "

" صرف تمہارا نہیں چاہت کا بھی بھائی ہوں یاد رکھنا" انہوں نے اسکا گال تھپتھپایا تو اس نے نخوت سے گردن بلند کر کے اظہر کو جتاتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

" دیکھیں۔۔دیکھیں کیسے مسکرا رہی ہے یہ "

" ہاں تو مسکرانا سنت ہے "

اس نے مزے سے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔۔۔

" اچھا بس کرو۔۔میرے خیال سے اب چلنا چاہیے۔۔کافی لیٹ ہو گیا ہے

"اتنی دیر تک گھر سے باہر رہنا ٹھیک نہیں ہے

" افففف آپ اور آپ اصول اشعر بھائی۔۔دیکھیں ناں کتنا پلیزنٹ

"موسم ہے تھوڑی دیر اور رکتے ہیں نا

اظہر نے من مانی کرنا چاہی

" پھر تم اکیلے بیٹھو میں اور چاہت تو جا رہے ہیں کیونکہ ہم کام کار والے لوگ ہیں۔۔اک تم ہی جو۔۔۔۔آہمممم

اشعر نے معنی خیزی بات ادھوری چھوڑی

"اور اس آہم کا مطلب "فارغ" بلکل بھی نہیں تھا ہے نا اشعر بھائی"

وہ دونوں ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہوئے قہقہہ لگا کر ہنس دیئے

اظہر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔۔

چلو چلتے ہیں اس وقت ٹریفک بھی بہت ہوتا ہے پہنچنے میں بھی وقت لگے "

"لگا

وہ اپنا والٹ اور فون اٹھاتے ہوئے اٹھا

تو چاہت بھی ان کی تقلید میں بیگ لینے لگی۔۔

اس لحظے اس کی نگاہ پھسل کر وال کے پار وی آئی پی ایریا میں کرسی پر

براجمان مہران فرید پر پڑی

جو محویت سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔۔

اسے بہت عجیب سا لگا۔۔

وہ پلٹ کر آس پاس ٹیبل پر دیکھنے لگی

مگر نہیں

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

کیوں؟

وہ خود سے الجھتی ہوئی باہر نکل گئی۔۔

---

وہ چاہت کے اچانک فیصلے بہت پریشان تھا۔۔

اسٹڈی پر بھی بلکل فوکس نہیں کر پا رہا تھا۔۔

ایگزام کی ٹینشن اور گھر میں ہر وقت،

ایشان، ایشان کی رٹ سے تنگ آکر دوستوں کے ساتھ قریبی ریسٹورنٹ آیا تھا۔۔

وہ یہاں بہتر محسوس کرنے آیا تھا

مگر لگتا تھا جیسے سکون نے اسکے در سے بہت دور کنارا کر لیا تھا۔۔۔

وہ کسی کی چوڑیوں کی کھنک سے بلکل بے ساختہ متوجہ ہوا تھا۔۔۔

ان سے کچھ دور ٹیبوں میں سے ایک پر براجمان تھی۔۔ گہری آنکھوں میں

سیاہ کاجل،

سلور رنگ کی چوڑیاں

اور ہم رنگ امتزاج کے جھمکے پہنے ہوئے چاہت ہی تھی

وہ اسکی ایک سائیڈ دیکھ سکتا تھا۔۔۔

وہ بات بات پر مسکرا رہی تھی۔۔۔

کتنی خوبصورت مسکراہٹ تھی اسکی،

کبھی بالوں کی لٹھوں کو کان کے پیچھے اڑستی،

کبھی نچلے لب کو شرارت سے دبا لیتی

نین نثار ہونے والی نگاہوں سے اسکی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا، ہر ادا پہ دل بیقراری سے کروٹ بدلتا۔۔

" اوئے وہ دیکھ مس چاہت "

اچانک احمد نے کی نگاہ پڑی تو اسنے دوسروں کو توجہ دلوائی۔۔

ایک بات تو ماننی پڑے گی۔۔ جتنا خوبصورت بولتی ہیں نا مس۔۔ اتنی ہی "

"خوبصورت۔۔

اس نے بہت زور سے مٹھی ٹیبل پر رسید کی تو یکدم سب بوکھلا کر اسکی قہر آلود نظروں سے گھبرا کر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے

خبردار۔۔ اگر کسی نے آئندہ مس چاہت کے بارے میں کوئی فضول "

" گوئی کی تو

وہ غصے سے کرسی کو لات مار کر اٹھا ہی تھا کہ سامنے کا منظر دیکھ کر اسکا دماغ گھوم گیا۔۔

چاہت کا مسکرانا،

اظہر کا ہاتھ تھامنا اسکے اندر رقابت کی آگ جلنے لگی۔۔۔

وہ غصے سے مٹھیاں بھینچتا ہوا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔بے مقصد سڑکوں پر آوارگی کرتے کرتے آدھی رات گزار کر گھر آیا تو لان میں لیپ ٹاپ کی سامنے بیٹھے ایشان نے بہت چونکتے ہوئے اسکی گاڑی دیکھی جو ابھی ابھی پورچ میں رکی تھی۔۔۔

" تم کہاں تھے اب تک۔۔ خیریت تو ہے سب ؟ "

" تم کون ہوتے ہو مجھ سے یہ سوال کرنے والے ؟ "

وہ پہلے ہی غصے میں بھرا ہوا تھا اس پر پھٹ پڑا

نہیں میرا مقصد تم سے سوال وجواب کرنا نہیں بلکے فکر ہو رہی تھی "

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں تھی اوپر سے تمہارے ایگزام کا اسٹریس ایسے میں لیٹ تک باہر رہو گے۔۔تو آرام کب کرو گے تمہاری طبیعت خراب ہو جائے گی۔۔۔کچھ خیال۔۔۔"

" اچھا بس بس بھاشن مٹ جھاڑو "

وہ اکھڑے ہوئے لہجے میں بولا

اور تیز تیز سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے کمرے میں گیا تھا۔۔۔

شل دماغ اور تھکے تھکے وجود کے ساتھ بیڈ پر پورے قد کے ساتھ گر گیا

۔۔۔

چند لحظے چھت کو خالی خالی نظروں سے گھورنے کے بعد وہ میکانکی انداز میں

اٹھا۔۔

واشروم سے بلیڈ نکالا۔۔

آستین سے شرٹ اوپر کھینچی

اور اک بڑا کاز خم لگانے کے بعد بھل بھل نکلتے خون کو عجیب وحشت زدہ

نگاہوں سے دیکھتا رہا۔۔۔

اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایشان نمودار ہوا تھا۔۔۔

اس نے بے ساختہ رخ موڑ لیا۔۔

" یہ تم اپنا فون گاڑی میں چھوڑ آئے تھے۔۔ بار بار بج رہا تھا" وہ کہہ کر
فون سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر چلا گیا۔۔۔۔
فون پھر سے بجنے لگا اور مسلسل بجتا ہی جا رہا تھا۔۔۔۔
اس پر غشی سی طاری ہو رہی تھی۔۔۔۔
" ہیلو "
اسکی آواز بہت دھیمی تھی
" حسنین۔۔ سو تو نہیں گئے تھے؟ "
اس نے بے ساختہ کان سے ہٹا کر فون کی اسکرین دیکھی۔۔ چاہت نے
اسے کال کی تھی۔۔۔؟
اس وقت؟ یا یہ کوئی خواب تھا۔۔
" حسنین۔۔۔؟ نین۔۔۔ سن رہے ہو "
اس پر مدہوشی طاری ہونے لگی۔۔۔
" جی۔۔۔۔ آپ نے کیسے فون کیا؟ "

اس سے پہلے کال کٹ جاتی وہ بول پڑا۔۔۔

" ایکچوئلی میں کل کسی وجہ سے آنہیں سکوں گی اور پرسوں تمہارا پیپر ہے

" تو انفارم کرنے کے لئے کال کی تھی

جی سن رہا ہوں" وہ ہمہ تن گوش تھا "

" میں تمہیں کلاسز دینے کے لئے تیار ہوں مگر یاد رہے میں زیادہ وقت

" نہیں دے سکوں گی

" آپ کی ہر بات منظور ہے "

وہ دل و جان سے بولا

" اوکے۔۔۔شب بخیر "

کال کٹ چکی تھی۔۔

مگر وہ ابھی بھی اس پوزیشن میں ساکت بیٹھا تھا

لبوں پر ہلکی ہلکی مسکراہٹ کے آثار تھے۔۔۔

ڈارک براؤن آنکھوں پر پلکوں کی جھالر گری تھی۔۔۔

اس راحت افزا لمحے سے تکلیف دہ احساس نے نکالا۔۔۔

اس نے سپاٹ نگاہوں سے خون آلودہ کلائی دیکھی

پھر

بیڈ پر پیچھے کو گر کر آنکھیں موند لیں

آج علی الصبح مہران کی گاڑی کو دیکھ کر

انور صاحب اور ثمرہ دونوں کو جہاں حیرت ہوئی وہیں پریشانی بھی ہوئی تھی۔۔

" کیسی ہیں آپی؟ "

وہ انور صاحب سے مل کر ثمرہ بیگم کی طرف متوجہ ہوا

" سب خیریت ہے نا مہران "

" جی جی سب خیریت ہے بس آپ سے اک ضروری بات کرنی تھی "

" یہ لو تم نے بھی کہہ ہی دیا ویسے بھی میں آفس کے لئے لیٹ ہو رہا
تھا۔ چلو تم اپنی آپی سے باتیں کرو میں چلتا ہوں "

انور صاحب ہاتھ اٹھا کر معذرت کرتے ہوئے نکل گئے۔۔

" یہ بتائو ناشتہ کرو گے یا کچھ پینے کے لئے لائوں "

نہیں آپی میں ناشتہ کر کے آیا ہوں۔۔بس بات کی نوعیت کچھ ایسی تھی "
کہ سوچا آپ سے روبرو بات کی جائے "

" سب خیریت تو ہے نا"

جی آپی۔۔۔وہ دراصل مجھے اک لڑکی پسند آگئی ہے۔۔۔اور میں چاہتا "
ہوں کہ آپ اسکے گھر۔۔۔"

وہ بات ادھوری چھوڑ کر ثمرہ بیگم کی صورت دیکھنے لگا جو خوشی سے دمک
رہی تھی۔۔

کون ہے۔۔۔کہاں رہتی ہے۔۔اخلاق کیسا ہے؟تم نے تو مجھے سرپرائز "
کر دیا مہران۔۔واقعی میں بہت خوش ہوں "

وہ بے تابی سے پوچھنے لگی

"ان ساری باتوں کا جواب آپ کو اس سے مل کر پتا چل جائے گا "

" پھر بھی کچھ تو بتائو "

ان کی خوشی دیدنی تھی۔۔

ہماری کمپنی کے اک سیئر امپلائی ہیں یامین صاحب۔۔ان کی بیٹی ہے "

۔۔حادثاتی طور پر ان کے گھر جانا ہوا اک دن۔۔اور۔۔۔بس۔۔مجھے وہ

" پسند آگئی

" آہاں۔۔۔'وہ'اسکا کوئی نام بھی تو ہو گا؟ "

"چاہت ابراہیم "

اسکے لہجے میں بے پناہ پسندیدگی کی رمق تھی۔۔

" چاہت ابراہیم "

ثمرہ بیگم نے ستائش سے دہرایا۔۔

ٹھیک ہے بھئی۔۔ تمہاری پسند ہی ہماری پسند ہے۔۔ شرط یہ ہے کہ تم "
" واقعی خوش ہو

" جی آپی میں خوش ہوں۔۔ اور شادی کرنا چاہتا ہوں اس سے "
" تو کب لے جا رہے ہوں مجھے اس سے ملوانے "
" میں کچھ مصروفیات سے نپٹ کر چند دنوں میں آپ کو انفارم کروں گا "

دراصل مصروفیات تو اک بہانہ تھا وہ چاہت سے بات کرنا چاہتا تھا اک بار

احمر کی باتوں کے بعد اسے عجیب سا وہم ہو چکا تھا۔۔
دل نے زندگی میں پہلی مرتبہ کوئی ضد کی تھی اور وہ اسے کسی قیمت پر کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔

ایشان علی الصبح جاگنگ کر کے لوٹا تھا

کہ نین کے کمرے کا ادھ کھلا دروازہ دیکھ کر رک گیا۔۔

اس نے زرا سا کمرے کے اندر جھانکا تو ہوش اڑ گئے۔۔۔

" حسنین۔۔۔؟ حسنین؟ "

بے حد تشویش کے عالم میں اسکا کندھا زور سے جھنجھوڑا تو اس نے نیند سے آنکھیں کھول دیں۔۔

" کیا مصیبت ہے؟ "

وہ جھلایا

تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے۔۔حالت دیکھ رہے ہو اپنی؟" ایشان کو اسکی "

دماغی حالت پر شبہ ہونے لگا۔۔

ایشان کی توجہ دلانے پر اس نے توجہ دی تو خود بھی یقین کرنا مشکل لگا۔۔

وہ شوزوں سمیت بیڈ پر بے ترتیب پڑا تھا۔۔

فرش پر خون جم چکا تھا

کچھ ایسا ہی حال اسکی کلائی کا بھی تھا۔۔

شرٹ کی آستین بھی خون آلود تھی۔۔

ایشان کی نظریں اب اک سے دوسرے، تیسرے، اور پھر نجانے کتنے گھائو کے بیچ ساکت رہ گئی۔۔۔

"تم۔۔۔ "

اس نے شاک کے عالم میں اسکا ہاتھ تھاما تھا۔۔

حسنین نے نگاہیں چراتے ہوئے بے رخی سے اپنا بازو چھڑا لیا۔۔

اسکی زبان گنگ ہو چکی تھی۔۔

اسے شبہ نہیں بلکے اب یقین ہو چکا تھا کہ نین نارمل نہیں ہے۔۔۔اسکے سامنے اس بات کا ذکر کرنا بھی نہیں چاہتا تھا کہ اسے اس بات احساس دلائے اسکی یہ حرکت کسی لحاظ سے بھی نارمل نہیں ہے۔۔۔

مگر حسنین ماننے والوں میں نہیں تھا۔۔

" تم۔۔۔تم۔۔۔رکو میں بینڈج لے کر آتا ہوں "

اس نے لہجہ نارمل رکھنے کی بھرپور کوشش کی مگر ناکام ٹھہرا۔۔۔

" تمہاری ہمدردی کی ضرورت نہیں ہے مجھے "

" چپ رہو تم "

وہ بارعب انداز میں ڈانٹ کر پلٹ کر باہر چلا گیا۔۔۔

پورا گھر تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا

اتنی صبح سب سو رہے تھے ملازم بھی اپنے اپنے کواٹر میں تھے۔۔

وہ بہت مشکلوں سے ڈھونڈ کر میڈیکل باکس لایا تھا۔۔۔

اس حرکت کے بعد حسنین کے چہرے پر چھائی بے مہری اسے ازیت سے دوچار کر رہی تھی۔۔

" کیسے لگا یہ زخم؟ "

اسکی انا کا بھرم رکھنے کی خاطر پوچھا۔۔۔

جانتا تھا

حسنین دلآور خان کی انا بہت بڑی ہے۔۔

"زخم کوئی جان بوجھ نہیں لگاتا۔۔بال کی کھال نکالنے مت بیٹھ جایا کرو "

وہ اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔۔

کتنے کانفیڈنس سے جھوٹ بول رہا تھا۔۔۔

ایشان نے دل ہی دل میں داد دی تھی۔۔

مرہم پٹی کرنے کے بعد وہ خاموشی سے اسکے کمرے سے نکل گیا۔۔

اس نے دل ہی دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا کہ وہ حسنین کے ماموں سے بات کرے گا۔۔

کیونکہ حسنین والدہ کے بعد وہی اس سے سب زیادہ محبت کرتے تھے۔۔

حسنین ان کے بہت کلوز تھا اور انکی بات بھی مان لیا کرتا تھا۔۔۔۔وہ مہران فرید سے بات کرنے ارادہ رکھتا تھا کیونکہ گھر میں تو اسکی پرواہ کسی کو نہیں تھی اور ایشان اسے جانتے بوجھتے خود کو ازیت پہنچاتے اور برباد ہوتے نہیں دیکھ سکتا تھا

بے انتہاء غیر یقینی کے عالم میں ناک پر انگلی دھرے ساکت بیٹھا تھا
ایشان کی بات سن کر اسکا دل ہول رہا تھا۔۔
پتا نہیں نین کتنی بار یہ حرکت کر چکا ہو گا۔۔
اسے کیا، کسی کو علم تک نہ ہو سکا
اگر ایشان توجہ نہ دیتا تو شائد کبھی کسی کو پتا نہ چلتا اور
!اگر ایسی ہی کسی دن وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا تو۔۔۔
وہ اس سے آگے سوچ ہی نہیں سکا۔۔
" میں اب نین کو اس گھر میں رہنے دوں گا۔۔بس "
اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا

یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں۔۔اس گھر پر حسنین کا بھی اتنا ہی حق ہے "

"جتنا کہ میرا

" بات حق کی نہیں ہے ایشان "

اس نے ٹوکتے ہوئے کہا

گھر محبت اور توجہ سے بنتے ہیں۔۔۔ حق تو بہت بعد کی بات ہے "

ایشان۔۔۔اور حسنین ان دونوں سے محروم ہے۔۔اور تو اور اس گھر میں اسے ہر طرح سے اموشنلی اور فزیکلی ٹارچر کیا جاتا رہا ہے۔۔جسکا نتیجہ آج تمہارے سامنے ہے۔۔وہ مینٹلی اسٹیبل نہیں ہو سکا۔۔اسے ہر گز ہر گز

" اکیلا نہیں چھوڑ سکتا

اسکا لہجہ حتمی تھا

"تو پھر آپ بابا سے کیا کہیں گے "

ایشان کوئی بدمزگی یا جھگڑا نہیں چاہتا تھا وہ چاہتا تھا کہ صلح صفائی سے کوئی فیصلہ ہو جائے

یہی ہر کسی کے حق میں بہتر تھا۔۔

مگر بات بہت پیچیدہ تھی۔۔

اس لحاظ سے آثار بھی خطرناک تھے۔۔

اگر مہران نے دلآور خان پر کسی طرح کا کوئی الزام لگا کر عدالت میں گھسیٹا تو
اس کے باپ کے ساتھ ساتھ نانا کی بھی بہت بدنامی ہو سکتی تھی
اور نانا اپنے نام اور رتبے کو لیکر بہت پوزیسو تھے۔۔۔

---

اسکے ایگزام شروع ہو گئے تھے۔۔

چاہت سے کلاسز بھی لے رہا تھا۔۔۔

ایگزام مکمل ہوئے تو وہ بھی کچھ ریلکیس محسوس کرنے لگا۔۔اس دن کے بعد سے اس نے ایشان سے کوئی بات نہیں کی تھی اور نہ ہی اس نے دلآور خان کو خود سے مخاطب کیا تھا۔۔۔

آج جانے کیا ہوا انہوں نے خاموشی ٹوٹ گئی۔۔

پہل دلآور خان نے ہی تھی۔۔۔

" میٹرک کے امتحانات تو ہو گئے ہیں۔۔اب آگے کیا ارادہ ہے تمہارا؟ "

وہ گلا گھنگار کر بولے

ثمینہ بیگم نے ناپسندیدگی سے پہلو بدلا تھا۔۔

حسنین نے کوئی جواب نہیں دیا وہ خاموشی سے کھانا کھاتا رہا۔۔

میں چاہتا ہوں جیسے ایشان نے بزنس اسکول میں ایڈمیشن لیا ہے تم بھی "

"وہیں لو

ثمینہ بیگم کو پتنگے لگ گئے۔۔۔وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی بزنس میں حسنین کا کوئی بھی عمل دخل ہو۔۔

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ۔۔! ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔میرا مطلب "

ہے نین سے بھی تو پوچھیں وہ کیا چاہتا ہے آپ تو بس ہمیشہ اپنی مرضی اس

" پر مسلط کر دیتے ہیں

ان کی بوکھلاہٹ واضح تھی

حسنین سمیت دیگر کو بھی نین طرف داری کچھ ہضم نہ ہوئی۔۔

" مگر اس میں غلط کیا ہے نین بھی اگر "

" تم چپ رہو "

ثمینہ بیگم نے سختی سے ایشان کو خاموش کروادیا

"میں اسکا باپ ہوں ثمینہ بیگم۔۔اسلئے بہتر ہی فیصلہ کروں گا "

انہوں نے حسنین کی خاموش صورت دیکھتے ہوئے کہا

میں نے فلحال کچھ نہیں سوچا ہے۔۔اور میں جب سوچوں گا تو اپنے فیصلے "

" سے آگاہ کر دوں گا

وہ دوٹوک انداز میں جواب دے کر وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

ثمینہ بیگم کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔

وہ کسی صورت حسنین کو بزنس میں کامیاب ہونے نہیں دے سکتی تھی۔۔

جس پر صرف اور صرف ایشان کا حق تھا۔۔۔

---

" کیوں کی تم نے یہ حرکت ؟ بولو ؟ چپ کیوں ہو ؟ "

مہران اور ثمرہ کی چبھتی نگاہوں کی زد میں مجرموں کی طرح نظریں جھکائے کھڑا تھا۔۔۔

" میرے پاس آپ کے سوال کا کوئی جواب نہیں "

مہران نے ضبط سے مٹھیاں بھینچیں۔۔

" یہ لڑکا مجھے پاگل کر دے گا آپی۔۔پوچھیں اس سے۔۔پوچھیں اس نے

" ایسا کیوں کیا؟ کوئی وجہ ضرور ہے اسکے پیچھے یہ ہم سے چھپا رہا ہے

وہ رخ موڑ گیا۔۔

" مہران سچ کہہ رہا ہے؟ "

ثمرہ بیگم کو بھی شبہ ہونے لگا تھا

" آنی۔۔ "

وہ انکے قدموں میں بیٹھ گیا

" ایسا کچھ بھی نہیں ہے آپ اور مہران خوامخواہ پریشان ہو رہے ہیں "

" خوامخواہ؟ "

مہران غصے و ضبط سے چیخا

" یہ بات بلکل بھی نارمل نہیں ہے نین۔۔اور جسے تم خوامخواہ کا نام دے رہے وہ محبت ہے میری۔۔جو میں تم جیسے بے قدرے انسان سے کرتا ہوں اور بے پناہ کرتا ہوں۔۔۔جان سولی پہ لٹکی ہوئی تھی میری یہ سن کہ

۔۔۔پتا کیسے سوچ سوچ کر تمہارے ایگزام تک کا ویٹ کیا ہے تا کہ تم سے
" بات کر سکوں۔۔ مگر تمہیں ہماری پریشانی کا کوئی خیال نہیں ہے
وہ سخت ناراض نظر آ رہا تھا
مہران۔۔ میں کہہ تو رہا ہوں آپ یونہی پریشان ہو رہے ہیں "اسنے بازو "
تھاما
" چھوڑو یار "
وہ غصے سے کہنی چھڑاتا تیزی سے باہر نکل گیا۔۔
ثمرہ نے بہت آوازیں لگائیں مگر اس نے ایک نہ سنی۔۔
اتنی خوشی کا موقع تم نے کھٹائی میں ڈال دیا نین۔۔۔ کتنے ارمان تھے "
"میرے اکلوتے بھائی کی شادی کے حوالے سے۔۔ مگر
ثمرہ بیگم نے مایوسی سے رخ موڑ لیا۔۔
نین کا دل کھینچا تھا۔۔
" کیا مطلب؟ مہران شادی کر رہے ہیں؟ "

ہاں بڑی مشکل سے راضی ہوا ہے۔۔اک لڑکی پسند کی ہے اس نے "
۔۔ کہہ رہا تھا رشتہ لے کر جائو مگر تمہاری وجہ سے معاملے ڈلے ہوتا جا رہا
تھا۔۔ دیکھو نین۔۔۔ مہران تم سے بہت محبت کرتا ہے تمہارے لئے
تمہارے باپ سے لڑ پڑتا ہے تم جانتے ہو نا یہ بات۔۔اسی محبت کی قدر کرنا
سیکھو۔۔۔ ورنہ بہت پچھتائو گے کیونکہ رشتوں کے نام پر صرف چند لوگ
ہیں جو تمہارے اپنے ہیں۔۔ جنہیں تمہاری پرواہ ہے۔۔انہیں کھو مت دینا
اور مہران کی محبت اور مہربانیوں کا قرض تو ساری عمر بھی چکانا چاہو تو ادا نہیں
" کر پائو گے
" اچھا نا آنی۔۔آپ تو خفا نہ ہوں مجھ سے "
وہ اداس ہونے لگا
مہران کو منا لو بیٹا وہ تمہاری وجہ سے اتنا پریشان ہے کہ اپنی خوشی بھول "
" گیا ہے
" جی آنی۔۔ میں منا لوں گا انہیں "

اس نے یقین دہانی کروائی

"اچھا یہ بتائیں کون ہے وہ لکی گرل جو مہران کو اچھی لگی ہیں "

زیادہ تو میں بھی نہیں جانتی۔۔مہران ہی بتا رہا کہ کمپنی کے اک پرانے "

امپلائی کی بیٹی ہے جو اسے بائے چانس پسند آگئی ہے۔۔میں جا رہی ہوں اسی

" ویک اینڈ پر ان کے ہاں رشتہ لے کر تم چلو گے؟

" ضرور۔۔منع کر سکتا ہوں بھلا "

اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

---

اسے کچھ دنوں سے حسنین دلآور خان کی نظریں بہت ڈسٹرب کر رہی تھی

مگر اب تو حد ہی ہو گئی تھی۔۔

چاہت جب بھی نوٹ کرتی وہ ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھ رہا ہوتا۔۔اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔

اس سے بات کرنے کے ارادے سے اس نے فری پیریڈ میں اسٹاف روم میں بلایا تھا۔۔۔

"آپ نے بلایا "

اسکا دل بلیوں کی مانند اچھلنے لگا

" ہاں بلکل "

وہ اب بھی محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اسکی ڈھٹائی پر چاہت کا خون کھولنے لگا تھا۔۔۔

اس نے کرسی کی پشت مٹھیوں میں بھینچ لی۔۔

کیا مسلہ ہے آپ کے ساتھ؟" تیز لہجے میں پوچھا "

میں سمجھا نہیں؟" اسکے تاثرات بدلے "

" معصوم مت بنو حسنین دلآور خان "

وہ دبہ دبہ غرائی۔۔

اس وقت حسنین اسے سخت برا لگ رہا تھا

" کیوں گھورتے رہتے ہو مجھے ؟ "

بلآخر اسے ہی صاف لفظوں کا چنائو کیا۔۔

اسکے لبوں پر لاپرواہ سا

اوو' دیکھ کر حیا ہت کا منہ حیرت سے کھل گیا '

آپ اچھی لگتی ہیں مجھے " والہانہ پن سے اعتراف کیا "

کیا؟" وہ ششدر رہ گئی "

"آپ اچھی لگتی ہیں مجھے "

حسنین۔۔۔ "بہت غصے سے چلائی "

" تم ہوش میں تو ہو ؟ "

اسکا خون کھول اٹھا۔۔

"جی آپ اچھی لگتی ہیں مجھے "

اس نے سبق کی طرح ردوبدل کیئے بغیر دہرایا۔۔

" تم۔۔۔۔ "

وہ رکی۔۔۔ کیا کیا نہ اسکے لہجے میں۔۔

مان ٹوٹنے کا دکھ، فریب، دھوکہ، بے یقینی، صدمہ

" دفع ہو جائو "

وہ ایکدم طیش میں آگئی۔۔۔

نین کے لئے یہ لہجہ نیا تھا۔۔اور کربناک بھی کیونکہ چاہت نے کبھی اسے سخت نگاہ سے دیکھا تک نہ ہمیشہ نرمی برتی تھی۔۔

"دور ہو جائو میری نظروں سے کہہ رہی ہوں "

اسکی آواز کپکپانے لگی۔۔

اسے جانے کیوں رونا آرہا تھا۔۔

اسکا وقت، توجہ، پیار، مہربانیاں، ہمدردیاں، سب زیاں ہو چکی تھی۔۔

کیونکہ اس شخص نے اس خوبصورت، باعزت تعلق کو اک بھیانک رنگ
میں بدل دیا۔۔

" آپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں اتنا ہی تو کہا کہ آپ۔۔آپ اچھی لگتی ہیں
" مجھے۔۔اور۔۔۔میں محبت

اس نے اک زوردار طمانچے سے اسکا منہ بند کروا دیا۔۔۔

نین کی ڈارک براؤن آنکھوں میں بے پناہ شاکی پن تھا۔۔

" تم نے میری توجہ اور نرمی کو غلط رنگ دے دیا۔۔تم نے ایسا سوچا بھی
" کیسے میرے بارے میں

وہ چیخی تھی۔۔

" سوچوں پہ اختیار نہیں ہوتا "

وہ بچے کی طرح بگڑ کر بولا تو اسے اور غصہ آنے لگا۔۔

" تم۔۔۔تم چلے جاؤ یہاں سے ورنہ مجھ سے برا اور کوئی نہیں ہو گا۔۔یہ
" سب میرا قصور ہے میری شہ کا نتیجہ ہے جو تم۔۔۔

بہت غصے اور بے بسی میں اسکی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔

نین کا دل کسی نے بند مٹھی میں لے کر مسل ڈالا

" آپ۔۔۔خود کو بلیم کیوں کر رہی ہیں میں۔۔ "

جائو یہاں سے "وہ بولی "

" آئم سوری "

جائووووو" وہ حلق کے بل چلائی۔۔۔ "

وہ بے بسی کے عالم شکست خوردہ قدم گھسیٹتے ہوئے وہاں سے نکلا تو چاہت ابراہیم شا کی انداز میں کرسی پر ڈھے گئی۔۔۔

نین سے ہوشیار رہنا چاہت۔۔ورنہ اسکی وجہ سے نقصان اٹھائو گی بہت "

" جنونی ہے یہ لڑکا

اسے بلکل اچانک مس شاہانہ کی بات یاد آئی تھی

تو کیا وہ پہلے سے جانتی تھی؟

اور اسے خبر دار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اوخدایا۔۔اس بیوقوف لڑکے نے نجانے کس کس سے یہ بکواس کی "
"ہو گی

شاک کے عالم میں پیشانی سے پھسلتا ہوا گلابی ہاتھ لبوں پر آ ٹھہرا تھا۔۔۔
یہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں مالک۔۔میں نے بس اک نیکی کی "
" تھی مجھے کیا پتا تھا میرے ہی گلے میں آ پڑے گی
وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو دی تھی۔۔
زندگی میں پہلی بار اپنی کسی کوتاہی پر اسے بہت دکھ پہنچا تھا۔۔اب جانے
اس کا انجام کیا ہونے والا تھا۔۔
وہ اتنی ڈسٹرب تھی کہ کلاس بھی نہ لے سکی اور جلدی چھٹی لے کر گھر چلی
گئی۔۔۔
تائی امی لائونج میں براجمان دوپہر کے کھانے کے ساتھ سلاد کاٹ رہی تھی
اس نے سلام کیا اور سیدھا کمرے کی جانب بڑھی

چاہت۔۔ کیا بات ہے بیٹا؟ تمہاری صورت اتری اتری سی لگ رہی ہے "

" ؟طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟

کچھ نہیں ہوا تائی امی بس زرا سر میں درد ہے اسی لئے جلدی چھٹی لے کر "

" آ گئی

"اچھا۔۔ تم آرام کرو۔۔ میں دودھ بھجواتی ہوں سر درد کی دوا کھا لینا "

جی" وہ سر ہلا کر کمرے میں گئی اور شل ہوتے زہن کو شاور کے نیچے "

ریلکیس کرنے لگی۔۔۔

---

اسے کچھ دنوں سے حسنین دلآور خان کی نظریں بہت ڈسٹرب کر رہی تھی

مگر اب تو حد ہی ہو گئی تھی۔۔

چاہت جب بھی نوٹ کرتی وہ ٹکٹکی باندھے اسے ہی دیکھ رہا ہوتا۔۔اسے اب غصہ آنے لگا تھا۔۔

اس سے بات کرنے کے ارادے سے اس نے فری پیریڈ میں اسٹاف روم میں بلایا تھا۔۔۔

"آپ نے بلایا "

اسکا دل بلیوں کی مانند اچھلنے لگا

" ہاں بلکل "

وہ اب بھی محویت سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

اسکی ڈھٹائی پر چاہت کا خون کھولنے لگا تھا۔۔۔

اس نے کرسی کی پشت مٹھیوں میں بھینچ لی۔۔

کیا مسلہ ہے آپ کے ساتھ؟" تیز لہجے میں پوچھا "

میں سمجھا نہیں؟" اسکے تاثرات بدلے "

" معصوم مت بنو حسنین دلآور خان "

وہ دبہ دبہ غرائی۔۔

اس وقت حسنین اسے سخت برا لگ رہا تھا

" کیوں گھورتے رہتے ہو مجھے ؟ "

بلآخر اسے ہی صاف لفظوں کا چنائو کیا۔۔

اسکے لبوں پر لاپرواہ سا

اوو' دیکھ کر جاہت کا منہ حیرت سے کھل گیا '

آپ اچھی لگتی ہیں مجھے " والہانہ پن سے اعتراف کیا "

کیا؟" وہ ششدر رہ گئی "

"آپ اچھی لگتی ہیں مجھے "

حسنین۔۔۔ "بہت غصے سے چلائی "

" تم ہوش میں تو ہو؟ "

اسکا خون کھول اٹھا۔۔

"جی آپ اچھی لگتی ہیں مجھے "

اس نے سبق کی طرح ردوبدل کیئے بغیر دہرایا۔۔

" تم۔۔۔۔ "

وہ رکی۔۔۔ کیا کیا نہ اسکے لہجے میں۔۔

مان ٹوٹنے کا دکھ، فریب، دھوکہ، بے یقینی، صدمہ

" دفع ہو جائو "

وہ ایکدم طیش میں آگئی۔۔۔

نین کے لئے یہ لہجہ نیا تھا۔۔اور کربناک بھی کیونکہ چاہت نے کبھی اسے سخت نگاہ سے دیکھا تک نہ ہمیشہ نرمی برتی تھی۔۔

"دور ہو جائو میری نظروں سے کہہ رہی ہوں "

اسکی آواز کپکپانے لگی۔۔

اسے جانے کیوں رونا آرہا تھا۔۔

اسکا وقت، توجہ، پیار، مہربانیاں، ہمدردیاں، سب زیاں ہو چکی تھی۔۔

کیونکہ اس شخص نے اس خوبصورت، باعزت تعلق کو اک بھیانک رنگ میں بدل دیا۔۔

" آپ ناراض کیوں ہو رہی ہیں اتنا ہی تو کہا کہ آپ۔۔آپ اچھی لگتی ہیں مجھے۔۔اور۔۔۔میں محبت "

اس نے اک زوردار طمانچے سے اسکا منہ بند کروا دیا۔۔۔

نین کی ڈارک براؤن آنکھوں میں بے پناہ شاکی پن تھا۔۔

" تم نے میری توجہ اور نرمی کو غلط رنگ دے دیا۔۔تم نے ایسا سوچا بھی کیسے میرے بارے میں "

وہ چیخی تھی۔۔

" سوچوں پہ اختیار نہیں ہوتا "

وہ بچے کی طرح بگڑ کر بولا تو اسے اور غصہ آنے لگا۔۔

" تم۔۔۔تم چلے جاؤ یہاں سے ورنہ مجھ سے برا اور کوئی نہیں ہو گا۔۔یہ سب میرا قصور ہے میری شہ کا نتیجہ ہے جو تم۔۔۔"

بہت غصے اور بے بسی میں اسکی آنکھیں بھیگنے لگی۔۔

نین کا دل کسی نے بند مٹھی میں لے کر مسل ڈالا

" آپ۔۔۔خود کو بلیم کیوں کر رہی ہیں میں۔۔ "

جائو یہاں سے "وہ بولی "

" آئم سوری "

جائووووو" وہ حلق کے بل چلائی۔۔۔ "

وہ بے بسی کے عالم شکست خوردہ قدم گھسیٹتے ہوئے وہاں سے نکلا تو چاہت ابراہیم شا کی انداز میں کرسی پر ڈھے گئی۔۔۔

نین سے ہوشیار رہنا چاہت۔۔ورنہ اسکی وجہ سے نقصان اٹھائو گی بہت "

" جنونی ہے یہ لڑکا

اسے بلکل اچانک مس شاہانہ کی بات یاد آئی تھی

تو کیا وہ پہلے سے جانتی تھی؟

اور اسے خبر دار کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

اوخدایا۔۔اس بیوقوف لڑکے نے نجانے کس کس سے یہ بکواس کی "
"ہو گی

شاک کے عالم میں پیشانی سے پھسلتا ہوا گلابی ہاتھ لبوں پر آ ٹھہرا تھا۔۔۔
یہ کس مصیبت میں پھنس گئی ہوں مالک۔۔میں نے بس اک نیکی کی "
" تھی مجھے کیا پتا تھا میرے ہی گلے میں آ پڑے گی
وہ ہاتھوں میں منہ چھپا کر رو دی تھی۔۔
زندگی میں پہلی بار اپنی کسی کوتاہی پر اسے بہت دکھ پہنچا تھا۔۔اب جانے
اس کا انجام کیا ہونے والا تھا۔۔
وہ اتنی ڈسٹرب تھی کہ کلاس بھی نہ لے سکی اور جلدی چھٹی لے کر گھر چلی
گئی۔۔۔
تائی امی لائونج میں براجمان دوپہر کے کھانے کے ساتھ سلاد کاٹ رہی تھی
اس نے سلام کیا اور سیدھا کمرے کی جانب بڑھی

چاہت۔۔ کیا بات ہے بیٹا؟ تمہاری صورت اتری اتری سی لگ رہی ہے "

" ؟طبیعت ٹھیک ہے تمہاری؟

کچھ نہیں ہوا تائی امی بس زرا سر میں درد ہے اسی لئے جلدی چھٹی لے کر "

" آگئی

"اچھا۔۔ تم آرام کرو۔۔ میں دودھ بھجواتی ہوں سر درد کی دوا کھا لینا "

جی" وہ سر ہلا کر کمرے میں گئی اور شل ہوتے زہن کو شاور کے نیچے "

ریلکیس کرنے لگی۔۔۔

---

وہ زندگی اتنا کنفیوز کبھی نہیں ہوا تھا جتنا آج ہو رہا تھا۔۔

مسلسل اپنے آفس میں چکر کاٹتے ہوئے وہ ہاتھ مسل رہا تھا

" آپ نے یاد کیا مجھے "

یامین صاحب نے اندر داخل ہوتے خوش اخلاقی سے دریافت کیا جوان کی طبیعت کا خاصہ تھی

" آہمممم۔۔۔جی بات ہی کچھ ایسی تھی "

اس نے گلا گھنگارتے ہوئے تمہید باندھی

" کیا بات ہے؟ "

" سمجھ نہیں آرہا کہاں سے شروع کروں "

حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے۔۔

"دراصل یامین صاحب میں۔۔ "

وہ رکا۔۔اس نے گلاس لبوں سے لگایا اور غٹا غٹ چڑھا لیا

میں آپ کی صاحبزادی سے نکاح کرنا چاہتا ہوں اگر آپ کی اجازت ہو "

"تو

انہوں نے بے چینی سے پہلو بدلا۔۔شاید اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔

دراصل جب میں آپ کے گھر آیا تھا مجھے تب ہی وہ بہت اچھی لگی تھی "
۔۔بہت اخلاق، رکھ رکھائو والی اور گھریلو لڑکی ہے۔۔۔آپ نے بہت
اچھی تربیت کی ہے ماشاللہ چاہت کی۔۔اور یقیں کریں میری ماما اور آپی
کو بھی وہ بہت پسند آئیں گی کیونکہ انہیں میرے لئے ایسی ہی لڑکی کی تلاش
تھی "

اس نے طریقے سے بات کی وضاحت کی تو ان تاثرات کچھ ڈھیلے پڑ گئے
۔۔مگر وہ ہنوز خاموش تھے

اب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں اپنی والدہ اور بہن کو آپ کے ہاں بھیجنا "
چاہتا ہوں "

اس نے تھوڑی سی ہمت اور کر کے اصل بات بھی کہہ ڈالی

دیکھیں مہران صاحب۔۔ہم بہت امیر نہ سہی مگر اپنے گھر میں بہت "
سکھی ہیں۔۔میں نے چاہت ہر ممکن خواہش پوری کی ہے۔۔اسکی بہت
لاڈوں سے کفالت کی ہے۔۔میں نہیں چاہتا آپ لوگ اپنی اپر کلاس

سوسائٹی میں لے جا کر ہر وقت اسے اس بات کا احساس دلائیں، یا میری چاہت کو اپنے ماحول کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں۔۔ کیونکہ یہ ظلم ہو گا۔۔۔ میں نہیں چاہتا آپ چاہت سے بہت بڑی بڑی امیدیں وابستہ کر لیں جو کہ بعد ازاں ناکامی کی صورت میں مایوسی کا منہ دیکھنا پڑے۔۔ اس سے تعلق اور خراب ہو گا۔۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں ساری باتیں پہلے سے کلئیر ہو جانی چاہیئے۔۔ "

" آپ بے فکر رہیں۔۔ ہم امیر ضرور ہیں مگر ہمارے ہاں کھلا اور بولڈ ماحول بلکل بھی نہیں۔۔ ہم سادگی پسند لوگ ہیں طبیعت میں بھی اور زندگی میں بھی۔۔ چاہت پر کسی قسم کا کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے وہ جیسے چاہے اپنی زندگی گزار سکتی ہے یامین صاحب۔۔ اس بات کی گارنٹی میں دیتا ہوں چاہت کو اگر بھی دکھ یا پریشانی ہوئی میری وجہ سے تو اپنی زندگی کی قیمت دے کر بھی چکائوں گا "

اسکے ارادوں میں چٹانوں کی سی مضبوطی تھی۔۔

"خوش رہو بیٹا۔۔اللہ تمہیں کامیابیاں دے "

ان کے دل سے بے ساختہ دعائیں نکلی۔۔

" تو پھر میں۔۔۔کب بھیجوں اپنی والدہ کو آپ کی طرف؟ "

" میں اپنی فیملی سے رائے صلح مشورہ کر کے آپ کو اطلاع دیتا ہوں "

" انشاللہ۔۔امید ہے آپ جلد خوش خبری سنائیں گے "

یامین صاحب اس کی بے تابی پر کھل کر مسکرائے اور سر ہلاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔۔

وہ بھی ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا۔۔

یامین صاحب کے پازیٹو ریسپانس مے اسکا اعتماد بحال کر دیا تھا۔۔۔اب بس چاہت کے رد عمل کی فکر تھی۔۔۔

" کیا سوچا پھر تم نے میری خواہش کے بارے میں ؟ "

ڈائننگ ٹیبل پر چھائی خاموشی جو چیرتی ہوئی دلآور خان کی آواز سب کی سماعتوں تک پہنچی

" آپ کی خواہش میرے لئے کوئی معنی نہیں رکھتی "

اس نے یکسر بیگانگی سے کہا

تم غلطی کر رہے ہو نین۔۔ باپ کے مخالف جا کر نقصان اٹھائو گے "

"نالائق سمجھو اس بات کو

بات کے آخر میں قدرے نرم پڑ گئی۔۔

ان کے لہجے میں شکستگی کا عنصر تھا۔۔

آخر کو حسنین دلآور خان اپنی ضد کا پکا تھا۔۔ اپنے آگے ہر ایک کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتا تھا۔۔

ٹھیک ہے۔۔ تم کیا چاہتے ہو کچھ تو سوچا ہو گا میٹرک کے بعد کیا کرنا ہے "

" ، کہاں ایڈمیشن لینا ہے ؟

بلآخر اسکی طرف سے کوئی جواب نہ پاکر وہ ہار مانتے ہوئے بولے۔۔

دلاور خان اپنے حلقے سے الیکشن کی تیاری کر رہے تھے۔۔۔انہیں بزنس

کے لئے وارث چاہیئے تھا۔۔

اور نین سے بہتر رکھوالا کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔۔

اس میں قابلیت تھی

پیشن تھا،

وہ جنونی تھا اپنے انٹرسٹ کو لیکر۔۔

اور بزنس میں اسکا انٹرسٹ کیسے پیدا کرنا تھا وہ اچھے طریقے سے جانتے تھے

۔۔۔

" میں چاہتا ہوں کہ ماہی کا بورڈنگ اسکول ڈراپ کروا کے آپ اسے

میرے اسکول میں ایڈمیشن دلوائیں۔۔میں انٹر یہیں کمپلیٹ کرنا چاہتا

ہوں فلحال آگے کی بعد میں دیکھیں گے "

وہ دوٹوک کہہ کر نیپکن سے ہاتھ صاف کر کے سیدھا کمرے میں آگیا۔۔۔

اسکا دل کہیں بھی نہیں لگ رہا تھا۔۔

عجیب سی بے قراری چھائی ہوئی تھی۔۔

چاہت سے جدائی کا سن کر ہی اسکے رونگٹے کھڑے ہونے لگے تھے

اور آج تو آفس میں اس نے اسے تھپڑ بھی مار دیا تھا۔۔

اسے غصہ کیوں نہیں آیا؟

اس نے دی ایکٹ کیوں نہیں کیا؟

شاید اسے ہی محبت کہتے ہیں۔۔۔؟

تو کیا واقعی وہ چاہت سے محبت کرنے لگا تھا۔۔۔

یہ سب ساری تبدیلیاں جو اسکی ذات میں رونما ہو رہی تھی اسی طرف

اشارہ کر رہی تھی کہ

اسے محبت ہو گئی ہے۔۔۔

نچلا لب دانتوں داب کر وہ گردن مارتے ہوئے خود ساختگی کے عالم میں

مسکرا دیا۔۔۔

ایشان جو اسی کی طبیعت پوچھنے اس جانب آ رہا تھا۔۔خوشگوار حیرت میں مبتلا ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔۔

مسکراہٹ اور حسنین دلآور خان۔۔

دونوں متضاد باتیں تھی۔۔

" تمہارا زخم کیسا ہے؟ "

" !زخم "

اس نے نارمل انداز میں ہاتھ دیکھا اور مسکرا دیا۔۔

" ایسے زخم جلدی نہیں بھرتے "

مسکراہٹ بدستور اسکے لبوں پر کھیل رہی تھی۔۔۔

وہ اداس اداس سا تھا۔۔

" زخم وقت کے ساتھ بھر ہی جاتے ہیں نین۔۔بشرطیکہ کہ تم زخم پر زخم نہ لگائو تو..."

ایشسن نے دکھ سے کہا۔۔

ازیت کا جو راستہ تم اختیار کیا ہے وہ چھوڑ دو نین۔۔۔ یہ کھیل جان لیوا "
" بھی ثابت ہو سکتا ہے

ایشان سے رسان سے سمجھایا

" ہونہہ۔۔۔ جان کی پرواہ ان کو ہوتی ہے جنہیں زندگی سے محبت ہو "

وہ حد درجہ مایوسی سے بولا۔۔۔

اس کھیل سے میری روح کو سکون پہنچتا ہے۔۔ تم کیا جانو اس درد کی"
" لذت

وہ اسے ساکت و جامد چھوڑ کر کمرے میں چلا گیا۔۔۔

ایشان شش و پنج کے عالم میں چند ثانیے کھڑا رہا تھا

چند ثانیوں کی کشمکش کے بعد اس نے فیصلہ کیا کہ وہ سائیکالوجسٹ کے پاس
جائے گا کہ

آخر نین کو مسلہ کیا تھا؟

وہ ایسا کیوں تھا۔۔۔

وہ رزلٹس بنا رہی تھی جب تایا ابو اسکے کمرے میں آئے۔۔

" آپ سوئے نہیں ابھی تک۔۔میں تو سمجھی تھی کہ آپ سو گئے ہوں گے

"

اس نے کاپیوں کا پھیلاوا سمیٹ کر ایک طرف کیا۔۔

" تم بھی تو جاگ رہی ہو۔۔اور ویسے بھی مجھے تم سے اک ضروری بات

کرنی تھی"

وہ نرمی سے کہتے ہوئے بیڈ پر ٹک گئے۔۔

" کہئے کیا بات ہے۔۔آپ کی طبیعت ٹھیک ہے نا "

اس نے کشن اٹھا کر جھولی میں رکھتے ہوئے استفسار کیا۔۔

ہاں بھئی طبیعت بھی ٹھیک ہے۔۔بلکے فکر لگی رہتی ہے تمہاری بس۔۔ "

ویسے تمہارے لئے اک بہت اچھا پرپوزل آیا ہے۔۔اور میں چاہتا ہوں کہ تمہاری جلد سے جلد شادی کر دوں۔۔اور یہ دونوں کام بلکل تمہاری "مرضی اور رضامندی سے ہوں گے

"تایا ابو۔۔۔ "

وہ روہانسی ہو کر ان کے ساتھ لگ گئی۔۔

ارے بھئی اس میں رونے والی تو کوئی بات نہیں۔۔تم تو میری اچھی بیٹی " ہو۔۔میری فرمانبردار میری اطاعت گزار ہو۔۔مجھے سمجھو گی۔۔۔کیونکہ اب میری اور تمہاری تائی امی کی طبیعت ٹھیک نہیں رہتی۔۔میں چاہتا ہوں " کہ تمہارے فرض سے سبکدوش ہو جائوں

" میں آپ لوگوں کے پاس آپ کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں تایا ابو "

وہ انکی باتیں سن کر جذباتی پن سے بولی تو وہ ہنس دیئے

پھر بھی ایک نہ ایک دن تو بیاہ کر اپنے گھر چلی جائو گی۔۔ میں چاہتا ہوں "
میری حیات میں ہی نیک کام ہو جائے تاکہ میں تسلی سے مر تو سکوں
" گا۔۔ ورنہ محشر میں اپنے بھائی اور بھابی کو کیا منہ دکھائوں گا
ایسے تو نہ کہیں آپ۔۔۔ آپ جانتے ہیں میں نے آپ کی کبھی کوئی بات "
نہیں ٹالی۔۔ جیسے آپ کو تائی امی کو بہتر لگے "اس نے آنسو پونچھتے ہوئے
دل کڑا کر کے کہہ دیا۔۔

سچ تو یہ تھا کہ وہ آگے بہت سا پڑھنا چاہتی تھی
لیکچرار بننا چاہتی تھی۔۔
مگر احسانوں اور بے لوث محبتوں نے اسکے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں
تھیں۔۔
وہ زبان نہ کھول سکی۔۔

مجھے یہی امید تھی تم سے۔۔ کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ اگر میری سگی بیٹی "
ہوتی تو بھی وہ اتنی فرمانبردار نہ ہوتی جتنی تم ہو۔۔۔ خوش رہو بیٹا اللہ تمہیں
" ڈھیریوں خوشیوں سے نوازے

وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر اٹھ گئے۔۔۔

اسے بے انتہا رونا آرہا تھا آج۔۔۔

بابا اور ماما شدت سے یاد آرہے تھے۔۔

وہ ان کی تصویروں کو دیکھتے ہوئے بہت روئی تھی۔۔

!آگے نجانے قسمت نے اسکے لئے کیا لکھا تھا۔۔۔

---

... فرسٹ ایئر اور انٹر کی کلاسز اوپر ہوا کرتی تھی

چاہت کی اوپر کوئی کلاس نہیں ہوتی تھی۔۔

وہ اسکے دیدار سے محروم تھا۔۔

اسی لئے اسکے دل کو پتنگے لگے ہوئے وہ اسے دیکھے بغیر کیسے دن گزارے گا

؟

مشکل میں پڑ چکا تھا۔۔۔

جتنا وہ اسے ذہن سے جھٹک کر پڑھائی میں دل لگانے کی کوشش کرتا اتنا ہی

وہ اسکے قلب وذہن پر مسلط ہو چکی تھی۔۔۔

ہر طرح سے اپنے دل کو بہلانے کی کوشش کی مگر جو تسکین اسکے دیدار

سے ملتی اس روح فرسا احساس کا بدل نہیں تھا

ابھی کلاسز اسٹارٹ ہوئے دن ہی کتنے ہوئے تھے

اسکی پرانی روٹین شروع ہو گئی تھی۔۔

سارا دن کالج میں اسکا موڈ بگڑا ہی رہتا تھا۔۔۔

وہ ہر ایک سے الجھتا، ہر ایک سے بد تمیزی کرتا،

اوپر سے چاہت کا اسے مسلسل اگنور کرنا اسے ازیت پہنچانے کے لئے کافی تھا۔۔

وہ اسکے رویوں کی اذیت برداشت کرنے کا عادی نہیں تھا۔۔وہ اسے ضد دلا رہی تھی۔۔

اسکے اندر کے وحشی کو جگا رہی تھی

جسے وہ بہت پہلے سلا چکا تھا۔۔۔

اک کم برداشت والے شخص کو آزما رہی تھی

اسکے ٹیچرز اسکے رویے سے سخت عاجز تھے اور اسکی پرفارمنس پر پریشان ۔۔

بلآخر اسکے والدین کو طلب کرنے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔۔

اور سر علی نے بالخصوص چاہت کو بلا کر حسنین سے بات کرنے کی ریکویسٹ کی تھی۔۔۔

دوسروں کی نظروں میں وہ اب بھی اسکا چہیتا اسٹوڈنٹ تھا مگر اسکی گزشتہ حرکت نے چاہت کو شاک میں ڈال دیا تھا اسکے بعد تو اس لڑکے کا سامنا بھی نہیں کرنا چاہتی تھی اچھا ہوا اگلی کلاسز میں اسکا کوئی پیریڈ نہیں تھا۔۔ اس نے اپنی عزت بچانے کی خاطر حسنین سے بات کرنے حامی بھر لی تھی مگر حسنین کو انہی کے آفس میں بلا کر بات کرنا چاہتی تھی۔۔

تاکہ اسے غیر ضروری بات کرنے کا موقع نہ ملے۔۔۔

مگر وقت بھی شاید حسنین دلآور خان کے حق میں مہربان تھا اسکے آفس میں قدم رکھتے ہی ان کے سیل پر کال آنے لگی وہ ایکسکیوز کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔۔

اس نے غور سے اک بھرپور نگاہ اس پر ڈالی اور اسکے برابر والی چیئر پر پھیل کر بیٹھ گیا۔۔۔

اس بدتمیزی پر وہ کھول کر رہ گئی۔۔

" کیسی ہیں آپ ٹیچر جی؟ "

شرارتی بچے کی مانند لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔۔سیدھا ہوتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔

کتنے دنوں بعد اسے قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔

وہ اسکے انہماک سے جھنجھلا اٹھی۔۔

" شرم حیا تو تم میں نام کی نہیں "

وہ اسکے برابر سے اٹھ گئی۔۔

"کیوں ناک میں دم کیا ہوا ہے ٹیچرز کے ؟مسلہ کیا ہے تمہارا؟ "

اسکے ڈانٹنے کا انداز کتنا دلفریب تھا۔۔

گہری گہری سیاہ آنکھوں میں خفگی سمیٹے وہ اسے گھورتی،

اس نے بے خودی کے عالم میں کئی بار اسے تصور کیا تھا

" میں تم سے بات کر رہی ہوں نالائق؟ "

اسکی گستاخ نگاہوں پر وہ سیخ پا ہو گئی۔۔۔۔

وہ مزے سے مسکرا دیا

" کیونکہ اس دل نے میرے ناک میں دم کر دیا ہے کم بخت "

وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مسکرا دیا۔۔

"کیا بکواس کر رہے ہو "

وہ گھبرا سی گئی۔۔

" آپ سمجھتی ہیں۔۔خوب سمجھتی ہیں یہ بکواس "

وہ بگڑ کر بولا

بلکے آپ تو مجھے مجھ سے بھی زیادہ جانتی ہیں نا۔۔یہ بھی جانتی ہوں گی نا "

آپ میرے لئے کیا معنی رکھتی ہیں۔۔۔مجھے کتنا لگاؤ ہے آپ سے۔۔ کتنی انسیت ہے آپ کے بغیر میں رہ نہیں سکتا۔۔پھر کیوں کرتی ہیں مجھے اگنور ۔۔۔کیوں سمجھتی نہیں ہیں مجھے "

وہ ایکدم بگڑا کر بولا۔۔

اسے پٹڑی سے اترتا دیکھ کر چاہت کے ہاتھ پائوں ٹھنڈے پڑنے لگے۔۔

اس نے ایسی سچویشن کا سامنا کبھی نہیں کیا تھا۔۔

جس میں اس عزت اور اسکا پر فیشنل دونوں دائو پر ہوں۔۔

" دیکھو حسنین "

" یہ سب آپ کا قصور ہے۔۔آپ ہی کی غلطی ہے اب جب تک آپ کا
" رویہ میرے ساتھ ٹھیک نہیں ہو گا میرا یہی حال رہے گا
وہ کہہ کر آفس سے نکل گیا۔۔

چاہت دم بخود رہ گئی۔۔

اب کیا وہ اس لڑکے سے بلیک میل ہوتی رہے گی؟

اسے سخت ٹینشن ہو رہی تھی۔۔

جیسے جیسے اسکا اصل چہرہ بے نقاب ہوتا جا رہا تھا
چاہت کی ناپسندیدگی اور نفرت بڑھتی جا رہی تھی۔۔
جانے یہ کہانی کیا موڑ لینے والی تھی۔۔
وہ سر علی کے آنے سے پہلے ہی آفس سے نکل گئی۔۔۔

چاہت بیٹا تمہارے تایا ابو نے تمہیں بتایا ہو گا۔۔آج کچھ لوگ تمہیں دیکھنے آرہے ہیں۔۔میں تو چاہتی تھی کہ تم چھٹی کر لو مگر تم جا ہی رہی ہو تو جلدی آجانا"

"جی تائی امی میں ہاف ڈے لے لوں گی وہ دراصل آج رزلٹس سر منی ہے جانا ضروری ہے"

وہ آج معمول سے زیادہ تیار ہوئی تھی۔۔

مگر تائی امی چاہتی تھی وہ ہر لحاظ سے پرفیکٹ لگے۔۔اسی لئے ان کے صبح سے ہی ہاتھ پیر پھولے ہوئے تھے۔۔۔اشعر کی وہ چھٹی کروا چکی تھی

اک لمبی لسٹ ضروری اشیاء کی اسے تھمائی تھی۔۔

کام والی کو بلوا کر صفائی وغیرہ وہ کل ہی کروا چکی تھی۔۔۔

چاہت کو بھی سختی سے جلد آنے کی تاکید کی تھی۔۔

اوران کی لگاوٹ اور پیار دیکھ کر تو اسکی آنکھیں بار بار بھیگ جاتیں۔۔

اسکادل چاہتااک بارانہیں زور سے گلے لگالے۔۔

مگران کے بارعب اور سخت نیچر کی وجہ سے خائف تھی۔۔۔آج ساری

کلاسسزاس نے بے دلی سے اٹینڈ کی۔۔۔

دل بہت اداس تھا۔۔

مس عائشہ بھی اپنے ماموں کی شادی کی وجہ سے چھٹیوں پر تھی

۔۔ٹیلیفونک رابطہ بھی نہ ہو سکا۔۔۔

اس سے بھی کوئی بات شیئر نہ کر سکی۔۔

وہ تائی امی کے میسیجز دیکھ کر عجلت میں دوپٹہ فولڈ کرنے لگی۔۔۔

گھر کے لئے نکل ہی رہی تھی کہ حسنین دلآور خان پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ

ڈال مخصوص انداز میں کھڑا تھا۔۔

ڈارک برائون آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔۔

آج تو اسکے چہرے پر مسکراہٹ بھی تھی۔۔

جو کبھی نہ ہوتی

کیوں آئے ہو؟"کھردے لہجے میں پوچھا "

"آپ کی چوڑیوں کی کھنک نے بلایا ہے"

اس نے شرارتی بچے کی مانند بھنویں اچکا کر چوڑیوں کی جانب اشارہ کیا۔۔

" فضولیات مت بکو "

وہ گھور کر بولی

" ویسے میں پوچھنے آیا تھا کہ آپ ماہین کو ٹیوشن دیں گی؟ "

اک نیکی گلے پڑ چکی ہے اور دوسری کرنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے اور "

" میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔جائو یہاں سے

وہ ترش لہجے میں کہہ کر رخ موڑ گئی۔۔

وہ اسکے پیچھے آرکا

مجھے بتائیں میں کیا کروں؟آپ تو مجھے ایسے باتیں سنا رہی ہیں جیسے سارا "
" قصور ہی میرا ہو؟
وہ جھنجھلا گیا اسکے رویے سے
سہی کہہ رہے ہو تم کچھ قصور تو میرا بھی ہے لیکن مجھے نہیں پتا تھا تم اس "
"قدر نیچ اور گھٹیا حرکتوں پر اتر آئے گے
نیچ حرکت؟"اس الزام پر صدمہ ہوا "
بنومت حسنین۔۔تم اچھے سے جانتے ہو میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں"وہ سیخ "
پا ہو گئی۔۔
" کیا کہنا چاہ رہی ہیں آپ زرا کھل کر کہیئے؟ "
یہ جو تم اپنی ان بے شرم نگاہوں سے مجھے گھورتے رہتے ہو۔۔مجھے "
" بہت برے لگتے ہو تم ایسے تو نہیں تھے۔۔۔کیا ہو گیا ہے تمہیں نین؟
محبت"دوبدو جواب آیا۔۔ "
"کس نے کی یہ بکواس تم سے؟ "

اسے قہر آنے لگا

" میرے دل نے "

وہ جذب سے بولا۔۔۔

چاہت نے ہار مانتے ہوئے شکستگی کے عالم میں اسے دیکھا۔۔

"دیکھو نین۔۔ "

"کتنی اچھی لگتی ہیں ایسے آپ "

وہ دلوانہ وار اسے دیکھے گیا۔۔۔

" دیکھو نین "

کتنا اپنا اپنا سا انداز تھا۔۔

ایسے ہی تو سمجھایا کرتی تھی وہ اپنی ہر بات۔۔۔

اس انداز سے اسکی جان بھی مانگ لیتی تو خوشی خوشی قربان کر دیتا۔۔۔

ایسے ہی رہا کریں نا میرے ساتھ۔۔۔! کچھ تو زیادہ تو نہیں مانگا آپ سے "
۔۔بلکے میں نے تو آج تک زندگی سے کچھ نہیں مانگا۔۔۔آپ سے مانگ رہا
"ہوں کیونکہ آپ سے محبت کرتا ہو۔۔چاہتا ہوں آپ کو
اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔
"میری ایک بات مانو "
وہ اور بھی کہنا چاہتی تھی
"پیار سے کہیں گی تو ساری باتیں مان لوں گا"
وہ ٹوکتے ہوئے بولا۔۔۔
دفع ہو جائو یہاں سے۔۔اس سے پہلے میں کچھ کر بیٹھوں۔۔اور آئندہ یہ "
بکواس کرنے سے پہلے سو بار سوچ لینا میں نہ صرف تمہیں اس اسکول سے
نکلوا سکتی ہوں بلکے تمہارے باپ سے تمہاری گھٹیا رویے کی کمپلین بھی
"کر سکتی ہوں
اتنا کھردرا اور تلخ جواب۔۔۔

وہ اپنی بات ہی نہ کہہ سکا۔۔

چاہت نے اپنا سامان اٹھایا اور اسٹاف روم سے نکل گئی۔۔ باہر اشعر اسکا ویٹ کر رہا تھا۔۔

اسے جلد گھر پہنچنا تھا۔۔

آفس میں وہ انفارم کر چکی تھی۔۔

اس نے بے قابو ہوتے ہوئے چیئر کو ٹھوکر ماری اور روم سے نکل گیا۔۔۔

---

---

وہ کشن میں دیئے بیزاری سے بیڈ پر پڑا تھا جب ملازمہ اسکا فون دے کر گئی

۔۔۔

فون وہ گاڑی میں ہی بھول آیا تھا۔۔

آنی کی چار مسڈ کال آچکی تھی۔۔

اس نے سیدھے ہوتے ہوئے انکا نمبر پش کیا تھا۔۔

" اسلام و علیکم۔۔ کیسی ہیں آپ؟ "

کیسی ہیں کے بچے؟ کہاں تھے کب سے فون کر رہی ہوں؟" وہ ڈپٹتے "

ہوئے پوچھنے لگی

" سوری آنی میں سیل گاڑی میں ہی بھول آیا تھا "

وہ گردن مسلتے ہوئے بولا

اچھا تمہیں بتایا تھا نہ مہران کے رشتے کے بارے میں۔۔اس کے "

سسرال سے مثبت جواب آیا ہے۔۔ مہران چاہتا ہے میں کل جائوں رشتے

" کی بات کرنے۔۔ تم چلو گے؟

" نہیں آنی۔۔آپ چلی جائیں میں کچھ مصروف ہوں اسٹڈی میں "

اس نے عذر تراشا۔۔۔

اصل میں اسکا دل بیزار تھا۔۔ ویسے بھی رونقوں اور گیدرنگ سے دور بھاگتا تھا۔۔ تنہائی پسند تھا۔۔

" ٹھیک ہے بیٹا۔۔ جیسے تمہاری مرضی۔۔ میں نے پوچھنا ضروری سمجھا "

" میں انشاللہ آنے والے وقت میں ان سے ضرور ملوں گا "

" ہاں ہاں کیوں نہیں اب تو ملاقاتیں ہوتی رہی گی۔۔ اچھا یہ بتائو ماہین کا اسکول تم نے ڈراپ کروایا ہے یاد لآور کا اپنا فیصلہ تھا"

" میں نے مجبور کیا ہے انہیں۔۔ بدلے میں اپنی خواہشوں کا سودا کیا ہے "

" ان سے۔۔ اور اپنا فیوچر ان کے ہاتھ میں دینے کا فیصلہ کیا ہے

" یہ تم نے کیا کیا نین '

" بے فکر رہیں خالہ۔۔ یہ کونسا پہلی بار ہوا ہے۔۔ مگر ماہین ابھی بہت چھوٹی ہے اسے گھر اور توجہ کی ضرورت ہے۔۔ میں اسکے لئے کوئی بھی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں "

" شاباش میری جان۔۔اسی طرح اپنی ننھی پری کا خیال رکھنا۔۔کیونکہ تم
" دونوں کا ایک دوسرے کے سوا دنیا میں کوئی نہیں
" ایسی باتیں کیوں کرتی ہیں۔۔آپ ہیں نا "
" ہمارا کیا ہے بیٹا۔۔ہم آج ہیں تو کل نہیں "
" اللہ آپ کو میری بھی عمر لگا دے آنی "
" چلو۔۔تم آرام کرو اور ویک اینڈ پر چکر لگانا ماہین کے ساتھ "
" انشاللہ "

وہ فون بیڈ پر پھینک کر اوندھے منہ لیٹ گیا۔۔۔

اوف وائٹ ایمبرائیڈڈ ڈریس میں گھبرایا گھبرایا، سہما سہما سا نازک وجود اسکے

برابر میں براجمان تھا۔۔

مہران نے کئی بار نظر بچا کر اسے دیکھا تھا

وہ کبھی ہاتھوں کی انگلیاں مروڑنے لگتی

تو کبھی اسکی پہنائی انگوٹھی سے کھیلنے لگتی۔۔

اسکی حرکت اسکے دل کی کیفیت بیان کر رہی تھی

جبکے مہران فرید کے دل کی بے تابیوں اور بے قراریوں سے تو وہ اب تک

انجان ہی تھی۔۔

اگر وہ اسے اپنا حال دل کہہ دے تو اسکے کیا تاثرات ہوں گے۔۔۔

وہ سوچ کر محفوظ سا ہونے لگا۔۔۔

یکدم اسکی حرکت سے جھلا کر اس نے چاہت کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔۔

" کس بات کی بے چینی ہے آپ کو؟ "

وہ اسکی حرکت پر یکدم حواس باختہ ہوئی تھی۔۔

اور اپنا ہاتھ سرعت سے کھینچا۔۔

" ک۔۔۔کچھ نہیں "

اس نے ثمرہ بیگم اور تایا ابو کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جو باتوں میں مشغول تھے۔۔

مہران کو اسکی حالت پر حظ آنے لگا۔۔

وہ لب دباتے ہوئے بظاہر سنجیدگی سے بولا

" انگوٹھی سے کھیلنا پسند ہے آپ کو؟ مجھے پتا ہوتا تو ہر انگلی کے لئے انگوٹھی لاتا "

اس نے شریر لہجے میں کہا تو چاہت اسے گھور کر رہ گئی۔۔۔

" چاہت؟ "

اس کا دل زور سے دھڑکا

" جی! "

اسکی پلکوں میں ارتعاش سا پیدا ہوا

تم خوش ہو نا؟ کسی بھی قسم کی کوئی پریشانی یا بات ہو تو مجھ سے بلا جھجک "
"کہہ سکتی ہو

تایا ابو نے میرے لئے آج تک جو بھی سوچا ہے بہتر ہی سوچا ہے۔۔یہ "
" بھی انہی کا فیصلہ ہے مجھے اس سے کوئی اعتراض نہیں
اس نے سادگی سے کہا تو مہران نے لمبی اندر کھینچی۔۔
!وہ کتنی بے خبر تھی اسکے جذبوں سے۔۔۔

یامین صاحب کے حامی بھرتے ہی انگوٹھی پہنانے کی چھوٹی سی رقم کر دی گئی تھی۔۔۔

مہران بہت خوش تھا۔۔
بلکے بے یقین تھا کہ بظاہر مشکل نظر آنے والا کام میں اللہ نے کتنی آسانی پیدا کر دی تھی۔۔

بے شک وہ اپنے بندوں پر بہت مہربان تھا۔۔
اسکی نیت سچی تھی اور جذبات اور ارادے پاک۔

بہت بد تمیز ہو تم۔۔۔کم از کم میرا تو انتظار کر لیتی" عائشہ نے ناراضگی کا "
برملا اظہار کرتے ہوئے گلاب جامن منہ میں رکھا۔۔
واہ۔۔الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔۔۔تم میری کالز پک نہیں کر رہی تھی "
محترمہ۔۔کس منہ سے شکایت کر رہی ہو اور یار
سب کچھ اتنا جلدی میں ہوا کہ کچھ سمجھ ہی نہیں آیا" وہ آہستگی سے بولا
" سنو۔۔۔تم خوش تو ہو نا؟ "
عائشہ نے اسکا رخ اپنی جانب موڑا۔۔

پتا نہیں یار۔۔ خیر میں باقیوں کا منہ میٹھا کروا کر آتی ہوں۔۔ ورنہ سب "
منہ سجائے گھومتے رہیں گے۔۔۔ تم سے بریک میں ڈھیر ساری باتیں کرنی
"ہیں

وہ کہہ کر کلاس سے نکل گئی۔۔

نین راہداری میں وہیں بنچ پر بیٹھا تھا جب وہ گزر کر کلاس میں گئی۔۔

"یہ۔۔۔۔ مس چاہت کس خوشی میں۔۔۔ "

"منگنی ہو گئی نا ان کی "

اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی برابر میں بیٹھے اسٹوڈنٹ نے جواب
دیا۔۔

" ! ایسا نہیں ہو سکتا "

اس نے اتنے غصے سے انگلیوں کے درمیان پنسل بھنچی کہ پنسل دو ٹکڑوں
میں تقسیم ہو گئی۔۔۔

" کیوں نہیں ہو سکتا بھئی "

وہ ہنستے ہوئے پوچھنے لگا۔۔

"نہیں ہو سکتا بس۔۔۔ "

وہ بڑبڑاتے ہوئے نوٹس پھینک کر وہاں سے اٹھا۔۔

پوری بلڈنگ میں اسے تلاش کرنے کے بعد وہ اسے تھرڈ فلور کی سیڑھیوں پر ملی۔۔

کسی نامعلوم خدشے سے اسکا دل بیٹھ ہی تو گیا۔۔۔

"آپ ایسا کیسے کر سکتی ہیں؟ "

اس نے ایکدم سے اسکا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑا

اک گھٹی ہوئی چیخ اسکے لبوں سے نکلی۔۔۔

اسے صدمے اور بے یقینی سے اتنا ہوش نہ رہا کہ وہ کہاں کھڑا ہے۔۔۔اسکا دل ناگہانی افتاد سے تھر تھر کانپنے لگا تھا۔۔۔

تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا نین۔۔۔یہ کیا بدتمیزی ہے "اس پر "

جیسے کسی نے کھولتا ہوا پانی ڈال دیا تھا۔۔

" آپ۔۔۔آپ۔۔کیسے کر سکتی ہیں یہ منگنی؟ "

کیا مطلب کیسے کر سکتی ہوں؟تم ہوتے کون ہو میرے ذاتیات پر سوال "

" اٹھانے والے

اس نے ایک منٹ میں اسکے اسکی اصل جگہ دکھائی۔۔

وہ ہکا بکا رہ گیا۔۔۔

وہ تھا ہی کون سوال کرنے والا؟

! کوئی بھی تو نہیں

چاہت ایک دو لمحے اشتعال انگیزی سے اسے گھورتی رہی۔۔

" بد تمیز۔۔جاہل۔۔بلکل ہی دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا "

تیزی سے سیڑھیاں اترتی چلی گئی۔۔

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔۔۔

اسے لگا تھا زندگی بہت مشکل ہے

مگر مشکل دور تو اب شروع ہوا تھا۔۔

چاہت کے لئے وہ کوئی معنی نہیں رکھتا تھا۔۔۔

اور اس بدتمیزی کے بعد تو وہ اسے دیکھ کر بھی ان دیکھا کر دیتی تھی۔۔

مگر حسنین دلآور خان کی تو وہ زندگی بن گئی تھی۔۔

وہ اک عام سی لڑکی اسکے حواس،

اسکے اعصاب پر یوں مسلط ہو گئی تھی۔۔

اس بات کا احساس اسے اب ہو رہا تھا۔۔

وہ اسکی عادت بن چکی تھی۔۔

اکثر عادتیں محبت سے زیادہ خطرناک ثابت ہوتی ہیں۔۔۔

وہ بیڈ سے اتر کر کمرے میں چکر کاٹنے لگا۔۔۔

بے قراری اسکی روح ہر مسلط تھی۔۔۔

غیر محفوظ سا احساس دن بدن شدید ہو رہا تھا۔۔۔

وہ اس تعلق کو خراب نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

چاہت کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

مگر وہ ایسا کر چکا تھا۔۔۔

۔۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں بہت غلط ہوا جو بھی ہوا۔۔۔اسے ایسا نہیں کرنی "
" چاہیے۔۔اسے چاہت سے محبت کا اظہار نہیں کرنا چاہیے تھا

وہ بالوں کو مٹھیوں میں بھنچے بیڈ کی پائنتی پر ٹک گیا۔۔

وہ دنبدن اس سے دور ہوتی جا رہی تھی۔۔

زندگی میں اک واحد وہی تو اسکی پرواہ کرتی تھی،

اسکی رہنمائی کرتی،

اسکی ہمدرد،

!وہ اسے کیسے کھو دیتا۔۔۔اور محبت کا کیا تھا۔۔

اسے کونسا آج تک من چاہی چیز ملی تھی۔۔۔

!جواب ملتی۔۔

زندگی بھر کے تلخ تجربے یک زبان ہو کر چیخ اٹھے۔۔۔

اسکی منگنی کا سن کر اک خوف نے اسکے دل پر قبضہ کر لیا تھا۔۔وہ خوف اس قدر شدید تھا کہ اس سے کچھ بھی کروانے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔

اسے ہر حد پار کرنے پر مجبور کر سکتا تھا۔۔۔۔

---

اسکے آنے سے بگڑا ہوا اک لڑکا ایکدم سنبھلا اور راہ راست پر آگیا تھا۔۔

چاہت نے اسکی توجہ اور محرومی دور کر کے اسے اہمیت کا احساس دلایا۔۔۔

کتنا سکون ملتا تھا اسے،

اسکے لفظوں سے، اسکی باتوں سے،

اسکے ذکر، اسکی فکر سے،،،

اپنی ذات کائنات کی وسعتوں پر چھائی محسوس ہوتی،

محرومیت کا غلبہ چھٹ جاتا۔۔

اہم ہونے کا احساس بڑھتا جاتا۔۔

اسکی بے کیف زندگی کی فضا ایکدم بدل گئی تھی۔۔۔

وہ تو جہنم سے نکل کر ایکدم جنت میں آ گیا تھا۔۔

جہاں نہ ٹیچرز کے تھپڑ کھانے پڑتے،

نہ سر علی کی مار،

نہ باپ کی ڈانٹ پھٹکار،

نہ ثمینہ بیگم کی سزا،

نہ روز بروز کے کمپلین۔۔

زندگی ایکدم سکون میں آگئی تھی۔۔۔

پھر وہ بڑا ہو گیا۔۔۔

بدتمیزیوں سے من مانیوں پر آگیا۔۔

چاہت سے اگر کوئی ناراضگی ہوتی تو وہ دوسرے ٹیچرز سے مس بیہو کر کے اسکی توجہ حاصل کر لیتا۔۔

کیونکہ وہ جانتا تھا مس چاہت ہی کو اسے سمجھانے بجھانے بھیجا جائے گا کیونکہ دوسرے ٹیچرز اسکے منہ لگنا پسند نہیں کرتے تھے۔۔وہ اس قدر بد تمیز اور بداخلاق تھا۔۔

چاہت اسے ڈانٹ ڈپٹ کر معافی منگوا لیتی۔۔

اسکی ڈانٹ میں بھی اسے سرور محسوس ہوتا۔۔

یوں وہ اسکا دھیان ایکدم اپنی جانب مائل کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔۔۔۔

اسکول اور گھر کی فضا کے تضاد نے اسکی شخصیت کو دو حصوں میں بانٹ دیا تھا

۔۔

اسکول میں وہ نٹ کھٹ، کبھی شرارتی، اور میں بلکل بے تعلقی، اکھڑا اکھڑا، بیگانہ سا رہتا تھا۔۔۔

ثمینہ بیگم نے کبھی عمل دخل دینے ضرورت نہ محسوس کی۔۔

" کیا بات ہے اداس کیوں ہے؟ "

وہ بلڈنگ کی بیک سائیڈ پر گھٹنوں پر کہنیاں ٹکائے سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔۔

جب افنان لبوں سے سگریٹ کا دھواں چھوڑتا ہوا اسکے قریب سنگی بینچ پر ٹک گیا۔۔

وہ اسکی دیدہ دلیری پر عش عش کر اٹھا۔۔

" سگریٹ نوشی الؤڈ نہیں ہے کالج میں "

" یہاں پینے میں جو مزہ ہے وہ کہیں اور کہاں۔۔لے تو بھی پی "

اس نے انگلیوں میں دبہ سگریٹ اسکی طرف بڑھایا۔۔۔

"مس چاہت کی شادی ہو رہی ہے "

وہ اسکے زخموں کو کریدنے لگا۔۔۔

" ہوں "

حسنین کو تکلیف ہوئی تھی۔۔

"تو کچھ نہیں کرے گا؟ "

اس نے بے ساختہ افنان کو دیکھا۔۔

" کیا کروں؟ "

بھنوئوں کی دائیں کمان قدرے اوپر اٹھاتے ہوئے بولا۔۔

" بہت بھولا ہے یار تُو "

وہ ہنسا

گھمامت بات کو "نین تلخ ہوا "

تو محبت کرتا ہے ان سے۔۔ تیرا حق ہے ان پر اور اس دنیا میں حق نہیں "

" ملتا دوست۔۔۔ چھیننا پڑتا ہے

وہ مجھ سے سارے حق چھین چکی ہیں۔۔ میری شکل بھی نہیں دیکھنا "

" چاہتی

اس نے جلا ہوا سگریٹ شوز تلے دباتے ہوئے دکھ سے کہا۔۔

چہ۔۔ ناراض ہیں وہ اسی لئے ایسا کہتی ہیں۔۔ "

دھیرے دھیرے سب سیٹ ہو جانے گا۔۔ جب وہ تیری جائیداد، دھن، دولت، اور عیش و آرام دیکھیں گی۔۔ کس لڑکی کو پیسے سے پیار نہیں ہوتا

"

"وہ ایسی نہیں لگتی مجھے "

اس نے تیوری چڑھا کر جواب دیا۔۔

" سب ایسی ہی ہوتی ہیں یار۔۔۔ میں تو کہتا ہوں نکاح کر لے ان سے "

نین نے بے ساختہ اسے دیکھا

" وہ۔۔۔۔مان جائیں گی؟ "

اس قدر معصومیت سے پوچھے جانے پر افنان ایکدم قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

" ان کے ماننے یا نہ ماننے سے کیا فرق پڑتا ہے "

افنان آنکھ دبا کر بولا۔۔۔

" بہت سن لی تیری بکواس۔۔جا رہا ہوں میں "

وہ تپ کر بولا

"سوچ لے۔۔۔اگر ان کے بغیر رہ سکتا ہے تو۔۔۔۔ "

وہ پیچھے سے چیخا تو اسکے قدم رک گئے۔۔

وہ کچھ پس و پیش کے بعد پلٹا۔۔

" سگریٹ ہے تیرے پاس؟ "

" ہاں کیوں نہیں "

اس نے سگریٹ کا پیکٹ نین کے جانب اچھالا۔۔

"بلکے رک۔۔ تیرے عظیم غم کو بھلانے کی دوا بھی ہے میرے پاس "

اس نے پینٹ کی جیب سے اک سفید پڑیا نکال کر اسکی جانب پھینکی۔۔

" یہ کیا ہے ؟ "

نین الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا

" سمجھ جانا یار "

وہ آنکھ دباتے ہوئے کہنے لگا۔۔

اس نے اک دو لمحے سوچا اور پھر دونوں چیزیں جیب میں ڈال لی۔۔۔

افنان کی مسکراتی نگاہوں نے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔

---

اسکے ہونٹوں میں سلگتا ہوا سگریٹ تھا اور ڈارک براؤن آنکھوں میں غضب کی لالیاں تھی۔۔۔

... ناقدری کیاہوتی ہے

نظرانداز ہونا، دل سے اتر جانا،

خاص سے عام ہو جانا،

ابھی تو جانا تھااس نے۔۔

چاہت ابراہیم نے ہمیشہ اسے خصوصی اہمیت سے نوازا تھا۔۔۔

وہ اہمیت اب بٹ چکی تھی دوسرے اسٹوڈنٹس کے درمیان۔۔۔

یہ زیادتی،

یہ ناانصافی،

چاہت کااسے اگنور کرنا وہ برداشت نہیں کر پارہا تھا۔۔

... ایسا کیاانوکھا تھا چاہت ابراہیم میں جو

وہ دیوانہ ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔

وہ اسکا جنوں بنتی جارہی تھی۔۔۔

وہ جنون جو دن بدن بڑھتا ہی جارہا تھا۔۔

وہ اس منگنی کو ماننے کا سرے سے انکاری تھا۔۔۔

ابھی تو اس نے محبت کرنا سیکھا تھا۔۔

ابھی اور بہت مرحلے طے کرنے باقی تھے۔۔

وہ اسے بیچ راہ میں کیسے چھوڑ سکتی تھی۔۔۔

نہیں۔۔۔افنان سہی کہتا تھا۔۔اسے نکاح کر لینا چاہیئے تھا "

۔۔چاہے زبردستی یا پیار سے۔۔۔کیونکہ جس پیار اور توجہ کو واپس پانے کی لاشعوری کوشش کر رہا تھا وہ اب کبھی اسے میسر نہیں آسکتی تھی وہ اپنی اک نادانی سے کھو چکا تھا۔۔یہ ساری کاوشیں اسکے دل میں اپنا مقام واپس پانے کے لئے ناکافی تھی۔۔

اس نے سگریٹ پیروں تلے کچلا اور

عزم کرتے ہوئے کمرے کی جانب گیا۔۔

اسی پل ایشان پورچ میں اپنی گاڑی کھڑی کر کے داخلی دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ اس قدم تھم گئے۔۔

نظر ساکت وجامد رہ گئیں۔۔

دلآور ہائوس میں کوئی بھی سگریٹ نوشی نہیں کرتا تھا حتی کہ دلآور خان خود بھی نہیں۔۔

" ! نین۔۔ "

اسکے دماغ میں جھماکا سا ہوا۔۔۔

وہ تیزی سے آگے بڑھا اسکا رخ نین کے کمرے میں جانب تھا کہ ثمینہ بیگم نے اسکا راستہ روکا۔۔

" تم کہاں جا رہے ہو؟ "

انکا لہجہ تیز چبھتا ہوا تھا

"ماما آپ اچھے سے جانتی ہیں پھر کیوں پوچھ رہی ہیں "

وہ ضبط سے کہنے لگا

یہ تمہیں آجکل کیوں نین سے ہمدردی کا بخار چڑھا ہوا ہے۔۔دفع کرو "

"۔۔اسے اسکے حال پر چھوڑ دو

" نہیں چھوڑ سکتا "

اس نے تیزی سے ٹوکا

نہیں چھوڑ سکتا مام۔۔ نہیں چھوڑ سکتا آپ لوگ کیوں سمجھ نہیں رہے "

" ہیں میری بات وہ نارمل نہیں ہے

" ہونہہ واقعی۔۔ وہ پیدائشی اب نارمل ہے بات ٹھیک ہے تمہاری "

ان کے لہجے میں تمسخر تھا۔۔

وہ افسوس سے سر نفی میں جھٹکتے ہوئے تیزی سے اسکے کمرے میں جانب بڑھا۔۔

قدموں کی چاپ سنتے ہی اس نے سگریٹ کا پیکٹ سمیت سفید پڑیا بھی دراز میں رکھی تھی مگر ایشان کی نظر پڑ چکی تھی۔۔

" تم تھے نالان میں ابھی؟ "

" ہاں۔۔۔۔ تھا میں۔۔۔ تو؟ "

اسکا لہجہ ڈگمگایا ہوا تھا۔۔

ایشان گہری نگاہوں سے نوٹس لیتے ہوئے اسکے قریب آیا۔۔اسکی آنکھیں لہورنگ ہورہی تھی۔۔

وہ بے چینی سے بار بار پہلو بدلنے لگا تھا۔۔

" تم۔۔۔۔کیا کر رہے تھے؟ "

کسی انجانے خدشے کے تحت اس نے ہولے سے سوال کیا۔۔پھر پلٹ کر دراز کھنگالے تو اسکے سر پر کمرے کی چھت آ گری۔۔۔۔

نین ڈرگز کا عادی بھی تھا....؟؟؟

وہ بے پناہ بے یقینی اور صدمے سے پلٹا ہی تھا کہ نین حواس کھو کر بیڈ پر گر گیا۔۔

"ن۔۔۔نین۔۔۔ "

وہ تشویش سے اس پر جھکتے ہوئے پکارنے لگا۔۔۔

"نین آنکھیں کھولو۔۔۔ "

اسکی آواز کپکپانے لگی۔۔

آنکھیں بے تحاشا پانیوں سے بھر گئیں۔۔

وہ حواس باختگی کے عالم میں اسکی نبض چیک کرنے لگا جو بہت دھیمی چل رہی تھی۔۔

لمحہ ضائع کیئے بغیر اس نے ایمبولینس کو کال کی تھی۔۔اور تیزی سے نیچے کی طرف دوڑا

" ممی نین کو پتا نہیں کہا ہو گیا ہے۔۔ جلدی چلیں "

ہونہہ۔۔۔اسکے تو آئے دن یہی ڈرامے ہوتے ہیں۔۔ کون سیریس "

" لے اسے۔۔ تم بھی سیریس لینا چھوڑ دو

انہوں نے لاپرواہی سے میگزین کا رقعہ پلٹتے ہوئے کہا۔۔

بے یقینی اور دکھ سے ایشان کی آنکھوں سے کئی آنسو بہہ نکلے۔۔۔

کوئی اتنا پتھر دل کیسے ہو سکتا ہے۔۔

اسے ماں کے رتبے کا لحاظ نہ ہوتا تو کھری کھری سنا دیتا۔۔۔

ایمبولینس کا سائرن سنا تو وہ تیزی سے واپس پلٹا تھا

-

-

دیکھا میں نے کہا تھا نا پوزیٹو سوچو گے تو پوزیٹو ہو گا۔۔ ویسے بڑے ہی "
" کوئی بے ذوق آدمی ہو تم۔۔ منہ تک میٹھا نہیں کروایا۔۔

"کروادوں گا یار "

وہ کرسی پر کھولتے ہوئے بولا

کوئی ضرورت نہیں ہے اب۔۔ اب تمہیں مجھے باہر ڈنر کروانا ہو گا اسی "
" صورت معذرت قبول ہو گی

وہ ناراضگی سے بولا

" معذرت مانگی کس نے؟ "

مہران نے ہنستے ہوئے پوچھا تو احمر نے اسے گھورا

خیر یہ بتائو نین کیسا ہے ؟کافی ٹائم ہو گیا چکر نہیں لگایا اس نے آفس کا ورنہ "
"اکثر ملاقات ہو جاتی تھی
مصروف ہو گیا ہے بہت منگنی میں بھی نہیں آیا نہ ہی مبارک باد دی فون "
" کر کے
اسکے لہجے میں ناراضگی کا عنصر تھا
" بچہ ہے یار جانے دو۔۔ تم بھی در گذر کر دیا کرو اسکی حماقتوں کو "
اب تک در گزر ہی کرتا آیا ہوں تم جانتے نہیں ہو وہ کیسی کیسی حرکتیں "
"کرنے لگا ہے
" کیسی حرکتیں کرنے لگا ہے ؟ "
احمر چونکا
چھوڑو یار تم کام مکمل کرو پھر کہیں باہر چلتے ہیں تمہیں ٹریٹ بھی تو دینی "
" ہے
" ٹھیک ہے "

وہ مسکرا کر سر ہلاتے ہوئے کرسی سے اٹھا۔۔۔

اس سے پہلے کچھ کرتا سیل پر ایشان کی کال آنے لگی۔۔۔

" ہاں۔۔ایشان خیریت سے کال کی؟ "

دوسری جانب جانے کیا کہا گیا تھا وہ ایکدم کرسی سے اچھلا

" کونسے ہاسپٹل میں؟ "

" ٹھیک ہے میں۔۔میں آتا ہوں تم۔۔۔نین کے پاس ہی رہنا "

وہ عجلت میں والٹ اور کار کیز لیتے ہوئے آفس سے نکلا۔۔ریسپشن پر تمام میٹنگس کینسل کرنے کا آرڈر دے کر عجلت میں بلڈنگ سے نکلا تھا۔۔۔

---

---

" ڈر گز۔۔۔؟ نہیں۔۔ڈاکٹر صاحب میرا بھانجا۔۔۔ایسا۔۔۔ "

وہ بے حد شاکڈ تھا۔۔

"جی ہاں آپ کے بھانجے نے اوور ڈوز لے لیا تھا ہم نے انکا معدہ واش کر دیا ہے۔۔امید ہے انہیں جلدی ہوش آجائے گا مگر فلحال وہ انڈر آبزویشن رہیں گے"

"مگر نین۔۔۔ "

وہ بہت دیر بعد بولنے کے قابل ہوا تھا

"نین ڈرگ ایڈکٹ نہیں ہے وہ ان چیزوں سے بہت دور رہتا ہے "

آپ کی بات درست ہے پہلی بار ہی میں ان سے یہ غلطی ہوئی۔۔یا پھر "کسی نے زور زبردستی ان کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔۔بحر حال یہ غلطی آئندہ نہیں ہونی چاہیے مہران صاحب ورنہ ان کے لنگز بھی پنکچر ہو سکتے ہیں۔۔۔کیونکہ بیک وقت سگریٹ اور ڈرگز کا کومبو جان لیوا ہو سکتا ہے"

ڈاکٹر صاحب دھماکہ کر کے جا چکے تھے۔۔۔

اس نے دیوار کا سہارا لیتے ہوئے

پہاڑ جیسے وجود کو گرنے سے روکا۔۔۔

اسکے پیچھے کھڑا ایشان بھی اتنا ہی شاکڈ تھا جتنا کہ مہران۔۔۔

" نہ تو تربیت ایسی ہے اور نہ نین ایسا ہے۔۔یقیناوہ غلط صحبت میں بیٹھنے لگا ہے "

مہران نے سر اٹھا کر اسے دیکھا

" یہ سب تمہارے باپ کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے جو آج نین اس حال میں ہے۔۔اگر خبر رکھی ہوتی تو بات یہاں تک نہ پہنچتی "

ایشان کا سر مجرموں کی طرح جھک گیا۔۔

" لیکن اب تو حد ہی ہو گئی ہے آج فیصلہ ہو کر رہے گا "

وہ فیصلہ کن انداز میں اٹھا

" پلیززز۔۔۔مہران اس وقت نہیں "

وہ سرعت سے اسکے راستے میں آیا

میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں اور بہت مان سے اک ریکویسٹ کر رہا "
ہوں پلیز نین کو ہوش میں آنے دیں۔۔۔ پھر تسلی سے بابا سے بات
کر لیجیے گا۔۔ لیکن اس وقت آپ بھی غصے میں ہیں کہیں معاملہ بگڑ نہ
" جائے۔۔ پلیز آئی ریکویسٹ یو

اس کے فریادی انداز پر مہران کے تنے نقوش ڈھیلے پڑنے لگے۔۔

وہ دوبارہ بینچ پر جا بیٹھا

تو ایشان بھی دروازے پر گلاس سے جھانکتے ہوئے اسٹریچر پر پڑے نین کو
دیکھنے لگا۔۔

اسے ایڈمٹ کیئے چوبیس سے زیادہ گھنٹے گزر چکے تھے۔۔اور دلآور خان اب آیا تھا۔۔۔

مہران کا خون کھول رہا تھا دیکھ کر۔۔

ثمرہ نے اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے آنکھوں ہی آنکھوں میں خود کو کنڑول کرنے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔

" کیسا ہے نین اب ؟ "

" اب تک ہوش نہیں آیا ہے بابا "

ایشان نے جواب دیا

" پہلے بتا دیا ہوتا۔۔اتنی بڑی بات تم نے مجھ سے کیسے چھپائی "

ہونہہ۔۔ جھوٹے ڈرامے کرنا تو کوئی اس شخص سے سیکھے "مہران "

استزائیہ ہنسا تھا۔۔

ثمرہ نے نظروں ہی نظروں اسے خاموش کروایا تھا

آپ کال نہیں اٹھا رہے تھے بابا۔۔آپ کی سیکریٹری سے بھی دو بار کہا "
"کہ آپ کو انفارم کر دے مگر۔۔۔
ایشان ضبط کرتے ہوئے خاموش ہو گیا۔۔
دلآور خان اپنا سا منہ لیکر رہ گیا۔۔۔
وہ پوری رات راہداری میں بے چینی سے منتظر رہا تھا
صبح چھ بجے کے قریب نین کو ہوش آیا تھا۔۔
مہران بہت ناراض تھا اس سے۔۔۔
اتنا کہ اسکے ہوش میں آنے کا سن کر تھکن کا بہانہ کر کے گھر چلا گیا۔۔۔
ثمرہ بیگم نے بھی اسے جانے دیا۔۔
وہ نہیں چاہتی تھی دلآور خان اور اس کے بیچ چپلقش کوئی سیریس رخ اختیار کرے۔۔
اور پھر اسے نین سے بھی اس حرکت کی اصل وجہ معلوم کرنا تھی۔۔
" تم سے یہ امید نہیں تھی۔۔بہت دکھ دیا ہے تم نے ہم دونوں کو "

ثمرہ بیگم نے کسی قسم کی نرمی اور لحاظ رکھے بغیر اسکی کلاس لی۔۔۔

کیا سوچ کر تم نے یہ حرکت کی۔۔۔؟ ہمارے خاندان میں آج تک کسی "
نے شراب نوشی اور ان غیظ چیزوں کو چھوا تک نہیں تھا۔۔۔ تو پھر تم کیسے
ان چیزوں پر انحصار کر سکتے ہو نین۔۔۔ اگر تمہیں کوئی دکھ اور پریشانی ہے
" تو مجھ سے کہو

وہ آخر میں نرم پڑ گئیں۔۔

" ! کہو کس نے کی میرے معصوم بچے کے ساتھ یہ حرکت کی "

وہ پیار سے اسکے بال سنوارنے لگی

"آنی۔۔۔ "

روہانسا ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔۔

وہ سخت پیشمان تھا اپنی حرکت پر۔۔

" آئم سوری۔۔ آئم سو سوری آنی "

وہ ان کے ہاتھ میں منہ چھپا کر رو دیا۔۔

میں یہی سمجھوں گی کہ تم پر غلط صحبت کا رنگ چڑھا تھا۔۔غلط لوگوں "
کے بہکاوے میں اگر تم نے یہ حرکت کی ورنہ میری تربیت ایسی تو نہیں
"نین

وہ شدید شاک کے عالم میں ماننے سے انکاری تھی۔۔

وہ ان سے نظریں نہیں ملا پا رہا تھا۔۔۔

" آئم سو سوری "

وہ بار بار دہرانے لگا تھا۔۔۔

" اچھا بس۔۔لیٹ جائو۔۔آرام کرو "

ثمرہ بیگم نے اسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہا

" مہران کہاں ہیں؟ "

اس نے متلاشی نگاہ دوڑاتے ہوئے پوچھا

" مہران ساری رات یہیں تھا تمہارے پاس۔۔ صبح واپس گیا ہے بہانے بنا
کر۔۔بہت ناراض ہے سمجھتے ہو نا تم۔۔۔اسی لئے تم سے ملے بغیر چلا گیا مگر
" میں جانتی ہوں وہ پریشان ہی رہے گا آفس بھی نہیں گیا ہو گا
اسکی صورت اترتی دیکھ کر ثمرہ نرم پڑ گئی۔۔
اچھا نا۔۔تم اسکی پریشانی کی فکر مت کرو۔۔میں اس سے بات کروں گی "
" مگر تم بھی آئندہ خیال رکھنا
اس نے سر ہلاتے ہوئے آہستگی سے آنکھیں موند لیں

---

چند دنوں بعد اسے ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔۔
مہران نہ تو خود آیا تھا نہ ہی اس نے اسے کال کی

البتہ ثمرہ سے اسکی خیریت معلوم ضرور کی تھی۔۔

آج اچانک ہی بزنس ڈیل کے دوران اسکی کمپنی اور اویس لغاری کی کمپنی

جسے دلآور خان سوپر وائز کر رہا تھا

ان کا سامنا ہوا اور انٹر نیشنل پروجیکٹ اسکی کمپنی کو مل چکا تھا۔۔۔

دلآور خان کے چہرے سے صاف ظاہر تھا وہ شکست پر اندر سے کھول رہا تھا

۔۔

" یہ تو بس شروعات ہے۔۔اتنا جان لو کہ اب شکست تمہارا مقدر بن چکی ہے۔۔میں نین کو بھی تمہارے پاس رہنے نہیں دوں گا۔۔۔لائر سے بات کر لی ہے میں نے۔۔۔میں اسکی کسٹڈی لینا چاہتا ہوں۔۔اسکا لیگل گارڈین بننا چاہتا ہوں "

مہران کی بات سن کر دلاور خان بلبلا اٹھا

" میں اسکا باپ ہوں اور اک باپ کے ہوتے ہوئے تم کس حق سے میرے بیٹے کے گارڈین بننا چاہتے ہو"

دلآور خان گرجا

" باپ کے کچھ حقوق و فرائض بھی ہوتے ہیں دلآور خان

جن سے تم نابلد ہو۔۔ آج تمہارے ہوتے ہوئے وہ ڈرگ ایڈکٹ اور سگریٹ نوشی کرنے لگا ہے اور تمہیں خبر تک نہیں۔۔ تم بس اویس لغاری

" کے جوتے چمکانے میں مصروف ہو

"حد میں رہو مہران۔۔۔ "

دلآور خان چلایا

" چلائو مت۔۔ چلانا مجھے بھی آتا ہے۔۔ بہتر یہی ہے کہ تم اپنی آواز کے

" بجائے دلائل بلند کرو

" اب کوٹ میں ملاقات ہو گی "

مہران کہہ کر چلا گیا۔۔

اپنے حریفوں کے سامنے دلآور خان کو سبکی محسوس ہوئی تھی۔۔

اس بے عزتی کی بہت بھاری قیمت چکائو گے تم مہران "وہ خطرناک "
عزائم لئے وہاں سے نکلے۔۔۔

---

---

حسنین کی جانب سے پریشانی،
آفس کے چکر،
ہاسپٹل کے چکر،
وہ اتنا تھک گیا تھا کہ رات گئے تک میٹنگز سے فارغ ہو کر گھر لوٹا۔۔
ماما سو چکی تھی ان کے روم میں اک نظر ڈال کر وہ اپنے کمرے میں آ گیا۔۔
" !صاحب جی کھانا لگائوں "

" نہیں بھوک نہیں ہے مجھے پانچ منٹ بعد اسٹرانگ سا کپ کافی کا بھجوا دینا "

وہ ہدایت دے کر فریش ہونے چلا گیا۔۔

اسکے بعد آفس کی کچھ فائلز اسٹڈی کرنی تھی۔۔

اسی دوران اس کے خیالات کی رو بھٹک کر چاہت کی طرف چلی گئی۔۔

بے ساختہ پن سے اس نے فون اٹھایا اور کال ملادی۔۔۔

" ہیلو۔۔۔ ! "

نیند میں ڈوبی ہوئی آواز اسکی سماعتوں تک پہنچی تو اس نے کرنٹ کھا کر فون کی اسکرین پر وقت دیکھا۔۔

رات کا ایک بجنے کو تھا۔۔

" ڈیم اٹ '

اپنی لاپرواہی پر جی بھر کر غصہ آیا تھا۔۔

" ہیلو؟ "

وہ پھر سے بولی۔۔

" آہم۔۔۔۔میں ہوں۔۔مہران "

وہ کھنگار کر بولا

" آ۔۔۔آپ۔۔اس وقت فون کیا خیریت؟ "

وہ ایکدم سائیڈ پر رکھی کلاک سے ٹائم دیکھتی ہوئی سیدھی ہوئی

جی۔۔سب خیریت ہے میں نے آپ کی خیریت پوچھنے کے لئے فون کیا "

"تھا

اس وقت کیا سوجھی آپ کو۔۔گھبرا گئی تھی میں تو" وہ ایکدم سے ڈپٹنے "

کے سے انداز میں کہتی بہت اپنی اپنی سی لگی تھی۔۔مہران بے ساختہ مسکرا

دیا

" دراصل آفس میں کام کرتے کرتے وقت کا احساس ہی نہیں ہوا "

اسے فی الوقت یہی بہانہ میسر نہ آیا۔۔

" آپ اتنی دیر تک کام کیوں کرتے ہیں۔۔جلدی جایا کریں "

" تم آجائو گی تو جلدی آجایا کروں گا "

وہ شرارت سے بولا تو

چاہت کو ایکدم سے احساس ہوا کہ وہ کیا بول چکی ہے۔۔

ان کے درمیان بے تکلفی کی دیوار کب گری۔۔

پتا ہی نہیں چلا۔۔

" کچھ کہو گی نہیں۔۔؟ "

فون دوسرے کان پر شفٹ کرتے ہوئے اس نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی

"صاحب جی آپ کی کافی "

" رکھ دو "

آپ کافی پی رہے ہیں؟ رات کے اس وقت؟ بہت خراب عادت ہے "

" ۔۔۔آپ نے کھانا کھایا؟

ملازمہ کی آواز باخوبی اسکے کانوں تک پہنچی تھی۔۔

ہاں بہت خراب ہوں میں بھی، میری عادتیں بھی۔۔۔تم سدھار دینا"

" میری عادتیں

وہ بھاری گھمبیر آواز میں کہتا اسکا دل دھڑکا گیا

آپ کافی سیریس نیچر کے لگے تھے مجھے۔۔اتنے باتونی ہوں گے مجھے "

" انداز نہیں تھا

اس نے شکوہ کیا

"ہاہاہاہا۔۔ٹھیک ہے میں اب سے خاموش رہوں گا صرف تم بولو گی "

"ارے۔۔نہیں میرا وہ مطلب نہیں تھا "

اسنے جلدی سے کہا تو مہران اسکے انداز پر مسکرا دیا۔۔

تم کچھ نہ بھی بولو۔۔بس خاموش رہو تو بھی میں تمہاری محسوس کرتا "

رہوں گا چاہت۔۔

میں نہیں جانتا مجھ میں کتنی اچھی کوائلٹیز ہیں مگر تم مجھ پر آنکھ بند کر کے بھروسہ کر سکتی ہو۔۔۔ تم مجھے ایک بہتر ہمسفر پاؤ گی۔۔اور محبت کا کیا ہے

"وہ تو تمہیں مجھ سے ہو ہی جائے گی

آپ نے ایسا کیوں کہا؟"آہستگی سے پوچھا"

" کیسا؟ "

یہی کہ مجھے آپ سے محبت ہو جائے گی۔۔۔۔میرا مطلب ہے "

"۔۔۔آ۔۔۔آپ۔۔۔

کیونکہ مجھے آلریڈی تم سے محبت ہو چکی ہے چاہت۔۔تب سے جب "

" سے تمہیں بار دیکھا تھا

دوسری جانب اس نے بے قراری سے پہلو بدلا تھا۔۔

اسکا پہلے کبھی ایسی سچویشن سے سامنا نہیں ہوا تھا۔۔۔

" مجھے۔۔۔مجھے نیند آ رہی ہے "

اس نے گھبرا کر فون بند کر دیا۔۔

مہران اک دو لمحے آنکھیں چھوٹی کیئے فون کی سیاہ سکرین کو گھورتا رہا پھر ایکدم کچھ سمجھتے ہوئے مسکرا دیا۔۔۔

---

---

ہوش میں آنے کے بعد اس نے آنی کے علاوہ کسی بات نہیں کی تھی۔۔

ایکدم چپ سادھ لی تھی

نہ ثمینہ بیگم سے الجھا تھا

نہ ہی ایشان کی ڈانٹ اور چبھتے سوالوں کا کوئی جواب دیا تھا۔۔

کوئی نہیں جانتا تھا اسکے دماغ میں کیا چل رہا تھا۔۔۔ڈسچارج ہونے پر ثمرہ بیگم نے پوری کوشش کی تھی

کہ وہ حسنین کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے جا سکیں۔۔

مگر دلآور خان نے عین وقت پر آکر یہ کوشش ناکام بنادی۔۔چونکہ انہیں
اب حسنین کو رام کرنا تھا
ورنہ مہران کے ساتھ یہ جنگ وہ ہار بھی سکتے۔۔
ہارنا کسی صورت انہیں منظور نہیں تھا۔۔
حسنین کے ذریعے مہران فرید کو زلیل ورسوا کر کے اپنی بے عزتی کا بدلہ
لینے کا تہیہ کر چکے تھے۔۔
اسکے لئے الگ سے نرس ہائر کر دی گئی تھی۔۔
وہ ابھی تک خاموشی سادھے اسکی حمایت کر رہے تھے۔۔کیونکہ حسنین
بہت ہوشیار تھا۔۔
ان کی باتوں سے مطلب کی بو سونگھ لیتا تھا۔۔
وہ کھیل شروع ہوتے ہیں ہار نہیں سکتے تھے
ابھی تو انہیں بہت قتع دلانے والا تھا انکا بیٹا۔۔۔
وہ غرور سے گردن اکڑا کر اپنے نایاب ونادر من بیٹے کو دیکھنے لگے۔۔

جو بیزار سی صورت لئے فون پٹخ کر لیٹ رہا تھا۔۔۔

کیسے ہو اب ؟ طبیعت بہتر ہوئی تمہاری ؟" چلتے چلتے اسکے قریب آر کے "
نین نے "، ہمم " پر اکتفا کیا

دیکھو بیٹا۔۔ میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ کیا ہوا اور کیوں ہوا۔۔ بس اتنا "
کہوں گا کہ اب تم بڑے ہو گئے ہو۔۔ اپنے فیصلے خود کر سکتے ہو بس اتنا
خیال رکھنا کہ کوئی غلط راستہ نہ اختیار کر لینا کہ تمہاری مرحوم ماں کی تربیت
" پر کوئی سوال نہ آئے۔۔ اور

وہ رک کر کن اکھیوں سے اسے دیکھنے لگے

ہو سکے تو مجھے بھی معاف کر دینا میری کوتائیوں سے تم ہرٹ ہوئے "
" ہو گے

" ایسی کوئی بات نہیں "

وہ خوامخواہ ہی جذباتی ہونے لگا۔۔

حالانکہ اسے کٹھور پن کا مظاہرہ کرنا چاہیئے تھا۔۔

اسکے ساتھ زیادتی کم نہیں ہوئی تھی۔۔

پھر بھی جانے کیوں اس کے سارے اختلاف جھاگ کی طرح بیٹھ گئے۔۔

وہ مزاحمت تک نہ کر سکا۔۔ شاید یہی خوشی رشتوں کی کشش تھی کہ ہم

لاکھ اختلاف کے باوجود انہیں معاف کر دیتے ہیں

اسکی زبان تالو سے چپک کر رہ گئی

وہ آہستہ آہستہ چلتے ہوئے آئے اور جھجک کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرنے لگے

حسنین نے لاکھ چاہا وہ خود کو نارمل رکھ سکے مگر وہ نہیں کر سکا۔۔

تیزی سے ان کا ہاتھ جھٹک کر کھڑکی کے پاس جا رکا۔۔

وہ اک دو لمحے کھڑے پھر تیزی سے کمرے سے نکل گئے۔۔۔

"میں کھانا بھجواتا ہوں کھا لینا۔۔ "

ملازمہ کی جگہ پر وردہ آئی تھی کھانے کی ٹرے لیکر۔۔

" آجائوں؟ '

اجازت طلب نظروں سے دیکھتی دروازے میں رکی رہی۔۔اس نے کوئی بھی جواب دیئے بغیر رخ موڑ لیا۔۔۔

"میں کھانا لائی تھی تمہارے لئے۔۔ "

"ملازمہ سے کہہ دیتی وہ لے آتی تمہیں آنے کی ضرورت نہیں آئندہ "

اتنا کھردا اور بیگانہ لہجہ۔۔

اسکے حلق میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا۔۔

پسندیدہ شخص کی ہر چیز انسان کو دکھ میں مبتلا کر دیتی تھی

"میں نے سوچا کیوں نہ تمہاری طبیعت۔۔ "

"مت سوچو تم۔۔۔میرے بارے میں۔۔۔مت سوچو وردہ "

وہ پلٹ کر چبا چبا کر کہنے لگا۔۔

وہ ایکدم سہم سی گئی

مس۔۔۔چاہت بہت خوش ہیں اپنی منگنی سے۔۔بہتر ہے تم بھی انہیں "

" بھول جائو اور موو آن کر لو

اس نے ہمت کرتے ہوئے کہہ ڈالا

" آئیں تھی آج وہ؟ "

اسکی تاکید کا اثر نہ لیتے ہوئے کچھ الگ انداز میں پوچھنے لگا

"کون مس چاہت؟ ہاں آئی تھی "

وہ خفگی سے بولی

" کیسی لگ رہی تھی؟ "

وہ غیر مرئی نقطے کو دیکھتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

وردہ کے بدن میں آگ کے شرارے سے دوڑنے لگے

" بہت بری لگ رہی تھی "

وہ سن کر ایکدم پلٹا اور بہت غصے سے اسکا بازو آہنی گرفت میں دبوچا

تم۔۔۔" بمشکل خود پر قابو پاتے ہوئے اسے جھنجھوڑ کر دور دھکیل دیا "

۔۔۔

وہ آنکھوں میں آنسو ہی آنسو لئے اسے گھورتی رہی مگر نین کو خاک برابر فرق نہیں پڑا تھا۔۔۔

" بہت ظالم ہو تم۔۔۔خدا کرے تمہیں بھی کوئی تم جیسا ہی ملے تو احساس ہو کیسا محسوس ہوتا اپنے پسندیدہ شخص کی بے رخی سہنا "

وہ اسکے رویوں کا گلہ کرتی رو دی تھی۔۔

"فضول مت بکو۔۔جائو یہاں سے"

وہ تیوری چڑھا کر بولا

تو وردہ لب بھنچتی وہاں واک آؤٹ کر گئی۔۔

اس نے بے دلی سے کھانے کی ٹرے دور سرکاتے ہوئے۔۔

بیڈ کرائون سے ٹیک لگالی۔۔

دل بے چین ہو رہا تھا۔۔۔

وہ دل کی گہرائیوں سے اسے چاہنے لگا تھا اور یہ احساس اس کے دل میں بے طرح سے مچلنے لگا تھا۔۔

وہ بیڈ سے اتر کر ننگے پائوں کارپٹ پر چکر کاٹنے لگا۔۔۔

اس نے بہت بے قابو ہو کر فون اٹھایا اور چاہت کو کال کی۔۔ مگر اسکا نمبر

بند جا رہا تھا۔۔

سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔ کیا کرے؟

کہاں جائے؟

! اس پاگل دل کو کیسے بہلائے

اس نے اکتا کر پھر سے سگریٹ سلگا لیا

حالانکہ وہ ایسی حرکت کبھی نہیں کرنا چاہتا تھا

اس نے وعدہ کیا تھا ثمرہ بیگم سے

! مگر وہ خود اپنے حواسوں میں تھا ہی کہاں

یونہی سگریٹ سلگاتے بے چینی سے اسے یاد کرتے،

اضطراب کی کیفیت میں کب اسے نیند آ گئی

پتا ہی نہیں چلا یا

شاید دوائوں کا اثر تھا

کہ وہ صوفے پر جیسے آڑہ ترچھا براجمان تھا

ویسے ہی سو گیا۔۔۔

وردہ کمرے کے سامنے سے گزر کر ایشان کے کمرے میں جا رہی تھی کہ

اسکے قدم رک گئے۔۔۔

وہ مقناطیس کی مانند اسکی طرف کھنچتی چلی آئی تھی۔۔۔

اس نے ہولے سے اسکے ہاتھ سے فون لے کر ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔اور

آہٹ پیدا کیئے بغیر اسکے قریب بیٹھ گئی

اور پرا شتیاق نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

!کیا کوئی اس سے زیادہ خوبصورت ہو سکتا تھا

انگلی سے اسکی ناک کو چھوا۔۔

کتنے خوبصورت تھے اسکے سلکی سیاہ بال۔۔۔

دل چاہا مٹھیوں میں سمیٹ لے۔۔۔

جھجک کر ہاتھ بڑھاتے ہوئے اسکے ریشمی بالوں کو نرمی سے چھوا۔۔۔

ایسا پہلی بار نہیں ہوا۔۔

وہ اسے دیوانگی کے عالم میں بہت غور سے دیکھا کرتی تھی جب کبھی وہ گہری

مصروفیت میں مبتلا ہوتا۔۔۔۔

اسکی آنکھیں،

اسکے ہونٹ،

اسکے بال،

اسکی ہر ہر حرکت۔۔۔

وہ بیان نہیں کر سکتی

وہ احساس جب وہ اس سے نارمل انداز میں ہی سہی

بات کرتا تھا،

اس پر اک نگاہ ڈالتا تھا۔۔

وہ خود کو خوشقسمت تصور کرنے لگتی تھی۔۔۔ مگر

ایسا کم کم ہی ہوتا تھا۔۔

اس سے تو بہت کم مخاطب ہوتا تھا۔۔۔

زیادہ وقت تو وہ اسے اگنور ہی کرتا تھا۔۔

اسکی موجودگی یا لمس کے احساس سے بدحال اسکی آنکھ کھل گئی۔۔۔

اسکا سارا خون اچھل کر چہرے پر آگیا۔۔۔

اک لمحے اسکی خمار آلود چہرے پر محسوس کر کے وہ گھبرا گئی۔۔

گھورتی ہوئی خوبصورت ڈارک برائون نظریں۔۔۔

مارے ڈر کے اسکا ہاتھ ہوا میں محلک رہ گیا۔۔

"وردہ چلیں۔۔۔ "

ایشان فرشتہ بن کر آیا تھا اس وقت۔۔

وہ کرنٹ کھا کر اس سے دور ہوئی اور پلٹ کر کمرے سے چلی گئی۔۔

حسنین نیند میں خلل پڑ جانے کیوجہ سے اسے برے برے القابات سے نوازتے ہوئے کشن درست کر کے دوبارہ لیٹ گیا۔۔

" تمہارا نام کیا ہے ؟ "

وہ پر اشتیاق نگاہوں سے سیڑھیوں کے بیچ و بیٹھا اسکے ننھے ننھے ہاتھوں کو چھوتا ہوا کس قدر پیار سے پوچھ رہا تھا

" ماہی "

"ما۔۔ہی۔۔ "

اس نے زیر لب دہرایا

" !بہت پیارا نام ہے۔۔تم کس سے ملنے آئی ہو ماہی "

وہ نوٹس ایک سائیڈ پر رکھتے ہوئے پوری توجہ سے اسکی طرف متوجہ ہوا

" نین بھائی سے ؟ "

" نین بھائی؟ "

شاہ میر زہن پر زور دیتے ہوئے یاد کرنے لگا۔۔

کلاس میں کس اسٹوڈنٹ کا نام نین تھا

" وہ رہے نین بھائی "

ماہی نے سر اٹھا کر اوپر کی جانب دیکھا تھا۔۔

جہاں حسنین دلآور خان ایک ٹک نظریں جمائے جانے کیا دیکھ رہا تھا۔۔

وہ کلاس میں کھڑوس، اکڑو اور بد تمیز مشہور تھا۔۔۔

شاہ میر اسکی بد تمیزی کے قصے وقتاً فوقتاً اپنے ساتھی کلاس فیلوز سے سنتا رہتا تھا۔۔

جو ہر وقت اسے " حسنین دلآور خان " نامی بلا سے خبر دار کرتے رہتے تھے

۔۔

وہ خود بھی کافی ریزرو نیچر کا تھا۔۔

لوگوں سے کم ہی گھلتا ملتا تھا۔۔۔

"آپکا نام کیا ہے"

شاہ میر "اس نے مسکراتے ہوئے بتایا "

مگر اسکا نام ماہین کی زبان پر نہ چڑھ سکا۔۔

وہ کنفیوژ سی اسے دیکھے گئ۔۔۔

شاہ میر بے ساختہ مسکرا دیا۔۔۔

"تم مجھے میر بھائی کہہ سکتی ہو "

وہ حامی بھرتی ہوئی پوچھنے لگی

" میں جائوں "

جائو۔۔واپس جاتے ہوئے مجھے بتانا۔۔۔میرے پاس بہت ساری "

"چاکلیٹس ہیں

وہ رازدارانہ انداز میں بولا

" ابھی دونا "

وہ مچل کر بولی تو شاہ میر کی ہنسی چھوٹی۔۔۔

اس نے بیگ میں ہاتھ ڈال کر جتنی چاکلیٹ چھوٹی کے لئے خریدیں تھی
اسکی ننھی ہتھیلی پر رکھ دیں۔۔

" بھائی؟ "

نین نے چونک کر نظر ہٹائی تو سامنے ماہین کھڑی تھی۔۔

کچھ دن پہلے ہی اسے بورڈنگ اسکول سے نکلوا کر یہاں ایڈمیشن کروایا تھا

۔۔۔

" یہ چاکلیٹس کہاں سے لی تم نے؟ "

اس نے تیز لہجے میں سوال کیا۔۔۔

"میر بھائی نے دی ہے "

انگلی کے اشارے سے بتانے لگی۔۔

حسنین کی بھنویں تن گئیں۔

اگلے ہی لمحے اس نے ساری کی ساری چاکلیٹس اسکے ہاتھ چھینی اور شاہ میر
کے آگے پھینک دیں۔۔۔

" خبردار آئندہ میری بہن کے آس پاس بھی بھٹکے تو "

"تم غلط سمجھ رہے ہو حسنین میں تو۔۔۔ "

" بتائوں پھر تمہیں۔۔ "

وہ قہر آلود نگاہوں سے گھورتا ہوا دو قدم آگے بڑھا تھا کہ شاہ میر نے ہاتھ دکھائے۔۔۔

" آئم۔۔سوری "

وہ یقیناً اس سے الجھنا نہیں چاہتا تھا۔۔

اس نے ماہین کا ہاتھ پکڑا اور اسے لنچ کروانے کے بعد کلاس میں چھوڑ آیا

۔۔۔

سیڑھیوں کے آخر میں اس کا سامنا چاہت ابراہیم سے ہو گیا۔۔۔

وہ فون پر کسی سے گفتگو کر رہی تھی۔۔۔

دھیما لہجہ، پر کیف انداز، کھلکھلاتی ہنسی۔۔۔

اسکے بے ساختہ انداز نے حسنین دلآور خان کے اندر کا جنونی شخص بیدار کر دیا۔۔

چاہت کا خوشی میں تمتماتا چہرہ اسکے سینے میں آگ بھڑکا گیا۔۔۔

اس نے ایک جھٹکے سے کلائی پکڑی اور کھینچتے ہوئے اسے اپنے ساتھ اوپر لے گیا۔۔۔

" کیا بد تمیزی سے یہ؟ تمہارا دماغ تو ٹھیک ہے؟ "

آنکھوں کے جلتے دیپ جیسے اک زہریلی پھونک سے دھواں دھواں ہونے لگے۔۔۔

" دماغ تو آپ کا ٹھیک نہیں لگتا مجھے۔۔آپ نے منگنی کیوں کی؟ "

اس بد تمیزی پر چاہت کا خون کھولنے لگا تھا۔۔

اس نے اک زوردار طمانچہ اسکے گال پر جڑ دیا۔۔

" گھٹیا انسان۔۔تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے اس طرح بات کرنے کی۔۔اور تم ہوتے کون ہو میری ذاتی زندگی میں دخل دینے والے

خالی کلاس میں اسکی آواز بہت زور سے گونجی تھی۔۔۔

وہ دونوں اس بات سے بے خبر تھے کہ کوئی اور بھی تھا ان دونوں کے علاوہ

جو کلاس کے دوسرے دروازے کی ساتھ لگ کر بیٹھا تھا۔۔۔

"میں۔۔۔۔۔آپ۔۔۔۔۔سے محبت کرتا ہوں "

حسنین نے بہت غصے میں آکر اسکی کہنی دبوچی اور چبا چبا کر کہنے لگا۔۔

اس لمحے چاہت کو شدت سے اپنی چھوٹی سی غلطی پر ندامت ہوئی تھی۔۔

جواب اک بڑا مسلہ بن چکی تھی

جسے وہ 'بچہ' سمجھ کر ٹریٹ کرتی رہی تھی

وہ نو عمر نوجوان تھا۔۔۔

اب بچہ نہیں رہا تھا۔۔

جوان خون میں جوش اور ولولہ انگیزی سے ابھرتے جذبات اسکی آنکھوں

میں نمایاں تھے۔۔

وہ بات بات پر بھڑک جاتا تھا

چاہت کو اسے ہینڈل کرنا مشکل ترین ہوتا جا رہا تھا۔۔

" ہاتھ چھوڑو میرا؟ "

اس نے آنسوئوں پر قابو پانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام ٹھہری۔۔

حسنین اسکے آنسوئوں پر گھبرا کر ایکدم پیچھے ہوا تھا۔۔۔

آپ بھی محبت کرتی ہیں نا مجھ سے؟" وہ سادگی سے پوچھنے لگا۔۔۔۔ "

نین۔۔۔!" اسنے دکھ و ملال سے چہرہ موڑ لیا "

" محبت کرتی ہیں نا آپ بھی مجھ سے؟ "

اس بار اسکی آواز میں سختی تھی

"بکواس بند کرو۔۔ تمہارے دماغ میں کس نے ڈالا ہے یہ فتور "

" میں کیا پوچھ رہا ہوں؟ "

وہ بضد تھا۔۔

وہ نفی میں سر جھٹک کر تاسف سے پلٹ کر جانے ہی والی تھی کہ اس نے پائوں کی ٹھوکر سے درمیان میں پڑی چیئر ہٹائی اور فاصلہ گھٹایا۔۔۔

چاہت نے سہم کر آنکھیں سختی سے میچ لیں

اگر تم نے آئندہ میرے راستے میں آنے کی کوشش کی یا پھر مجھ سے "
اس قسم کے واہیات سولات کیئے تو یاد رکھنا میں تمہیں اس اسکول سے نکلوا
" سکتی ہوں

وہ اندر سے بہت ڈری ہوئی تھی مگر بظاہر سنجیدگی اور مستحکم لہجے میں بولی
تھی۔۔۔

" جواب تو آپ کو دینا پڑے گا "

وہ کسی بچے کی مانند ضد پر اڑا ہوا تھا۔۔۔

" !! نین "

وہ چیخی۔۔۔وہ عاجز آگئی تھی اسکی ضدوں سے

اسکے باوجود وہ ضد پر اڑا رہا۔۔

۔اس نے مس شاہانہ سے سنا تھا کہ حسنین دو دن ایمرجنسی میں گزار کر آیا
تھا۔۔

اتنے سالوں کی واقفیت تھی اور پھر حسنین دلآور سے تو اسے خاص انسیت ہو گئی تھی۔۔

مگر اب جو اسکے دل میں نرم کونپل تھی وہ بھی نفرت میں تبدیل ہو چکی تھی۔۔

" تم اب میری قوت برداشت سے باہر حرکتیں کرنے لگے ہو"

آپ جو کر رہی ہیں وہ بھی میری قوت برداشت سے باہر ہوتا جا رہا ہے "

" ۔۔آپ کیوں نہیں سمجھ رہی کہ میں۔۔

وہ روہانسا ہو رہا تھا۔۔۔

میں نہیں دیکھ سکتا آپ کو کسی دوسرے شخص کے ساتھ۔۔میں محبت "

"کرتا ہوں آپ سے

وہ شکستگی کے عالم میں سر کے بالوں کو مٹھیوں میں بھینچے میں عجب دیوانگی کے عالم میں کہتا

چاہت ابراہیم کو متوحش کر گیا۔۔

! وہ کب اس راہ کا مسافر ہوا

اسے کیوں محسوس نہیں ہوا؟

افففف خدایا۔۔۔

اسکا دل چاہا کھڑکی سے نیچے چھلانگ لگادے۔۔

پیریڈ کی بیل لگی تو اس نے موقع جان کر تیزی سے قدم اٹھائے اور کلاس سے نکل آئی۔۔

حسنین دلآور وہیں اک چیئر پر براجمان سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا، جیسے کوریڈور میں نوٹس بناتا ہوا شاہ میر شاک کے عالم میں بیٹھا تھا۔۔۔

نین کو یوں لگا جیسے اس نے مقابلے سے پہلے ہی از خود شکست قبول کر لی ہو

۔۔

محبت اک نہایت کمزور جذبہ تھا۔۔

وہ اس جذبے کے سامنے جھک رہا تھا۔۔

وہ جھکنا نہیں چاہتا تھا۔۔

حسنین دلآور خان نے جھکنا سیکھا تھا نہ جھکا تھا۔۔

افنان سہی کہتا تھا۔۔

جس پیار اور توجہ کو واپس پانے کی لاشعوری کوشش کر رہا تھا وہ اب کبھی
اسے میسر نہیں آسکتی تھی

کیونکہ اپنی اک نادانی سے کھو چکا تھا۔۔

یہ ساری کاوشیں اسکے دل میں اپنا مقام واپس پانے کے لئے ناکافی تھی۔۔

اسے چاہے زور و زبردستی کیوں نہ کرنی پڑے وہ چاہت کو حاصل کر کے
رہے گا۔۔۔

اس نے تہیہ کر لیا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ اس گھر سے بے تعلق اور بیگانہ ہی رہا تھا۔۔۔

اپنی مرضی سے کھانا،

مرضی نہ ہو تو کئی کئی دن تک ٹھیک سے کھانا نہ کھانا، مرضی سے گھر آنا،

جانا،

سونا، پہننا۔۔

اسکی دلآور ہائوس کے مکینوں سے الگ دنیا تھی

مگر آج کل اسے خاص توجہ دی جا رہی تھی۔۔

!!کیوں

وہ سمجھ نہ سکا۔۔

شاید اسکی اس حرکت کے بعد سے سب کا رویہ بدل گیا تھا۔۔ حتی کہ ثمینہ بیگم بھی اسے سے نارمل انداز میں بات کر رہی تھی۔۔

عجیب اتفاق تھا۔۔

البتہ اسکا ایک بہت اپنا شخص اس سے روٹھا ہوا تھا۔۔

اس نے بہت بار مہران کو کالز اور میسیجز کیئے

مگر کوئی جواب نہیں ملا۔۔

ایسا تو ہو نہیں سکتا تھا کہ اس نے وہ میسیجز نہ پڑھے ہوں۔۔

یقیناوہ ناراض تھا۔۔

اس نے کھانے سے فارغ ہو کر شام کو نانو کی طرف جانے کا سوچا۔۔۔

نانو شوگر کی مریضہ تھی

اکثر اپنے کمرے میں ہی رہتی باہر کم ہی آتی تھی۔۔

توقع کے عین مطابق اسے لان میں گرے ٹی شرٹ میں ملبوس نکھرا

نکھرا سا مہران لیپ ٹاپ پر مصروف نظر آیا تھا۔۔۔

وہ دل میں ہزاروں باتیں سوچ کر آیا تھا مگر اسے کنوینس کرنا انتہائی مشکل

کام تھا۔۔

"اسلام و علیکم "

اس نے گلا کھنگار کر کہا

مہران نے اک نظر اسے دیکھا اور پردہ دوبارہ مشغول ہو گیا۔۔

" اتنے ناراض ہیں کہ اب بیٹھنے کے لئے بھی کہیں گے "

اس نے شکوہ کیا

بیٹھو "اسکے تاثرات ہنوز تھے "

"آئم ساری۔۔میں جانتا ہوں آپ ہرٹ ہوئے ہوں گے "

وہ پیشماں تھا

تمہاری سوری اس تکلیف کا ازالہ نہیں کر سکتی جو مجھے محسوس ہوئی تھی "

" تمہیں اسٹریچر پر دیکھ کر

وہ تیز چبھتے ہوئے لہجے میں بولا

یہ سب تمہارے باپ کی لاپرواہی کا نتیجہ ہے اگر تمہاری ایکٹیویٹیس پر "

"نظر رکھی ہوتی تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا

"بابا کا قصور نہیں ہے اس میں "

مہران نے بے ساختہ اسکو دیکھا۔۔

وہ خود بھی حیران تھا۔۔۔

اس نے کبھی یوں باپ کی یوں باپ کی حمایت
نہیں کی تھی چاہے غلطی ہو یا نہ ہو۔۔۔

" میری غلطی ہے میں۔۔۔بس۔۔۔ "

وہ کوئی بہانہ نہ بنا سکا کہ اسے جھوٹ بولنا آتا ہی نہ تھا۔۔چاہے کڑوی ہی
سہی مگر بات وہ منہ پر کرتا تھا۔۔

اسکا جھوٹا مان رکھنے کی خاطر بھی وہ جھوٹ نہ کہہ سکا۔۔۔

" کوئی اور بات تو نہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ تم ہم سے کچھ چھپا رہے ہو "

مہران گہری نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔

نہیں۔۔ایسا کچھ نہیں ہے میں کہہ رہا ہوں آپ سے۔۔بے فکر رہیں "

" آئندہ ایسی حرکت نہیں ہو گی

اس نے اپنے طور اسے مطمئن کرنا چاہا۔۔

میں کیس دائر کر رہا ہوں عدالت میں تمہاری کسٹڈی کا۔۔تمہارا لیگل " گارڈین اب سے میں ہوں۔۔۔اور تمہیں کوٹ میں بھی یہی کہنا ہے تم دلآور خان کے ساتھ نہیں رہنا چاہتے۔۔انشاللہ کیس ہم ہی جیتیں گے

اسکا دماغ بھک سے اڑ گیا

" مگر اسکی کیا ضرورت ہے مہران۔۔میں۔۔میں۔۔یہ نہیں کر سکتا۔۔ "

وہ ایکدم شاک میں آ گیا تھا۔۔

کیوں نہیں کر سکتے تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے؟۔۔تمہیں ایسا لگتا " ہے کہ تمہاری ماں کی جائیداد اور شیئرز ہڑپ جائوں گا۔۔۔فار گاڈ سیک

" نین

اسکی بات سن کر وہ شدید ہرٹ ہوا تھا

" نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا لیکن میں۔۔۔ "

وہ کنفیوژ تھا

" وہ شخص بہت لالچی ہے نین۔۔۔اپنے مفاد کی خاطر تم سے محبت تو جتا سکتا ہے۔۔ تم سے مخلص نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے دلآور خان نام ہے اسکا۔۔ تم سے بہت پہلے سے اسکی خصلت سے واقف ہوں میں اس کے خون میں وفا نہیں ہے نین "

" میں بھی اسی کا خون ہوں پھر۔۔آپ مجھ سے بھی یہی ایکسپیکٹ کرتے ہیں؟ "

جانے اس نے ایسا کیوں کہا تھا۔۔

مہران کے چہرے پر بے یقینی سی پھیل گئی۔۔

"میں بابا کے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا "

وہ بہت ہولے سے بولا

دھیرے دھیرے بے یقینی کی جگہ

دکھ اور تاسف نے لے لی۔۔۔۔

مہران اک لفظ بھی اور کہے بغیر لیپ ٹاپ کی اسکرین گرا کر اٹھا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتے ہوئے وہاں سے چلا گیا۔۔۔

"مجھے آپ دونوں چاہیئے ہو"

وہ پیچھے سے بولا۔۔ مگر وہ نہ رکا اور راستہ عبور کر کے گھر کے اندر چلا گیا

۔۔۔

اس نے دکھ اور بے بسی سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

---

چاہت نے اسکول آنا کم کر دیا تھا۔۔۔

تائی امی کی طبیعت خرابی کے باعث ویک میں اسکی چھٹیاں بہت ہونے لگی تھی۔۔

وہ جب تک اسے دیکھ نہ لیتا اسکی بے چینی حد سے سوا تھی۔۔

اس نے ڈرائیور کو چھٹی دی

اور خود ڈرائیو کرتے ہوئے اس کے گھر آنے کی جسارت کی تھی۔۔

راستے میں اسے خوبصورت گلاب نظر آئے تھے۔۔

اسکا دل مچل پڑا تھا۔۔

بیل پر انگلی رکھتے ہوئے اسکے تاثرات نارمل ہی تھے

جیسے ان کے درمیان کچھ ہوا ہی نہ ہو۔۔

وہی پہلے سی مسکان تھی

جو بے دھڑک اسکی لبوں کا خاصہ تھی۔۔

دروازے کھولتے ہی وہ اسے دیکھ کر پتھر کا مجسمہ بن گئی۔۔

" کیسی ہیں آپ؟ "

"حسنین۔۔۔ "

اسکی آواز میں کپکپاہٹ تھی

"پلیززز جائو یہاں سے "

" میں آپ کے لئے پھول لایا تھا "

اسنے جیسے سنا ہی نہ ہو مسکراتے ہوئے پھول پیش کیئے تھے۔۔۔

"بھاڑ میں جاؤ تم بھی اور یہ پھول بھی "

اسکے سر پر لگی اور تلوؤں پر بجھی۔۔

پوری قوت سے اسکے منہ پر دے مارے۔۔

حسنین دلآور خان نے بہت ضبط سے رویہ برداشت کیا تھا۔۔

گزشتہ ناراضگی پر اس نے کہا تھا اسے گلاب پسند نہیں ہی لیکن اگر حسنین دلآور خان لائے گا تو ضرور قبول کرلے گی مگر اس نے نہیں کیئے تھے۔۔

اسکے منہ پر دے مارے تھے۔۔۔اسکی محبت کو رد کر دیا تھا۔۔

"دفع ہو جائو یہاں سے "

"آپ بہت پچھتائیں گی "

"بکواس بند کرو۔۔ تم مجھے دھمکی دے رہے ہو "

اس نے بے یقینی سے آنکھیں دکھاتے ہوئے پوچھا۔۔

مگر وہ اسکی آنکھوں سے ڈرنے والا لڑکا نہیں تھا۔۔

وہ تو کوئی اور ہی تھا

پہلے پہلے میں پیار سے مناتا ہوں پھر جب کوئی میری بات نہ مانے تو اپنے "

"طریقے سے منوالیتا ہوں

وہ کھلے عام اسے دھمکی دے کر جا چکا تھا۔۔

چاہت سر تا پا لرز گئی۔۔

کپکپاتے ہاتھوں سے دروازہ بند کر کے پشت ٹکالی۔۔

اسے حسنین دلآور خان سے خوف محسوس ہونے لگا۔۔۔

گہرا خوف۔۔

پورے شہر کی خاک چھاننے کے بعد بھی اسکے بے چین دل کو سکون ملا تو
وہ افنان کے پاس آ گیا
جس نے اسے بربادی کے دہانے پر پہنچایا تھا۔۔
اسکا دل چاہ رہا تھا اسے قتل کر ڈالے مگر نہیں کر سکا اسکے بس میں نہیں تھا
۔۔
میں اسے حاصل کرنا چاہتا ہوں کسی بھی قیمت پر " سلگتے سگریٹ کو "
دوسرے ہاتھ میں منتقل کرتے ہوئے کنپٹیوں کو رگڑا
" سوچ لو نین "
" سوچ لیا۔۔مجھے چاہت ابراہیم ہر قیمت پر چاہیئے "
وہ اک گہری متسفانہ سانس بھرتے ہوئے بولا
جیسے تمہیں ٹھیک لگے۔۔میں ہر فیصلے میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔تم "
" میرے رازدار جو بن گئے ہو۔۔ہے نا پارٹنر؟

افنان نے آنکھ دباتے ہوئے کہا تو نین نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔۔

"مجھے کیا کرنا چاہیے؟ "

اسکے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی افنان نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسکے کندھے پر ہاتھ دھرا۔۔

" میں ہوں نا۔۔ سنو غور سے کرنا کیا ہے "

وہ اسکے برابر میں بیٹھ گیا۔۔

---

آج اظہر اشعر میں سے کوئی بھی لینے نہیں آسکا تھا

اسلئے اسے پوائنٹ سے جانا تھا۔۔

اسکول سے نکل کر سڑک کے کنارے فٹ پاتھ کے کنارے وہ تیزی سے چل رہی تھی تاکہ پوائنٹ مس نہ ہوا۔۔

اچانک اسکے آگے اک بلیک کار آرکی۔۔

وہ ایکدم اپنے قدموں پر ثابت قدمی سے کھڑی رہی و گرنہ گر جاتی۔۔۔

" تمہیں آل ریڈی بہت بار وارن کر چکی ہوں حسنین دلآور خان۔۔۔چلے جائو یہاں سے اپنا اور میرا تماشا مت بنائو "

وہ اشتعال میں آکر بولی تھی۔۔

" آئم سوری۔۔۔مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے۔۔پلیز چلئیے میرے ساتھ آپ کو چھوڑ دو۔۔۔رستے میں آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے۔۔"

" مجھے تمہاری کسی بات پر کوئی بھروسہ نہیں رہا "

وہ سرعت سے گاڑی سے نکل کر اسکے راستے میں آیا تھا۔۔

" پلیززز میں بہت پیشماں ہوں مجھے اپنی غلطی کا احساس ہے "

وہ اک لمحے کے لئے رکی

" پلیززز "

وہ ملتجی ہوا تھا

مگر چاہت ابراہیم محسوس کر چکی تھی اسکی چھٹی حس بار بار اسکے کوئی سگنل دے رہی تھی۔۔۔

اور پھر وہ کھڑی بھی گاڑی بہت قریب تھی۔۔

جب تک اسے خطرے کا احساس ہوا کسی نے پیچھے سے اسکے لبوں رومال رکھ کر اسکے ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا۔۔۔

اسکے دل میں خوشی کا پاگل کر دینے والا احساس کروٹیں بدلنے لگا۔۔۔

وہ کسی بچے کی مانند کنفیوز سا ہاتھ بڑھاتا،

اور پھر روک لیتا۔۔۔

اس کے انداز میں اس قدر حسن و جمال پنہا تھا کہ

حسنین دلآور خان کا دل چاہا وہ اسے دیکھتا رہے۔۔

اس قدر دیکھے کہ نگاہوں کی پیاس بجھ جائے۔۔۔

دونوں ہاتھ آپس میں باہم پیوست کیئے لبوں پر جمائے

اسے بنا رکے، بنا تھکے دیکھتا چلا گیا۔۔۔

حتی کہ کتنا ہی وقت گزر گیا۔۔

اسکے بے حواس وجود میں حرکت ہوئی۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر اک دو لمحے اجنبی اجنبی سے کمرے کو دیکھا اور

جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔

" کہاں ہوں میں ؟ "

وہ بیڈ کے دوسری طرف اتری۔۔

" آپ کا دوپٹہ "

اسکی جانب دوپٹہ بڑھایا۔۔

اسکا انداز اور لہجہ اس قدر نارمل تھا کہ چاہت غش کھا کر گرتے گرتے بچی

---

تم۔۔۔تم۔۔اتنا گر سکتے میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی "پھاڑ کھانے "
والے انداز میں اس سے دوپٹہ کھینچ کر اپنے گرد پھیلایا

" دروازہ کھولو "

"نہیں کھلے گا "

میں نے کہا دروازہ کھولو مجھے جانا ہے "وہ غرائی "

" سسسس حسین"

اس نے کھینچ کر ادا کیا

"پتا ہے جب تم ایسے غصہ کرتی ہو تو بہت قہر ڈھاتی ہو "

وہ آپ سے تم پر آ گیا تھا۔۔۔

چاہت مسلسل اسے خون آشام نگاہوں سے گھور رہی تھی جیسے ابھی اسکا
خون کر دے گی۔۔۔

وہ ہنوز ڈھٹائی سے مسکراتے ہوئے اسے گہری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا

اور۔۔جب یوں "اس نے انگلی پوائنٹ کی "

غصے سے ٹکٹکی باندھ کے دیکھتی ہو نا۔۔تو مجھے مجبور کر دیتی ہو کہ میں "

"پوری دنیا سے چھین کر تمہیں بس اپنی پاس قید کر لوں

چاہت کا دل چاہا اس نوجوان

کا منہ نوچ لے

"بہت ہی گھٹیا انسان ہو تم "

وہ جاندار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا

" کچھ شرم کر لو استاد ہوں میں تمہاری"

" تو کیا استادوں کو محبت کرنے کا حق نہیں ہوتا؟ "

میں تم سے محبت نہیں کرتی حسنین دلآور خان۔۔سنا تم۔۔میں۔۔۔تم "

" ۔۔۔۔سے۔۔محبت۔۔۔نہیں کرتی

لفظ بہ لفظ جتا جتا کر کہتی دروازے کی طرف بڑھی۔۔۔۔

حسنین کے تن بدن میں انکار سے آگ لگ گئی۔۔۔

وہ سرعت سے اسکے راستے میں آیا تھا۔۔۔

اسے اپنے نہایت نزدیک دیکھ کر وہ بوکھلا گئی تھی۔۔۔۔

اسکے سامنے اسے اپنا سارا اعتماد بکھرتا ہوا محسوس ہوا

وہ لاکھ بہادر سہی اسکے سامنے،

اسکے ساتھ بند جگہ پر گھبرا سی گئی۔۔

جو بھی تھا۔۔۔

تھا تو وہ بھی مرد۔۔

بگڑا ہوا۔۔اسکا ستایا ہوا۔۔۔

نوجوان خون۔۔جو بات بات پر بھڑک اٹھتا

اس نے جارحانہ انداز میں اسکے نازک بازو کو سختی سے دبوچ کر اپنی سمت کھینچا تو اسکے ریشمی بال سینے پر بکھر گئے اور چند لٹھیں رخساروں سے چپک گئیں۔۔

اس کی جسارت پر کھولتے ہوئے

دوسرا ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی تو

حسنین نے اک ہی ہاتھ میں اسکی دونوں نازک کلائیاں سختی سے مقید کرلیں اور بے خودی کے عالم میں اسکے چہرے کو انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔۔۔

" چھوڑو مجھے "

وہ اس کے والہانہ پن کو سہہ نہیں پا رہی تھی

کتنے رنگ ہیں تمہارے۔۔ہر رنگ بے پناہ خوبصورت ہے یا میری " محبت نے تمہیں حسن بخش دیا ہے۔۔ تمہیں حسین ترین بنا دیا ہے

غصے سے اسکے رخسار دہک اٹھے۔۔۔

حسنین نے بہت شوق سے یہ منظر دیکھا تھا

" بکواس بند کرو اپنی"

اسکا بے قرار و بے تاب انداز کچھ اور ہی کہانی سنا رہا تھا۔۔

اسکے انداز میں نیا پن چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا اس نے ان راستوں کا انتخاب کر لیا تھا جو اسکے لئے نہیں تھے۔۔۔اسکے اندر طوفانی جھکڑ چل رہے تھے

۔۔

وہ خوف سے دوہری ہوئے جا رہے تھی۔۔۔

اس کی نازک انگلیوں والی گلابی ہتھیلی تھام کر آہستگی سے اسے دیکھتے لبوں پر رکھ لیا۔۔۔۔

چاہت نے تڑپ اسکی جانب دیکھا تھا۔۔۔

وہ دیوانہ وار اسکی ہتھیلی اپنے چہرے پر گھمانے لگا۔۔۔

اس نے ناپسندیدگی اور ناگواری سے آنکھیں موندے لیں۔۔۔

یکدم بہت سے آنسو آنکھوں کے کناروں سے چشمے کی مانند پھوٹ نکلے۔۔

" نین پلیززز "

اس سسکی نے اسکی محویت کو توڑا۔۔۔

" پیچھا چھوڑ دو میرا۔۔۔ تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا یہ سب کر کے "

تم۔۔۔ تم سکون ہو میرا۔۔ میرا۔۔ میرا سب کچھ ہو۔۔ تمہیں کیسے چھوڑ دوں میں "

وہ دیوانہ وار اسکی آنکھوں کو چھوتے ہوئے بولا

"تمہیں نہیں چھوڑ سکتا میں "

وہ کچھ اتنی محبت سے بولا کہ وہ نادم ہو کر رہ گئی

اسکے لئے قیمتی متاع تھی وہ۔۔۔

اس نے مٹھیاں بھینچ کر سختی سے نفی کی تھی۔۔

تم سمجھ نہیں رہے ہو میں انگیجڈ ہوں۔۔ تم سے سو بار کہہ چکی ہوں۔۔ "

" آخر کیوں نہیں مان لیتے میری بات

اسکی بڑی بڑی مدہوش کر دینے والی سرخ سرخ آنکھوں میں جھانکنے لگا۔۔۔

چاہت کی برداشت ختم ہوتی جا رہی تھی

اب تک آپ کی ہر بات تو مانی ہے۔۔۔اک آپ مان لیں گی تو کیا بگڑ "
جائے گا۔۔۔دراصل آپ کو اندازہ نہیں ہے نا آپ میرے لئے کیا
ہیں۔۔زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اور محبت آپ کو دی ہے کیونکہ
"آپ مجھے سمجھتی ہیں۔۔۔اس لئے آپ کی ہر بات مان بھی لیتا ہوں
تم سمجھتے کیوں نہیں ہو" وہ ایکدم چلا اٹھی "
اسکے چہرے پر تکلیف دہ رنگ تھے
سمجھ تو تم نہیں رہی ہو مجھے۔۔۔کیوں عمر بھر کی تکلیف دینا چاہتی ہو مجھے "
بھی خود کو بھی۔۔سارا وقت جان سولی پر لٹکی رہتی ہے۔۔جب یہ سوچتا
ہوں کہ تم کسی اور کی ہونے جا رہی ہو۔۔۔تمہیں کسی اور کے ساتھ امیجن
" بھی نہیں کر سکتا۔۔۔تم اندازہ بھی نہیں کر سکتی میری بے بسی کا
اس نے ان نم آنکھوں کو دیکھا جن پر سیاہ ریشمی بال پڑ رہے تھے۔۔وہ بے
بسی سے لب کاٹے

دیکھو حسنین۔۔میں تم سے محبت نہیں کرتی۔۔۔انگیجڈ ہوں۔۔تمہاری"

" شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی۔۔کیوں لائے ہو مجھے یہاں۔۔جانے دو

وہ چیخ چیخ کر کہنے لگی۔۔۔

آنسو مسلسل اسکی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔۔

---

بحث و مباحثہ، منت و سماجت، عرض و گزارش کے بعد بھی وہ اسکی محبت کی تردید کر رہی تھی۔۔

اسے رد کر رہی تھی

وہ بے قرار روح کی مانند مضطرب تھا

" آپ رو رو کر مجھے پاگل کر دیں گی۔۔آپ کے آنسو میری روح پر گھائو لگا رہے ہیں۔۔۔کیوں نہیں سمجھ رہی ہیں مجھے۔۔۔میری مسکراہٹیں چھین کر۔۔زندگی تباہ و برباد کر کے آپ بھی خوش نہیں رہ سکیں گی زرا سوچیں۔۔۔بس اک بار۔۔میری محبت پر بھروسہ تو کر کے دیکھیں "

چاہت نے کرب سے لب کاٹتے ہوئے اسے دیکھا۔۔۔

" تم مجھ سے سو بار بھی پوچھو گے تو میرا یہی جواب ہو گا۔۔۔حسنین دلآور اور اب تو تم سے نفرت ہونے لگی ہے۔۔۔کچھ تو شرم کرو تمہاری استانی ہوں میں "

اسکا دل چاہ رہا تھا سامنے بیٹھے لڑکے کا منہ تھپڑوں سے لال کر دے جو کل تک اسکا فیوریٹ اسٹوڈنٹ ہوا کرتا تھا اس وقت اسے سخت برا لگ رہا تھا۔۔

" استانی ہیں تو کیا؟ محبت کرنا نہیں سکھایا کسی نے آپ کو؟ "

وہ دوبدو بولا

" تم ہوتے کون ہو مجھے محبت کا سبق پڑھانے والے؟ "

لفظ 'محبت' کے نام پر اسے آگ لگ گئی تھی

میں آپ سے محبت کا دعویدار ہوں۔۔۔بہت محبت کرتا ہوں آپ "

"سے

وہ بہت لگاوٹ سے بولا

کس منہ سے محبت کا دعویٰ کر رہے ہو تم۔۔شرم آنی چاہیئے تمہیں ایسا "

" سوچتے ہوئے بھی، میں نے تمہیں کیا سمجھا تھا اور تم کیا نکلے

اس نے نفرت آمیز لہجے میں کہا تو اس سے برداشت نہ ہوا۔۔اسکے جسم

میں شرارے دوڑنے لگے

تو کیوں آئی تھی میرے قریب؟ کیوں مجھے یہ محسوس کروایا کہ آپ کو "

" ! میری پرواہ ہے

وہ پھٹ پڑا۔۔۔

"میں تمہارے قریب آئی تھی؟ "

چاہت نے بے یقینی سے اسے دیکھا

دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔۔بکواس کر رہے ہو تم۔۔سب ذہنی فتور "

"ہے تمہارا

وہ غرائی تھی۔۔

کیسے اسکی ہمدردیوں اور مہربانیوں کو گھنائونا نام دے سکتا تھا وہ۔۔۔

اچھا۔۔ چلیں چھوڑیں۔۔سب دفع کریں۔۔آج کے بارے میں "

سوچیں۔۔میرے بارے میں سوچیں۔۔بس اک بار ہاں کر دیں۔۔ مجھ پر

"

اس نے تیزی سے اسکی بات کاٹی

مجھے خود پر شرم آ رہی ہے کہ میں نے تم جیسے شخص پر اپنا وقت اور جذبات

" برباد کیئے

ایسا تو نہ کہیں۔۔آپ تو بہت معتبر ہیں میری نظر میں۔۔آپ کے ساتھ "

گزرا ہوا اک اک پل قیمتی ہے میری زندگی میں۔۔۔اسکے سوا اور ہے ہی

" !کیا

وہ اسکے انداز اور لہجے پر برا مان کر بولا

" اپنی نظروں میں معتبر کر کے مجھے باقی سب کی نظروں میں گرا رہے ہے مجھے "

"۔۔یہ کیسی محبت ہے تمہاری؟

وہ سسک کر بولی تو

حسنین دلآور خان کو اپنا دل سینے کی دیوار میں گھٹتا ہوا محسوس ہونے لگا

جیسے ابھی سانس بند ہو جائے گا

" میں آپ پر آنچ بھی نہیں آنے دوں گا۔۔کسی کی اتنی مجال نہیں ہے کہ

" آپ پر انگلی اٹھائے

" تمہاری اس حرکت کے بعد تو یہ ممکن نہیں ہو سکے گا "

اسکے لہجے میں نفرت کی آمیزش تھی

حسنین کا دل جیسے دب کر رہ گیا۔۔۔

وہ اک لمحے کو اپنے اٹھائے گئے قدم پر سوچنے پر مجبور ہو گیا مگر۔۔۔

پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔۔۔

اپنی محبت حاصل کرنے کا یہی اک طریقہ تھا

ہاتھوں کو مٹھیوں کی صورت بھنچے کب سے یونہی غصے پر قابو کرنے کی

کوشش کرتا رہا پھر بہت زور سے کرسی پیچھے دھکیل کر کمرے سے نکل گیا

---

---

وہ گھر سے دور انجانی جگہ پر پچھلے دو گھنٹے سے تھی۔۔۔

ازیت کے جس پل سراط سے وہ گزر رہی تھی حسنین نہیں سمجھ سکتا تھا

---

گھر میں اسکی غیر موجودگی بہت شک و شبہات کو جنم دے سکتی تھی۔۔۔

کچھ نہ سمجھنے کے باوجود

وہ اتنا سمجھ رہی تھی کہ یہ لڑکا اب غلط صحبت میں بیٹھنے لگا ہے۔۔

جیسے دھڑلے سے وہ اسکے سامنے سگریٹ سلگا رہا تھا۔۔اسے چاہت کا کوئی ڈر یا لحاظ نہیں تھا۔۔۔

جس کسی نے بھی اسکے دماغ میں یہ خناس بھرا تھا۔۔نقصان ہر صورت چاہت ہی کا تھا۔۔

کیونکہ حسنین دلآور خان تو جنونی لڑکا تھا۔۔اور جنونی لوگ کسی حد تک نفع نقصان سے نابلد ہوتے ہیں

اور سب پہلے

اسی پر انگلی اٹھائی جانی تھی

کیونکہ حسنین اسی کا چہیتا اسٹوڈنٹس تھا۔۔

اسکی نیکی اسکے گلے پڑ گئی تھی۔۔

میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار ہوں۔۔بشرطیکہ تم مجھے ابھی اور اسی "وقت گھر چھوڑ آئو"

اسے اس وقت صرف اپنی عزت و آبرو کی پرواہ تھی۔۔

وہ ایکدم پلٹ کر کھڑکی سے واپس آیا۔۔

" آپ مجھے بہلانے کی کوشش کر رہی ہیں؟ "

وہ بس دم سادھے اسکی طرف دیکھتی رہ گئی۔۔۔

" میں سچ کہہ رہی ہوں "

یکدم اسکے مرجھائے لہجے میں توانائیاں بھر گئیں۔۔۔

اک خوبصورت تبسم کے ساتھ اس نے نفی میں سر جھٹکا۔۔ پھر اگلے ہی لمحے وہ مسکرایا

"آپ۔۔۔ آپ واقعی سچ کہہ رہی ہیں؟ "

اسکے ہاتھ جیسے قارون کا خزانہ لگ گیا تھا۔۔

وہی جاندار اور دلدادہ مسکراہٹ پھر سے اسکے لبوں پر بکھرنے لگی۔۔۔

دیکھا۔۔ میں نے کہا تھا نا آپ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں۔۔ جلد یا بدیر "

" آپ کو احساس ہونا ہی تھا

اس نے بڑی محبت اور مسرت سے اسکا چہرہ دیکھا۔۔

آپ کو یاد ہے نا۔۔دوسرے اسٹوڈنٹس سے زیادہ مجھے اٹینشن دیا کرتی "
تھی۔۔میں آپ کا 'فیورٹ 'اسٹوڈنٹ تھا مجھے بہت پیار سے 'نین 'کہا کرتی
تھی

" آپ نے کبھی کسی اسٹوڈنٹ کو اتنی توجہ نہیں دی

چاہت کے لبوں پر بے اختیار اک گہری سانس خارج ہوئی تھی۔۔۔

تم نے میری ہر بات کا الٹا مطلب نکال لیا ہے نین۔۔۔کیوں؟ آخر ہو کیا"

" گیا ہے تمہیں؟

اسکی نگاہوں میں شکوہ مچل رہا تھا۔۔

ایک مدھم سی مسکراہٹ بے اختیار نین کے لبوں کو چھو گئی۔۔۔

محبت ہو گئی ہے" وہ جذب سے بولا "

اسکا یہ روپ اسکے لئے بڑا حیران کن تھا۔۔

اتنا بے بس، بکھرا ہوا۔۔وہ کبھی نہ تھا۔۔

...چاہت کے دل پر ضرب سی پڑ رہی تھی

جسے تم محبت کہتے ہو نا۔۔میری نظر میں یہ وقتی انسیت ہے۔۔اک دن "

" تم بہت پچھتائو گے

وہ اک گہری متسفانہ سانس بھرتے ہوئے بولا

چہ۔۔میں خود کو بہت اچھے سے جانتا ہو میں جس بات پر ثابت قدمی "

" سے ٹھن جائوں وہ موت کے بعد ہی مجھ سے جدا ہو سکتی ہے

وہ اسے نظروں کے حصار میں لئے ہوئے تھا۔۔

سرخ سرخ سی آنکھوں میں رکے ہوئے آنسو اسکے دل میں عجیب سی آگ

لگا رہے تھے۔۔۔

" آپ بہت خوبصورت ہیں "

بے قابو ہوتے دل کے ساتھ بولا

چاہت نے مارے خجالت کے ادھر ادھر دیکھا۔۔

"مجھے گھر چھوڑ کر آئو "

وہ اسکی غیر سنجیدگی پر غرائی تھی۔۔۔اسے دور دھکیلا اور پھر سرعت سے بیڈ سے اتری تھی۔۔۔

"تھوڑی دیر اور رکتے ہیں پلیز "

" نین "

وہ ایکدم بات کاٹتے ہوئے بلند آواز میں بہت غصے سے بولی

" پیار سے کہو گی تو ہر بات مان لوں گا"

وہ ضدی بچے کی مانند بگڑ کر بولا۔۔

"پلیززز "

ایک مضمحل سا سانس سینے کی تہہ سے آزاد ہوا تھا

وہ اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا کہ چاہت اس وقت کیا محسوس کر رہی تھی

۔۔۔

ہونٹ کا دایاں کونہ دانتوں تلے دبا کر ڈراک برائون مسکراتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

اس نے پہلو بدل کر آنسو چھپانے چاہے تھے۔۔۔

مگر وہ دیکھ چکا تھا

اسکے دل میں جیسے کسی نے برچھی اتار دی تھی۔۔۔

اک دو لمحے وہاں کھڑا رہا پھر تیزی سے باہر نکل گیا

چاہت بھی اسکی تقلید میں باہر نکل گئی۔۔۔۔

---

اسکی زندگی میں یکدم بہار کا سا سماں تھا۔۔۔

چاہت جا چکی تھی مگر اسکے تصور میں ابھی بھی

اسکے پاس تھی۔۔۔

کتنی ہی دیر اسکی موجودگی کا احساس اسکے حواسوں پر چھایا رہا۔۔۔

وہ بس آنکھیں بند کیئے وہاں بس مقصد کھڑا رہا تھا۔

رات گئے گھر لوٹا تو اسکے چہرے پر مسکراہٹ بکھری ہوئی تھی۔۔

عجیب سی طمانیت کا احساس ہو رہا تھا۔۔

جیسے اس نے دنیا فتح کر لی تھی۔۔

کمرے میں اپنے بیڈ پر یوں گرا جیسے ساری فکروں سے آزاد ہوا ہو۔۔

اور آنکھیں موند لیں۔۔

آہٹ پر آنکھیں کھول کر دیکھا تو ایشان بڑی دلچسپی نگاہوں سے پینٹ کی

جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسکا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

اس نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا

کیوں گھور رہے ہو؟اور تمہیں کسی نے سکھایا نہیں کسی کے کمرے میں "

" ناک کر کے آتے ہیں؟

اسکا لہجہ بے حد سرد تھا۔۔۔

وہ برا نہ مانتے ہوئے دوستانہ لہجے میں استفسار کرنے لگا

" معافی چاہتا ہوں حسنین صاحب۔۔دراصل آپ کو مسکراتے دیکھا تو رہ
نہیں سکا۔۔وجہ پوچھ سکتا ہوں اس مسکراہٹ کی "

" نہیں پوچھ سکتے وجہ۔۔اور نہ ہی میں بتانا چاہتا ہوں کہ میری مسکراہٹ
کو تم جیسے حاسدوں کی نظر بہت جلدی لگ جاتی ہے "

وہ حسب عادت اکھڑا اکھڑا سا تھا۔۔

کہنی کے بل اونچا ہوتے ہوئے جواب دے کر پھر سے سر گرا لیا۔۔

" تم ایسا سمجھتے ہوئے مجھے ؟ "

وہ زخمی مسکراہٹ لبوں پر سجائے چلتا ہوا سامنے کائوچ پر بیٹھ گیا

" تم مختلف ہوتے تو بھی میں تم سے کوئی واسطہ نہ رکھتا ایشان لغاری "

اس حوالے پر ایشان بے ساختہ مسکرا دیا۔۔

" تم بھول رہے ہم سگے بھائی ہیں اور ہمارا باپ ایک ہی ہے "

"اچھا بسسسس "

اس نے بیزاری سے ٹوکا۔۔

"یک نہ شد دو شد "

وہ وردہ کو دیکھتے ہوئے بڑبڑایا جو کمرے کی چوکھٹ پر نمودار ہوئی تھی ایک کیا کم تھا جو دوسری بھی عین موقع پر تشریف فرما تھی۔۔اس وقت اسے تصورات اور سوچوں میں خلل ڈالنے والی پر شے زہر لگ رہی تھی

۔۔۔

جبھی وہ دونوں کو باری باری گھورتے ہوئے بولا۔۔۔

" !کیا مسلہ ہے؟ جائو۔۔۔ "

" جا ہی رہے ہیں "

وردہ اسکے انداز اور لہجے پر برا مان کر نہ صرف بولی بلکے ایشان کی کلائی پکڑی اور کھینچ کر لے گئی۔۔۔

وہ ناک چڑھا کر پھر سے اسی انداز میں لیٹ کر آنکھیں موند لیں

یکدم احساس ندامت کا احساس زہن پر حاوی ہونے لگا

چاہت کی سسکیاں ابھی تک اسکے دل پر نقش تھی۔۔

بھلا اسے تکلیف پہنچا سکتا تھا۔۔

وہ تو اسکے دل کی دھڑکنوں میں بستی تھی۔۔

یہ تو مجبوراً اسکی ہٹ دھرمی کے آگے اسے اپنی محبت منوانے کی خاطر یہ طریقہ اختیار کرنا پڑا

اس سوچ کے ساتھ اس نے اپنے ضمیر کو تھپک کر سلا دیا تھا۔۔۔

" سمجھتا کیا ہے خود کو۔۔ برین لس۔۔ایڈیٹ "

وردہ نے باہر کر اسکا ہاتھ چھوڑ دا اور نین کو برے برے القابات سے نوازنے لگی۔۔۔

"تم واقف ہو اسکی نیچر سے پھر کیوں اپنا موڈ خراب کرتی ہو "

بخوبی واقف ہوں۔۔اور مان لیا مجھ سے اسے پرابلم ہے لیکن تم سے " کیوں اس طرح بات کرتا ہے۔۔۔تم سے کیا پرابلم ہے اسے, مجھے بہت برا " لگتا ہے جب کوئی میرے دوست سے اس طرح بات کرتا ہے

"اووو کے۔۔ریلکیس۔۔تم اپنا موڈ کیوں خراب کر رہی ہو "

ایشان لبوں کو بے ساختہ مسکراہٹ چھو گئی

جسے وہ یکسر چھپاتے ہوئے بولا تھا۔۔۔

وردہ نے تپا تپا سا چہرہ موڑا سے دیکھا

" تم کیوں مسکرا رہے ہو؟ "

وہ چڑ کر بولی تو ایشان کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔۔۔

اسکے پاس بہت پیارا جواب تھا مگر وہ کسی موقع کے انتظار میں تھا۔۔۔

" کچھ نہیں۔۔یونہی بس "

وہ ٹال گیا

تم چلو کھانا کھالو پھر میں تمہیں گھر ڈراپ کرتا ہوا چلوں مجھے ایک "

" دوست کی طرف جانا ہے

وہ حامی بھرتے ہوئے وہاں سے ہٹی جبکے ایشان کی مسکراتی نگاہوں نے

بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔

وہ پچھلے دو دنوں سے اسکول نہیں جا رہی تھی۔۔

تیز بخار نے اسے نڈھال کر رکھا تھا۔۔

آج کچھ طبیعت بہتر تھی تو اس نے تائی امی کے منع کرنے کے باوجود اسکول جانے کا فیصلہ کیا تھا۔۔

اب وہ کتنے دن ایسے منظر سے غائب رہ سکتی تھی رہ سکتی تھی۔۔

ایک نہ ایک دن تو اسے مشکل وقت و حالات کا سامنا کرنا ہی تھا۔۔

آج صبح کی نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہوئے

اس نے اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعائیں مانگی تھی

کہ وہ اسے کوئی راہ دکھائے۔۔

اسے اس مشکل سے نکالے۔۔

اسکی آبرو اور عزت دونوں محفوظ رکھے۔۔۔

تم کہاں غائب تھی میڈم؟اور آنٹی بتا رہی تھی کہ تم بیمار ہو۔۔؟کیا "

" بات ہے چاہت۔۔اداس لگ رہی ہو؟

اس نے چاہت کی طبیعت معلوم کرنے کے لئے فون کیا

تو تائی اس سے اسکی والدہ کے بارے میں پوچھنے لگی۔۔

وہ جان گئی تھی چاہت کے اس جھوٹ کے پیچھے ضرور کوئی نہ کوئی وجہ ہو گی

۔۔

آج وہ اسکول آئی تھی۔۔

عائشہ اسے دیکھ کر خود روک نہیں پائی اور پوچھنے لگی

وہ اس سے ہر راز ہر دکھ شیئر کیا کرتی تھی۔۔

اسکے سامنے اپنی آنکھوں کو چھپا نہ سکی اور پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی۔۔

اس نے لفظ بہ لفظ ازیت بھری کہانی اسکے گوش گزار کر دی۔۔۔

عائشہ نین کی وحشی اور جنونی طبیعت سے واقف تھی اسکی ٹیچر رہ چکی تھی
اسکے نیچر سے بخوبی واقف تھی

مگر وہ اس حد تک چلا جائے اس نے سوچا نہیں تھا۔۔

وہ شاک کے عالم میں زمین کو گھورتی رہی تھی۔۔

پھر اچانک سر اٹھا کر پوچھنے لگی

" اس نے تمہیں کوئی نقصان تو نہیں پہنچایا "

چاہت نے نفی میں سر ہلایا تو اس نے رکی ہوئی سانس بحال کی تھی۔۔۔

" یا اللہ تیرا شکر ہے "

اسکے لبوں سے بے ساختہ پھسلا۔۔۔

وہ کافی دیر سے ریلنگ پر جھکا اسکے انتظار میں پلکیں بچھائے کھڑا تھا

مگر چاہت ابراہیم نے اسکے صبر کو اس قدر آزمایا تھا

کہ اب وہ بے قابو ہونے کو تھا۔۔

اس سے پہلے وہ کوئی کارانجام دیتا۔۔

وہ مس عائشہ کے ساتھ لابی میں کوئی بات کرتی دکھائی دی تھی۔۔۔

اسکی لرزتی پلکوں اور آنکھوں کی پتلیوں میں اترتی سرخی کا خوبصورت سنگم

دلچسپی سے دیکھنے لگا۔۔

اسے اپنی حرکت پر ندامت بھی ہوئی تھی

مگر اس وقت وہ ہوائوں میں اڑ رہا تھا۔۔

چاہت کے مجبوری میں کہے گئے الفاظوں کے سچ مان بیٹھا تھا۔۔۔

اس مسرور کن احساس نے باقی سارے احساسات کو ماند کر دیا تھا۔۔۔

چاہت نے اک زہر میں بجھی نگاہ اس پر ڈالی اور آگے بڑھ گئی۔۔۔

اس نے لب بھینچتے ہوئے ہتھیلی زور سے ریلنگ پر ماری تھی اور مضمحل سی سانس سینے میں کھینچ کر کلاس روم میں چلا آیا۔۔

شاہ میر جو اس وقت وہاں موجود تھا

وہ دونوں آگے پیچھے ہی کلاس میں داخل ہوئے تھے۔۔۔

" تم نے کیا کیا سنا اس دن کلاس میں ؟ "

اس نے کچھ سوچتے ہوئے آج پوچھ ہی لیا

"فکر مت کرو میں کسی کو نہیں بتائوں گا "

وہ بولا

ہونہہ "حسنین تنزیہ ہنسا "

" تم بتا بھی دو تو مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا "

تمہیں فرق نہیں پڑتا مگر مس چاہت کو بہت فرق پڑے گا کیونکہ اس "

"معاملے ان کا نام بھی تم سے منسلک ہے

شاہ میر کو اس وقت وہ بہت برا لگ رہا تھا۔۔۔

حسنین بے ساختہ پن سے مسکرایا

آئی ول میک شیور کہ ان کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھ سے منسلک "

" ہو جائے

وہ جھک کر شرارت سے شاہ میر کے کان میں کہنے لگا اور مسرور سا پینٹ کی

جیبوں میں ہاتھ ڈالے آگے بڑھ گیا

---

مہران فرید اور اسکی فیملی نکاح چاہتی تھی

وہ لوگ منتظر تھے کہ نکاع کی ڈیٹ فکس کی جائے۔۔۔

آج چاہت گھر پہنچی تو یہ خبر اسکی منتظر تھی

جو ان حالاتوں میں کسی خوشخبری سے کم نہیں تھی۔۔

کم از کم حسنین دلآور خان سے مستقل چھٹکارا حاصل ہو جاتا۔۔۔

وہ حسنین کے ناپاک ارادوں سے بہت ڈر گئی تھی۔۔

" تم کیا کہتی ہو بیٹی؟ "

تایا ابو نے رات کے کھانے کے دوران اسکی رضامندی جاننا چاہی۔۔

" جیسے آپ لوگ بہتر سمجھیں تایا ابو "

اس نے سر جھکا کر کہا

اووووو۔۔اسکا مطلب ہے کہ کل ہی تمہارے سسرال والوں کو طلب "

"کر لیا جائے

اظہر نے معنی خیزی سے اسے چھیڑا

تو اسکی پیشانی جل اٹھی۔۔۔

وہ یکدم کرسی چھوڑ کر وہاں سے اٹھ گئی۔۔۔

ان حالات میں تو یہ نکاح ہی سب سے بڑی نعمت تھا۔۔۔

مگر اسکا دل پریشان تھا۔۔۔

جب نین کو سچ پتا چلے گا وہ کیساری ایکٹ کرے گا۔۔۔ مگر اسے تو بیاہ کر
مہران فرید کے گھر چلے جانا تھا۔۔
پھر نین سے سامنا تو ممکن ہی کہاں تھا
اس نے ہر پہلو کو سوچتے ہوئے دل کی تسلی کی تھی۔۔اسی لمحے فون بجنے لگا
۔۔۔
" مہران کالنگ "
جلتا بجھتا دیکھ کر اسکا دل نے اک ہارٹ بیٹ مس کی تھی۔۔۔
ہیلو؟"آہستگی سے کہا "
" کیسی ہیں آپ؟مزاج بخیر ہیں؟ "
ٹھیک ہوں میں۔۔۔اور مزاج بھی "اس نے ہولے سے کہا "
بس ٹھیک۔۔؟میں نے تو سوچا تھا آپ خوش ہوں گی؟"اسکی ہشاش "
بشاش آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی
" آپ نے ایسا کیوں سوچا "

وہ جان کر انجان بنی

" کیونکہ میں نے آپ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنے پاس بلانے کا انتظام کر لیا
ہے۔۔ برائے کرم اس پر اپنے اقرار کی مہر لگا دیجئے "

وہ بے ساختہ کھلکھلا دی۔۔

" ! اگر میں انکار کر دوں تو "

" سوچ لیں۔۔ انکار کی صورت میں پچھتانا پڑے گا۔۔ مہران فرید کی محبت
سے پیچھا چھڑانا اتنا آسان نہیں "

وہ شوخ ہوا

" اچھا جی "

" بلکل "

" میں نے تایا ابو سے کہہ دیا ہے کہ ان کی مرضی میں ہی میری مرضی
شامل ہے "

"تو بس پھر میں ہاں سمجھوں "

" آپ کو کیسے پتا فیصلہ آپ کے حق میں ہو گا "

اس نے گود میں کشن رکھا

" یامین صاحب اچھے انسان ہیں اک مجبور اور لاچار انسان کی مجبوری ضرور سمجھیں گے کہ مجھ غریب کا اب بیوی کے بغیر گزارہ ممکن نہیں "

وہ مسکین سی صورت بنا کر کہنے لگا تو چاہت کی بے اختیار ہنسی چھوٹی۔۔۔

" اوکے میں آفس نے نکل رہا ہوں۔۔آپ سے گھر پہنچ کر بات کروں گا "

وہ عجلت میں لگ رہا تھا

اس نے 'خدا حافظ' کہہ کر فون بند کر دیا۔۔

اک خوبصورت سی مسکان اسکے لبوں پر کھیل رہی تھی۔۔

تائی امی چاہتی تھی کہ وہ اسکول چھوڑ دے اب کیونکہ گھر میں اسکے نکاح کی تیاریاں شروع ہو چکی تھی۔۔

خالہ بھی آئی ہوئی تھی مگر اس نے سوچا یہ ماہ مکمل کر لے وگرنہ اسکی دو ماہ کی ایڈوانس سیلری پرنسپل کاٹ سکتی تھی ایسا وہ ہرگز نہیں چاہتی تھی۔۔۔

صبح اسمبلی کے فوراً بعد ہی نین سے سامنا ہونے پر اس نے سخت ناگواری سے رخ پھیر لیا تھا

" آپ میری کالز کیوں رسیو نہیں کر رہی نہ میسیجز کا جواب دے رہی ہیں"

اسکا چہرہ ستا ہوا تھا۔۔

" میری مرضی۔۔۔میرا جو دل چاہے گا میں کروں گی تم نے مجھے خرید نہیں لیا ہے جو ایسے حکم چلا رہے ہو"

وہ بہت غصے سے بولی تھی۔۔

"آپ۔۔۔آپ مکر رہی ہیں اپنی بات سے۔۔اچھا نہیں کر رہی آپ "

وہ بے یقینی و صدمے بھری کیفیت سے گویا ہوا۔۔۔

" تم نے جو کیا وہ بھی ٹھیک نہیں کیا نین "

اسکی آنکھیں بھر آئی

" میں نے کیا کیا ہے؟"

وہ جھنجھلا گیا۔۔۔

اس کی بے خبری پر چاہت کا دل چاہا اسکا سر پھاڑ دے۔۔

وہ مٹھیاں بھینچ کر سائیڈ سے نکلی

اگر آپ نے میری کالز کا جواب نہیں دیا تو مجھے مجبوراً آپ کے گھر آنا "

پڑے گا۔۔اور میں تب تک نہیں جائوں گا جب تک آپ میری بات مان

" نہیں لیتی

"تم ایسا نہیں کرو گے "

انگشتِ شہادت دکھاتے ہوئے تنیبہ کی

مگر اسکے لہجے میں وہ اعتماد اور مضبوطی نہ تھی۔۔

" میں ایسا ہی کروں گا "

اسکا لہجہ دوٹوک تھا۔۔۔ کہہ کر اسے شاک چھوڑ کر تیز تیز سیڑھیاں اترتا چلا گیا

---

وہ اک ڈھلتی شام کا وقت تھا

جب سڑک پر روشنیاں جھلمل کر رہی تھیں۔۔

موسم میں ہلکی ہلکی خنکی کا احساس تھا۔۔

ان کے نکاح کی ڈیٹ فکس ہو رہی تھی آج۔۔۔

تایا ابو نے مہران فرید کی پوری فیملی کو رات کے کھانے پر انوائٹ کیا تھا۔۔

ثمرہ بیگم نے ہر بار کی طرح آج بھی نین کو ساتھ چلنے کی آفر کی تھی
جو اس نے کچھ حیل و حجت کے بعد قبول کر لی تھی
کیونکہ اس دن کی تلخ کلامی کے بعد
اسکا مہران سے رابطہ نہیں ہو سکا تھا۔۔
وہ نہیں چاہتا تھا یہ بدگمانی مزید طول پکڑے
اور مہران کے لئے خوشی کا موقع تھا وہ کیسے شامل نہ ہوتا۔۔۔
مگر اسے کیا معلوم تھا وہ زندگی کی سب زیادہ ازیت ناک سچویشن سے روبرو
ہونے والا ہے۔۔۔
سب لائونج میں خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔
وہ زویا کے برابر والے سنگل صوفے پر براجمان تھا کہ
چاہت ابراہیم کی کلائیوں میں پہنی لال سرخ چوڑیاں اک دھن کے
ساتھ بجی اٹھیں۔۔

وہ خاص طور اسکی جانب متوجہ ہوا کیا پتھر بن گیا۔۔چاہت مہمانوں کو
لوازمات سرو کرنے آئی تھی
اسے دیکھ کر ششدر رہ گئی۔۔۔
خوشنما آنکھوں کی چمک ماند پڑ گئی۔۔
ان خوبصورت بڑی بڑی کاجل زدہ آنکھوں میں اندھیرے اتر گئے۔۔
حسنین کو لگنے والا زہنی و قلبی جھٹکا بہت شدید تھا۔۔۔
اس نے زور سے آنکھوں میچ لیں
! جیسے اسکی موجودگی کو جھٹلانا چاہتا ہو مگر۔۔۔
وہ اسکی خوبصورت کلائیوں کی جانب بے ساختہ ہی متوجہ ہوا۔۔
نفیس مخروطی انگلیوں میں سے اک میں اسکے رقیب کے نام کی انگوٹھی تھی
کتنے سنسناتے تیر اسے اپنے اندر پیوست ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔
اک عجیب سی ازیت اسکی رگ رگ کو کاٹتی روح میں اتر رہی تھی۔۔۔
اس نے شدت سے مٹھیاں بھینچ لیں۔۔

اس محفل میں اسے اپنی نارسائی کا احساس شدید ہوا تھا۔۔

!چاہت نے اسے دھوکہ دیا تھا۔۔

ناکام محبت کا غم آنکھ میں آنسو بن کر لرز رہا تھا۔۔۔

جب چاہت لوازمات کی ٹرے لئے اسکی طرف بڑھی۔۔

اس نے دہکتی آنکھوں سے اک نظر اسے دیکھا۔۔

اسکا غصہ کرب اور ازیت میں بدلنے لگا تھا۔۔

وہ تیزی سے اٹھا اور باہر نکل گیا۔۔۔

اسکی حرکت پر وہ بری طرح سٹپٹا گئی۔۔

علاوہ زویا کہ اسکی حرکت کا نوٹس کسی نے نہ لیا۔۔

سب نکاح کی تاریخ ڈیسائیڈ کرنے میں مشغول تھے۔۔۔

وہ باہر لان میں آکر بڑھی ہوئی دھڑکنوں کو معمول پر لانے لگا۔۔۔زویا پریشانی کے عالم میں اسکے پیچھے آئی تھی۔۔۔ مگر تب وہ فینس پر جنوں کے عالم میں مکے برساتے ہوئے اپنا ہاتھ زخمی کر چکا تھا۔۔۔

اسے دیکھ زخمی ہاتھ سرعت سے پینٹ کی جیب میں ڈال لیا

" نین۔۔۔؟ کیا ہوا تمہیں؟ یہاں کیوں آ گئے "

وہ آہستگی سے بولی تو

اسنے جیسے تڑپ کر اسکی جانب دیکھا۔۔

کیونکہ اندر جو کچھ بھی ہو رہا ہے یا ہونے جا رہا ہے میری برداشت سے "

" باہر ہے

اسکی ڈارک براؤن آنکھیں خطرناک حد تک سرخ پڑی ہوئی تھی۔۔۔

.زویا کو عجیب سا لگا۔

" کیا مطلب؟ "

میں۔۔۔۔میں چاہت کو کسی اور کا ہوتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا زوئی "

" ۔۔۔میں بہت محبت کرتا ہوں ان سے

زویا آنکھیں پھاڑے ٹکر ٹکر اسکی صورت دیکھنے لگی۔۔

" یہ۔۔یہ تم ایسی باتیں کر رہے ہو نین وہ ٹیچر ہیں تمہاری۔۔۔اور اب تو

"۔۔مہران کی ہونے والی۔۔۔

وہ یکدم رکی

" میں کچھ نہیں جانتا وہ صرف میری ہیں "

"خدارا آہستہ بولو نین۔۔کوئی سن لے گا "

زویا نے دہل کر کہا

سنتا ہے تو سن لے۔۔وہ میرے ساتھ ایسا نہیں کر سکتی۔۔انہوں نے "

" عہد دیا تھا مجھے

وہ ایکدم آئوٹ ہو کر اندر کی جانب کی بڑھنے لگا تو

زویا نے اسکا ہاتھ تھام لیا۔۔

اور اگلے ہی پل وہ پھٹی پھٹی نظروں سے اسکے زخمی ہاتھ کو دیکھنے لگی۔۔۔

"اوخدا۔۔۔ "

اسکا دل کانپ اٹھا۔۔۔

" یہ کیا کیا تم نے اپنے ساتھ پاگل لڑکے ؟ "

وہ کپکپاتی آواز میں بولی۔۔

" اندر چلو میرے ساتھ۔۔۔آئو "

میں نہیں جائوں گا" وہ بگڑ کر بولا۔۔ "

نین خدارا ضد مت کرو۔۔مہران ماموں کی خوشیوں کا سوال ہے "

" پلیززز ضد چھوڑ دو

" وہ میری ضد نہیں ہیں زوئی۔۔ محبت ہے۔۔۔ محبت کیسے چھوڑ دوں "

وہ تڑپ کر بولا۔۔

وہ احتجاج کرنا چاہتا تھا مگر زویا اسے واسطے اور منتوں سے منا کر لے ہی گئی

۔۔

" مجھے میڈیکل باکس مل سکتا ہے "

کچن کے کائونٹر پر جا کر چاہت سے مخاطب ہوئی

" کیا ہوا؟ ٹھیک تو ہو تم ؟ "

مجھے کچھ نہیں ہوا۔۔ نین نے خود کو زخمی کر لیا ہے۔۔آپ ڈریسنگ "
" کر دیں پلیز۔۔مجھے تو خون دیکھ کر ہی گھبراہٹ ہونے لگتی ہے
اچھا" وہ مرتی کیا نہ کرتی میڈیکل باکس لیکر حسنین کے پاس چلی گئی۔۔ "
جو مسلسل خون آشام نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔
" کیسے لگی چوٹ؟ "
اپنی ذات کا بھرم قائم رکھنے کے لیے پوچھ بیٹھی کہ زویا وہیں کھڑی تھی
۔۔اور اب تو ان کا رشتہ بھی بدل گیا تھا۔۔۔
حسنین نے کوئی جواب نہیں دیا تو چاہت نظریں اٹھا کر زرا کی زرا اسے دیکھا
۔۔۔
اسے اپنی سمت محویت سے دیکھتے پا کر وہ سٹپٹانے لگی۔۔۔اسکے ہاتھ لزر
تھے۔۔
اسے جانے کیوں اس کی ڈارک براؤن شانت آنکھوں سے خوف سا
محسوس ہونے لگا

خود ہی خود کو زخمی کیا ہے میں نے۔۔آپ جیسے لوگوں پر بھروسہ کر کے "
! "

اس نے بہت دیر بعد جواب دیا۔۔۔

" نین پلیززز "

اسکی آنکھوں میں التجا تھی

"کیا پلیززز۔۔ہاں؟ "

ایکدم طیش میں آکر اسکی نازک کلائی دبوچ لی تھی اسنے

یکبارگی سے چاہت کا دل کانپنے لگا پلٹ کر دیکھا تو زویا وہاں نہیں تھی۔۔

وہ اس وقت خود کو بہت کمزور محسوس کر رہی تھی

"مجھے دھوکہ دینے کے بارے میں سوچا بھی کیسے آپ نے؟ "

اس نے بے اختیار دکھ کے احساس کے ساتھ اسے دیکھا

میں نے بھروسہ کیا تھا آپ کی بات پہ۔۔۔زندگی میں پہلی بار۔۔آپ کا "

"دل نہیں کانپا۔۔مجھے دھوکہ دے کر آپ مہران کے ساتھ

وہ بے بس ہوا۔۔اتنا کہ لب بھینچ کر آنکھوں میں تیرتا پانی اندر اتارتے ہوئے اسکا ہاتھ جھٹک دیا۔۔۔

وہ ایکدم اسکے پاس سے اٹھی

معاف نہیں کروں گا کبھی۔۔دیکھیں اب میں آپ کے ساتھ کرتا کیا "ہوں"

چاہت کا دل بے اختیار دھڑک اٹھا۔۔۔

وہ بمشکل اپنے قدموں پر چلتی ہوئی کچن کے کائونٹر سے جا لگی۔۔۔

" یا اللہ۔۔میری مدد کر کس مشکل میں پھنس گئی ہوں میں "

چاہت بیٹا لائو مٹھائی۔۔سب کا منہ میٹھا کرواؤں تمہارے نکاح کی ڈیٹ " فکس ہو گئی ہے۔۔خیر سے "

چاہت کی آنکھوں میں بے ساختہ آنسوئوں کا دریا اتر آیا۔۔جانے وہ حسنین کی باتوں سے زیادہ ہرٹ ہوئی تھی

یا نکاح کا سن کر اداس تھی۔۔

اس نے آنسو چھپانے کی خاطر رخ موڑ لیا۔۔۔

" مس چاہت جانتی ہیں کہ تم ان کے لئے ایسا سوچتے ہو؟"زویا نے جب سے سنا تھا صدمہ کم ہونے میں نہیں آرہا تھا۔۔وہ چاہت کے گھر سے سیدھا دلآور ہائوس آئے تھے اور زویا بھی اسکے ساتھ آئی تھی تاکہ اس سے اکیلے میں سے بات کر سکے۔۔

" وہ جانتی ہیں۔۔اچھے سے جانتی ہیں کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں اور انہوں نے بھی مجھے عہد دیا تھا کہ میری بن کے رہیں گی۔۔ مگر

وہ بہت غصے میں تھا اور زویا شاکڈ تھی

مجھے تو یقین نہیں آرہا نین کہ مس چاہت نے تم سے ایسا کہا۔۔وہ ایسی تو "

نہیں"

وہ ایسی ہی ہیں۔۔دھوکے باز ہیں وہ۔۔میں چھوڑوں گا نہیں ان کو "

۔۔لاسٹ ٹائم چھوڑ دیا تھا اس بار نہیں"

" کیا مطلب؟ "

وہ ایکدم سے چونکی

تو حسنین بھی محتاط ہو گیا مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔ تیر کمان سے نکل چکا تھا

" ادھر دیکھو میری طرف کیا کیا ہے تم نے؟ "

زویا کا دل انجانے خود سے دھڑک رہا تھا

وہ۔۔۔ میں۔۔۔ ان کو افنان کے فارم ہاؤس لے گیا تھا کچھ دیر کے لئے "

"اس نے نگاہیں چراتے ہوئے کہا

کیا؟" اسکی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں "

یا میرے خدا۔۔ نین تم نے ان کو اغوا کیا تھا؟ کیا کیا تم نے ان کے "

" ساتھ؟

وہ چلا اٹھی تھی۔۔ اک لمحے کے لئے نین بھی سٹپٹا گیا۔۔

"کچھ نہیں کیا میں نے کاش کچھ۔۔ "

"شٹ اپ۔۔۔جسٹ شٹ اپ "

وہ غصے سے دھاڑی

مجھے تو یقین نہیں آرہا نین تم اتنے گھٹیا اور نیچ ہو سکتے ہو" وہ بدستور بے یقین تھی۔۔

آئندہ مجھے اپنی شکل بھی نہ دکھانا اور مس چاہت کا پیچھا چھوڑ دو ورنہ "

" میں سب کو سب کچھ بتادوں گی

وہ دھمکی آمیز لہجے میں بولی۔۔۔

"زویاااا "

وہ حلق کے بل چیخا مگر

زویا سنی ان سنی کر کے غصے سے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔۔۔اسے مس چاہت کی اغواوالی سن کر بہت دکھ ہوا تھا۔۔جو بھی مس چاہت نے حسنین کے لئے بہت کچھ کیا تھا وہ گواہ تھی اس بات کی۔۔۔مگر نین نے جو بھی کیا وہ ناقابل برداشت تھا۔۔۔زویا بہت ہرٹ ہوئی تھی۔۔

مس چاہت کا کل اسکول میں لاسٹ ڈے ہے وہ اسکول چھوڑ رہی ہیں "

" ۔۔۔ان کے لئے یہ دن یادگار بنانا ہے تاکے وہ ہمیشہ اس دن کو یاد رکھیں

اسٹوڈنٹس آپس میں ڈسکشن کر رہی تھی کہ وہ شعوری لاشعوری طور پر

متوجہ ہوا۔۔

یادگار تو میں بنائوں گا چاہت۔۔ایسا کہ۔۔۔تم کبھی بھول نہیں سکو گی یہ "

" دن

نین کے چہرے پر بڑی معنی خیز سی دبی دبی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

وہ اوپر والے پورشن میں خالی کلاس میں کھڑا سگریٹ سلگاتے ہوئے انتقام

کی آگ میں جل رہا تھا

مس چاہت کا کل لاسٹ ڈے ہے ان کے لئے یہ دن یاد گار بنانا ہے "

" تا کے وہ ہمیشہ اس دن کو یاد رکھیں

اسٹوڈنٹس آپس میں ڈسکشن کر رہی تھی کہ وہ شعوری لاشعوری طور پر

متوجہ ہوا۔۔

یاد گار تو میں بنائوں گا چاہت۔۔ایسا کہ۔۔۔تم کبھی بھوک نہیں سکو گی "

" یہ دن

اسکے چہرے پر بڑی معنی خیز سی دبی دبی سی مسکراہٹ تھی۔۔۔

وہ اوپر والے پورشن میں خالی کلاس میں کھڑا سگریٹ سلگا رہا تھا کہ وردہ کی

نظر پڑی۔۔۔

وہ شدید حیرانی اور تشویش کے عالم میں ڈری ڈری سی وہاں آئی

" یہ تم سگریٹ کب سے پینے لگے۔۔ سگریٹ صحت کے لئے خطرناک ہوتی ہے پتا بھی ہے تمہیں ! "

وردہ نے کچھ حد تک ڈانٹتے ہوئے اسکے لبوں سے سگریٹ کھینچ کر ڈسٹبن میں پھینکی تھی

" کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے بڑی پرواہ ہے تمہیں میری "

اس نے سخت برہمی سے وردہ کو دیکھا اور پیکٹ سے نئی سگریٹ نکالی

"پرواہ ہے اسی لئے کہہ رہی ہوں "

اس نے نرمی سے کہتے ہوئے دوبارہ وہی عمل دہرایا اور سگریٹ مٹھی میں مسل کر پھینک دی

ہونہہ " بڑی معنی خیزی سے ہلکے سے ہنکارا "

"جھوٹی ہمدردیوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ جائو یہاں سے "

ایک افسردگی سی اسکی روح سے ٹپکنے لگی

تمہیں ہو کیا گیا ہے نین۔۔۔ تمہارے ساتھ مسلہ کیا ہے؟ میں سمجھ "

" نہیں پا رہی

وہ پھٹ پڑی۔۔

اسکے مزاج کی تلخی وردہ کے زہن سے باہر تھی۔۔

نہیں بتانا چاہتا میں تم جیسے لوگوں کو جو ایک بار سمجھ کر پھر نا سمجھ بن "

" جاتے ہیں

"تم کس کا غصہ مجھ پر نکال رہے ہو "

وہ روہانسی ہوئی

"تم جائو یار یہاں سے "

وہ سخت بیزاری سے گویا ہوا

"تم ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہو میرے ساتھ۔۔۔ دیکھنا پچھتائو گے ایک دن "

"شٹ اپ اینڈ گیٹ لاسٹ فرام ہیئر "

وہ چیخا۔۔

وردہ آنسوئوں سے بھری آنکھیں لئے وہاں سے ہٹی

اس کے چہرے پر ہلکی ہلکی غصے کی سرخی ابھی تک بکھری ہوئی تھی۔۔

اس دن تو اس نے غصہ اور انتقامی جذبات اندر ہی اندر دبا لئے تھے

مگر وہ اپنے جذباتوں کی توہین برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔ہر گز نہیں۔۔

مٹھیاں بھینچتے ہوئے وہ عزم کے ساتھ کلاس سے نکلا تھا

وہ افنان کی طرف جانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔

---

وہ ساری رات نہیں سو سکا تھا۔۔

رات بھر وہ اسے اذیت پہنچانے اور بدلہ لینے کے نئے نئے طریقے سوچتا رہا تھا۔۔

افنان نے اسکی ایک کال پر اسکی خواہش کے مطابق بھرپور انتظام کر دیا تھا

۔۔

وہ بکھرے بکھرے سے حلیے میں بیڈ پر آڑا ترچھا پڑا تھا۔۔کمرے میں

انتشار سا پھیلا ہوا تھا۔۔۔

اسکے ذہن اور سوچوں کی مانند۔۔۔

کوئی بھی شے اپنی جگہ پر سلامت نہیں تھی۔۔۔

سگریٹ کے آدھ جلے ٹکڑوں کا شمار نہیں تھا

اسکا تصور اسکی روح کو اک ازیت آمیز لذت سے ہم کنار کر رہی تھی۔۔

وہ گہری سنجیدگی سے اٹھا اور ریڈی ہو کر نیچے آ گیا۔۔

" یہ تمہاری شکل پر بارہ کیوں بجے ہوئے ہیں "

ثمینہ بیگم کے لہجے میں چبھن تھی۔۔

" اپنے کام سے کام رکھیں "

وہ مضمحل سی سانس سینے میں کھینچ کر رہ گیا

یہ تم ہر وقت ہم پر کس بات کی فرسٹریشن نکالتے رہتے ہو۔۔ خیر میری "

" بلا سے بھاڑ میں جائو۔۔ مجھے کیا

وہ غصے سے گویا ہوئی تو

اس نے بہت زور سے اسپون پلیٹ میں پٹخا تھا جسکی آواز سے وہ ایکدم سہم گئیں۔۔۔

" جاہل۔۔ وحشی "

وہ غصے سے گھورتی ہوئی بڑبڑائی

مگر وہ سن چکا تھا۔۔

اس نے بھنا کر ٹرے الٹ دی

اور پانی سے بھرے جگ کو ہاتھ مار کر گرا دیا

ایشان نے یکدم سنجیدگی سے سر نفی میں سر ہلا کر

پرزور تردید کی تھی۔۔

دو دن اسکا موڈ بہتر ہوتا ہے

تودن خراب

وہ اسکے مزاج کو سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔

تاسف سے اسے جاتے دیکھتے رہا۔۔

صد شکر دلآور خان ناشتے پر نہیں تھا و گرنہ نین کی اچھی خاصی کلاس لگ جاتی صبح صبح۔۔

---

وہ صبح اسکول پہنچی تو نوٹس بورڈ کے قریب اسٹوڈنٹس کا ہجوم لگا ہوا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں؟ سب کیوں ہجوم لگائے کھڑے ہیں؟" اسکی رعب "

دار آواز سن کر ہجوم چھٹ گیا۔۔۔

وہ بیچ و بیچ کھڑی تھی۔۔

نوٹس بورڈ پر لگی اسکی تصویری اور

" آئی لو یو! ول ہو میری می؟ "

دیکھ کر اسکا دماغ گھومنے لگا۔۔۔

" کس نے کی یہ گھٹیا حرکت؟ "

اس نے آگے بڑھ کر طیش کے عالم میں نوٹس بورڈ کو نوچنا شروع کر دیا

۔۔۔

اسی لمحے مس عائشہ اور دوسری ٹیچرز بھی جمع ہونے لگیں۔۔۔

اور پھر وہ بھی مجسم سامنے آگیا

جو اس منظر کا مرکزی کردار تھا۔۔۔

" حسنین آگیا۔۔۔ حسنین آگیا "

کی آوازوں سے وہ پلٹی تھی۔۔۔

اسکی توجہ اور خلوص کے بدلے کیسا طمانچہ مارا تھا اسنے۔۔

نین کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ تھی۔۔۔

چاہت کا دل چاہا اسکا منہ نوچ لے۔۔

پورے حال میں ایکدم خاموشی چھا گئی

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا اسکے نزدیک آرکا۔۔۔

" !آئی لو یو "

اسکے الفاظوں نے جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔۔۔

چاہت کا دل چاہا زمین پھٹی اور وہ اس میں سما جائے۔۔اسکے اسٹوڈنٹ جن کی نظروں میں وہ بہت معتبر تھی۔۔۔وہ سب نگاہوں میں جانے کیسے کیسے سوال لئے اسے دیکھ رہے تھے۔۔

اس پر ہنس رہے تھے۔۔

طعنے کس رہے تھے۔۔

اسکا غصہ کرب اور ازیت میں بدلنے لگا

پلکوں پر رکے موتیوں کو روکنے کی شدت نے اسکا چہرہ سرخ کر ڈالا تھا

وہ اسکی کھلی ہوئی مدہوش کر دینے والی نگاہوں میں بے ساختہ جھانکتے

ہوئے بولا

مجھے دھوکہ دیتے وقت آپ کو اندازہ نہیں ہوگا نا کہ میں کتنا ظالم لڑکا"

" ہوں

اس کا انداز سپاٹ اور کسی حد تک سرد تھا۔۔۔

بلکل اسکی آنکھوں کی مانند

میرے ساتھ چکر چلانے کے بعد۔۔۔آپ نے مہران کو بھی پھنسالیا۔۔"

بکاز ہیز رِچ، ہینڈسم، انٹیلیجنٹ، ہانسٹ۔۔ صرف میں کافی نہیں تھا آپ

" ! کے لئے

وہ زخمی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

جو اس پر الزام تراشی کر رہا تھا۔۔۔

اسکی دل چاہا اسکی زبان کھینچ لے

مگر وہ بہت سے لوگوں کی نظروں کا مرکز بنی ہوئی تھی۔۔۔

لرزتی پلکوں کا یہ گھنیرا جال بڑا دلکش اور انوکھا منظر پیش کر رہا تھا۔۔
حسنین نے عجیب کیفیت سے دوچار ہو کر اسکے چمکتے رخساروں کر لب
جما دیئے۔۔
اسکی بے ہودہ حرکت پر مس عائشہ کے سر لگی تلوؤں پر بجھی
اووووو" کی آوازوں کا شور اسکے اطراف سے اٹھا۔۔۔ "
چاہت ابراہیم کا سارا اعتماد دھوئیں کی مانند گم ہو چکا تھا۔۔۔
وہ ساکت سی مجسم کھڑی رہ گئی۔۔
مس عائشہ نے خون آشام نگاہوں اسے گھورتے ہوئے کھینچ کر چاہت سے
دور دھکیلا اور کھینچ کر چماٹ دے مارا۔۔۔
نین لڑکھڑا کر گرتے گرتے بچا اور گہری گہری سانسیں کھینچنے لگا
گویا دل کی دھڑکنوں کو معمول پر لانے کی کوشش کی ہو۔۔
یہ کیا ہوا تھا ابھی! کچھ سمجھ نہیں آیا
دل بہت زور سے شور مچا رہا تھا۔۔

اسٹوڈنٹ اس بد تمیزی پر ہوش میں آتے ہوئے اس کھینچ کر دور لے

جارہے تھے۔۔۔

چاہت کے یوں گھبرانے پر وہ زرا نادم ہوا تھا۔۔۔

اسکی تکلیف اور ازیت کا احساس کرتے ہوئے ایکدم سنجیدہ ہوا تھا اور

دوسرے ہی لمحے تمسخر سے ہنسا

اپنی اس بے اختیاری پر اس نے جلد ہی قابو پالیا

اور مسکرا کر سب کے شور کو داد کی طرح وصول کیا تھا۔۔ جیسے بڑا کارنامہ

سرانجام دیا ہو اس نے۔۔۔

" میں جارہی ہوں "

وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی

مس عائشہ نے اسکے کندھے پر تسلی آمیز دباؤ ڈالا تو

وہ سسکیاں دباتے ہوئے تیزی سے وہاں سے ہٹی

بیگ اٹھا کر کچھ بھی کہے اور سنے بغیر وہاں سے گھر کے لئے نکل گئی۔۔

حسنین دلآور خان نے اسے کسی کو فیس کرنے کے قابل نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

گھر میں شادی کی تیاریاں چل رہی تھی۔۔

وہ کسی سے کچھ کہہ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

اور نہ اپنا دکھ بھول سکتی تھی۔۔

نین نے آج ساری حدیں پار کر دیں تھی۔۔۔

" ارے تم تو کہہ رہی تھی کہ لیٹ آئو گی آج پارٹی ہے "

وہ۔۔۔خالہ "اسے بہانہ سمجھائی نہ دیا "

" مہران کی کال آئی تھی وہ کہہ تھے شاپنگ پر لے کر جانا ہے۔۔ویڈنگ "

" ڈریس خریدنا ہے ان کو ناراض نہیں کر سکتی تھی اسلئے بس جلدی آگئی

" شاباش۔۔میری سمجھدار بچی "

خالہ نے ستائش سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا تھا۔۔

اس سے زیادہ دیر آنسو کنڑول کرنا مشکل ہوا تو بھاگتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔۔۔

اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے کے لئے اسے مہران کو کال کرنی پڑی۔۔

وہ تو ہر دم تیار تھا

اسکی ایک کال پر لبیک کہتا ہوا پک کرنے آ گیا

مگر وہ اکیلا نہیں تھا۔۔

اسکے ساتھ ثمرہ آپی تھی اور ڈرائیونگ سیٹ پر نین کو دیکھ کر تو اسکا خون کھولنے لگا تھا۔۔۔

" کیا ہوا؟ "

مہران اسے بیچ راستے میں کھڑا دیکھ کر باہر آیا تھا

" کچھ نہیں مجھے لگا آپ اکیلے آئیں گے "

وہ اسکی بات سن کر حیران ہوا تھا

" اگر تم چاہتی تھی کہ میں اکیلا آئوں تو کہہ دیتی مجھے کوئی اعتراض نہیں تھا "

"

مہران نے مسکرا کر کہتے ہوئے اسے چھیڑا

" مجھے لگا تم پسند نہیں کرو گی جبکہ تم اتنی سوشل نہیں ہو۔۔اسلئے میں آپا کو ساتھ لایا ہوں "

وہ اسے بیک سیٹ پر بیٹھانے کے بعد خود فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔۔۔

" کیسی ہیں آپ چاہت ؟ "

توبہ ! یہ خوش اخلاقی۔۔

دوغلا انسان " وہ بڑبڑائی "

چاہت کا بس نہیں چل رہا تھا کہ

اس کو اٹھا کر کار سے باہر پھینک دیتی۔۔اور کل والی حرکت کے بعد تو اس سے نفرت سی ہو گئی تھی۔۔۔

اس نے ناگواری سے رخ موڑ لیا۔۔۔

نین کی مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی

البتہ مہران کو اچھا نہیں لگا تھا

چاہت کا نین کو یوں اگنور کرنا۔۔۔

اسکی جان بلا ان کے درمیان کیا چل رہا تھا۔۔

وہ سرے سے لاعلم تھا۔۔

وہ لوگ کلاتھ ہائوس پہنچے تھے

چاہت ان تینوں کے بیچ پھنس گئی تھی۔۔

جو ڈریس مہران کو پسند آتا

وہ ثمرہ ریجکٹ کر دیتی۔۔

اور جو ان دونوں کو پسند آتا

وہ حسنین کی وجہ سے رد کر دیا جاتا۔۔

بلآخر نین نے اسے بہت سا تنگ کرنے کے بعد،

اپنے جلتے جذباتوں کو تسکین پہنچانے کے بعد کہا۔۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ ہم کیوں اپنا دماغ چلا رہے ہیں فضول میں۔۔ "

" لیٹ ہر ڈیسائڈ۔۔آخر کو چاہت نے پہننا ہے

"وائے ناٹ بیٹا۔۔بس ہم تو بس اسکی ہیلپ کر رہے تھے

ثمرہ کہنے لگی تو وہ ایک بار پھر سے ریک کی طرف بڑھی۔۔۔

اسے آتشی گلابی رنگ کچھ خاص نہیں بھاتا تھا

مگر پھر بھی اس جوڑے پر نفیس سا کام دیکھ کر وہ مجبوراً اسے ٹرائے کرنے

لئے چینجنگ روم کی طرف بڑھی۔۔۔

جب وہ زیب تن کر کے باہر آئی تو

سب کی نگاہیں اسکے وجود سے چپکی رہ گئی۔۔

بلاشبہ اسکے وجود سے لگ کر اس جوڑے کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا تھا

۔۔

" آئی تھنک یہ ڈن کرتے ہیں۔۔کیا کہتی ہو چاہت؟ "

ثمرہ بیگم خوش ہوئیں

" ہمم۔۔ڈیٹس بیوٹی فل "

مہران نے جذب سے کہا تو وہ بھی مسکرادی۔۔

حسنین دلآور خان کے اندر جلن کا احساس بے اختیار زور پکڑنے لگا۔۔۔

وہ بے ساختہ اسکے متاثر کن حسن سے نظریں چرا گیا۔۔

" میں باہر آپ لوگوں کا ویٹ کر رہا ہوں "

وہ کہہ کر باہر نکل گیا۔۔

جیولری اور دیگر چیزیں خریدتے ہوئے انہیں شام ہو گئی تھی۔۔مہران کا خیال تھا کہ رات کا کھانا باہر کھایا جائے مگر انی ڈیٹ فکس ہو چکی تھی اور تائی امی نے سختی سے منع کیا تھا کہ

ڈیٹ فکس ہونے کے بعد لڑکیاں گھر سے نہیں نکلتی۔۔

جانے انہیں کیا وہم پڑ گیا تھا۔۔

اسی لئے وہ زیادہ دیر نہیں رکے تھے اسکے اسرار پر مہران نے اسے گھر ڈراپ کر دیا تھا۔۔۔

---

وہ جب سے شاپنگ سے واپس آیا تھا

بے چینی سے یہاں وہاں ٹہل رہا تھا۔۔

ان دونوں کی شادی میں صرف دو دن باقی تھی

اور وہ تہی داماں رہ گیا تھا۔۔۔

اسکا دل تپتے انگاروں کی مانند مسلسل دہک رہا تھا۔۔

چاہت کو تکلیف پہنچا کر بھی اسے سکون حاصل نہیں ہوا تھا۔۔

آخر کو اسکی پہلی محبت تھی۔۔

! وہ کب تک اسکے وجود سے انکار کر سکتا تھا

! کب تک اس سے ناراض رہ سکتا تھا

یا ناراضگی کا دکھاوا کر سکتا تھا

وہ اسے کسی اور کا ہوتے ہوئے کیسے دیکھ سکتا تھا۔۔

اس نے بے قراری کے عالم میں سگریٹ سلگا لیا۔۔

کمرے میں ٹہلتا جا رہا تھا۔۔

سگریٹ سلگ سلگ کر ختم ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

" چاہت۔۔چاہت۔۔چاہت "

ایک ہی نام کی گونج تھی اس کے کانوں میں۔۔۔

اسی کا خیال تھا

ہر دم۔۔۔ہر سانس کے ساتھ

مانو وہ اسکے حواسوں پر چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ اپنے لبوں پر اسکے رخساروں کی نرمی کا لمس ابھی تک محسوس کر رہا تھا

---

شوز سمیت پائوں ٹیبل پر رکھ وہ صوفے پر نیم دراز ہوا
اور سر پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔
ماضی کے کئی لمحات،
واقعات،
ساتھ گزارے پل اسکی نظروں کے سامنے گھوم گئے۔۔۔

" نین۔۔۔ نین۔۔۔ "

وہ مترنم سا جملہ اسکے کانوں میں رس گھولنے لگا۔۔
وہ مہربان سی مسکراہٹ۔۔
وہ چوڑیوں کی کھنک۔۔۔
ہنسی کے شوخ قہقہے۔۔
لطف انبساط کی لہریں بکھیرتا گیا۔۔۔۔

وہ کئی دیر تصور کی دنیا میں بھٹکتا رہا تھا۔۔

پھر کسی کی پکار پر ایکدم ہوش میں آیا تھا۔۔۔

کمرے کے ملگجے سے اندھیرے میں بھی وہ پہچان سکتا تھا کہ یہ شخص دلآور خان تھا

تم سے پوچھ رہا ہوں؟ سن رہے ہو، کہاں غائب رہتے ہو دن دن بھر۔۔ "

" رات کے کھانے پر بھی نہیں تھے اور یہ میں کیا سن کر آرہا ہوں؟

وہ کرخت لہجے میں بولے

" کیا سن کر آرہے ہیں بتایئے "

وہ ٹانگیں سمیٹتے ہوئے لاپرواہی سے سیدھا ہوا

تمہارے اسکول سے کمپلین آئی ہے کہ تم نے ٹیچر کے ساتھ بدتمیزی "

" کی ہے

" ہاہاہاہا "

وہ ایکدم ہنس پڑا۔۔۔اسکی ہنسی میں تمسخر تھا۔۔۔

آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔۔

" ارے وہ۔ہ۔ہ "

اسنے انگلیوں سے ریشمی بالوں کو سنوارا

وہ کوئی بڑی بات نہیں بس چھوٹا سا مزاق کیا تھا۔۔اسکول والوں کی "

" عادت ہے بات کا بھتنگڑ بنانے کی

اسکے انداز سے دلآور خان واقعی کنیوینس ہو چکا تھا کہ بات اتنی نہیں جتنی

اسکول والے بڑھا چڑھا کر اسے بتا رہے تھے

تمہیں کوئی پریشانی ہے۔۔کمرے سے باہر کیوں نہیں نکلتے۔۔ہمارے "

" ساتھ بیٹھا کرو۔۔شام کی چائے پر بھی نہیں آتے

وہ کچھ نرم پڑ گئے

" میں کچھ مصروف تھا "

اس نے تھکے تھکے انداز میں گردن جھٹکتے ہوئے عذر تراشا

بیٹا میں اب بوڑھا ہو رہا ہوں۔۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اپنے سرکل "
میں روبرو کروائوں۔۔ تاکہ تمہیں لوگ جانیں۔۔ کل کو انہی لوگوں کے
درمیان تم نے بھی اٹھنا بیٹھنا ہے۔۔ میں چاہتا ہوں تم لوگوں کو دیکھنا،
"پرکھنا سیکھو کہ بزنس سوسائٹی میں موو کیسے کرنا ہے
" جی بابا۔۔ میں اس بات کا خاص خیال رکھوں گا "
اسے ان پر رحم آیا تھا جانے کیوں۔۔
دلآور خان پہلی بار اس فرمانبرداری اور اطاعت مندی پر نہال ہی ہو گیا تھا
۔۔
اسکا سر چومتے ہوئے جذباتی انداز میں مسکرا کر کمرے سے نکل گیا۔۔
شاید اسی نے ملازمہ سے کہلوا کر اسکا کھانا کمرے میں بھجوایا تھا۔۔۔ جو کہ
اسے یہ کہہ کر واپس بھجوا دیا کہ
" مجھے بھوک نہیں "
اسکی بھوک تو بہت پہلے مٹ چکی تھی۔۔

اب تو وہ بس زندہ تھا۔۔

جب تک دیدار یار ہوتا رہتا اسکی سانسیں چلتی رہتی۔۔۔

---

---

اسکول کی انتظامیہ نے اسے آخری بار وارننگ دی تھی کہ اگر اسکے بعد اس نے کوئی حرکت کی تو اسکول سے نکال دیا جائے گا

کیونکہ اور آلریڈی بہت اپنی بد تمیزیوں سے بہت مشہور ہو چکا تھا

اسکی وجہ سے مس چاہت بھی اسکول چھوڑ کر جا چکی تھی۔۔۔سب کو یہی معلوم تھا۔۔

کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ چاہت کی شادی ہو رہی تھی۔۔

" مجھے لگتا ہے تمہیں افنان سے دور رہنا چاہیئے "

شاہ میر نے اسکے برابر میں سنگی بنچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔۔وہ دونوں اس وقت اسکول کی عمارت کے پچھلے حصے میں تھے۔۔

" کیوں تم میرے باپ لگتے ہو جو مجھے نصیحتیں کر رہے ہو "

اس نے اکڑ کر شاہ میر کی بات کا جواب دیا تھا

کل اسی جگہ پر میں نے اسے اور اسکے دوستوں کو ڈر گز لیتے ہوئے دیکھا "

" تھا وہ اچھا لڑکا نہیں ہے نین

شاہ میر نے آہستگی سے کہا

" حسنین دلآور خان نام ہے میرا۔۔بہتر ہے تم بھی یہی کہہ کر پکارو "

وہ بلاوجہ ہی روڈ ہونے لگا۔۔

اسے یہ نام چاہت نے دیا تھا جس سے آج کل اسکا چھتیس کا آنکڑا چل رہا تھا

۔۔

وہ اس سے جڑی ہر چیز سے بائیکاٹ کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

" میرا کام تھا۔۔تمہیں خبردار کرنا آگے تمہاری مرضی ہے "

وہ کہہ کر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔۔

حسنین کی نگاہوں نے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔

---

---

" کہاں سے آرہے ہو "

مسز دلاور نے فیشن میگزین کا موڑ کر ٹیبل پر رکھ کر اسکی جانب متوجہ ہوئی

کچھ نہیں مام۔۔ مسلسل کلاسز ہو رہی ہیں تھک گیا ہوں۔۔ سوچ رہا "

" ہوں دو تین دن کا ریسٹ لے لوں

تم دوستوں کے ساتھ آئوٹنگ پر بھی تو نہیں جاتے۔۔۔ کم کر دو یہ "

پڑھائی وغیرہ ہر وقت سر پر سوار کیئے رکھتے ہو" وہ پیار سے اسکے بالوں میں

انگلیاں پھیرنے لگیں

" مام میں دنیا کا سب سے بیسٹ بزنس میں بننا چاہتا ہوں "

اس کی آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔۔

تمہیں اتنی محنت کر کے خود ہلکان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔تم "

" اویس لغاری کے نواسے ہو۔۔۔آخر کو سب کچھ تمہارا ہی تو ہے

" میں سمجھا نہیں مام "

وہ نا سمجھی سے انکی صورت دیکھنے لگا

"تمہارے ماموں کا کوئی وارث نہیں ہے۔۔۔اور۔۔ "

اور آپ میری اور وردہ کی شادی کر کے اس ساری جائیداد کا وارث مجھے "

"بنانا چاہتی ہیں

ایشان نے ماں کی بات کاٹ کر کہا

آف کورس!"وہ بولیں "

کم آن مام۔۔۔آپ ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہیں۔۔۔میں ایسا ہر گز نہیں "

" چاہتا اور ویسے بھی وردہ نین میں انٹرسٹڈ ہے

اس نے نگاہیں چراتے ہوئے سب سے ازیت ناک سچ بیان کیا۔۔

ایسا تمہیں لگتا ہے۔۔وردہ تمہاری بچپن کی فرینڈ ہے تمہارے علاوہ وہ "

"کیسے کسی کے بارے میں سوچ سکتی ہے

مسز دلآور بھی جانتی تھی۔۔ مگر وہ اس وقت ایشان کو اس بات پر کنوینس کر دینا چاہتی تھی۔۔۔

جو بھی ہے مام۔۔۔میں خود محنت کر کے اپنے بل بوتے پر وہ مقام "

حاصل کرنا چاہتا ہوں۔۔ برائے مہربانی اپنے اس پلین میں مجھے شامل مت

"کریں

وہ غصے سے ان کا ہاتھ جھٹک کر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا۔۔۔

فریش ہونے کے بعد وہ نین کے کمرے چلا آیا۔۔

" آئو ٹنگ پر چلیں "

نین نے کشن ہٹا کر اسے دیکھا اور پھر سے منہ چھپا لیا

"جائو یہاں سے تنگ مت کرو "

آج اسکا لہجہ پہلے کی بنسبت کم روڈ تھا

مگر وہ اداس اداس سا لگا اسے۔۔

وہ کشن جھولی میں رکھتے ہوئے صوفے پر براجمان ہو گیا۔۔

" کیا ہوا؟ سب اوکے ہے ؟ "

" جائو نا یار یہاں سے۔۔ کیوں آ جاتے ہو بار بار "

وہ اکتا کر اٹھا

ہوا کیا ہے یار۔۔ ہر وقت مرچیاں چباتے رہتے ہو۔۔ کبھی تو خوش مزاج سے پیش آ جایا کرو کہ میں بھی بھائی ہوں تمہارا۔۔۔ دوست " ہوں۔۔ مجھے بھی برا لگ سکتا ہے۔۔ کبھی سوچا ہے تم نے

اسکے لہجے میں ایسی اپنائیت تھی کہ نین چاہ کر بھی کچھ کہہ نہ سکا

اس نے بے ترتیب بالوں میں ہاتھ گھمایا اور پائوں بستر سے نیچے لٹکا لئیے

۔۔۔

ایشان اٹھ کر قریب آ گیا۔۔

" کیاہوانین؟ "

اس نے نرمی سے استفسار کیا۔۔

بے شک ایشان اس سے چھوٹا تھا مگر وہ بہت سمجھدار، تابعداری، خیال کرنے والا حساس لڑکا تھا۔۔۔

اسکی بکھری بکھری سی حالت پر اسے تشویش ہونے لگی تھی۔۔

" چاہت کی شادی ہورہی ہے یار۔۔۔وہ بھی مہران سے "

اسے نہیں پتا کیوں مگر وہ کہہ رہا تھا۔۔

" چاہت۔۔۔کون؟ "

ایشان کچھ کچھ سمجھتے ہوئے بولا

اس نے اک نظر ایشان کو دیکھا۔۔۔

وہ اسکے لئے فکر مند تھا۔۔۔

نہ تو اپنی ماں کی طرح اسے جاہل کہہ رہا تھا،

نہ اسکی نگاہوں تمسخر تھا

نہ ہی وہ اسے جج کر رہا تھا۔۔۔

"میری ٹیچر تھی۔۔مجھے محبت ہو گئی ہے ان سے "

کھڑکی سے چھن کر آتی دھوپ میں اسکی ڈارک برائون آنکھیں مزید چھوٹی پڑ گئیں مگر ایشان کو ان آنکھوں میں جنون ہی جنون نظر آ رہا تھا۔۔

" مگر۔۔۔ نین وہ تمہاری ٹیچر ہیں "

چپیپ "وہ اتنی تیز چیخا کہ ایشان لڑکھڑا گیا۔۔۔ "

سب ایک ہی بکواس کیئے جا رہے ہیں۔۔تو کیا ہوا اگر وہ ٹیچر تھی تو۔۔کیا " ٹیچرز کو محبت کرنے کا حق نہیں ہوتا۔۔کیا وہ انسان نہیں ہوتے

اس نے طیش میں آ کر اسکا گریبان جکڑ لیا۔۔

ایشان نے رسان سے اسکی بات سنی تھی۔۔

تم ٹھیک کہہ رہے ہو میرے بھائی مگر ان کی بھی سوسائٹی میں عزت " ہو گی۔۔وہ ٹیچر اور تم انکے اسٹوڈنٹ کے طور پر جانے جاتے ہوں گے

۔۔اب اگر ایسے میں تمہاری محبت کے چرچے ہوں گے تو۔۔دونوں کی

" بہت بدنامی ہو گی یار

اسکی بات سن کر اس نے لمبی سانس سینے میں کھینچ کر خود پر قابو پایا اور

دوبارہ بیٹھ گیا۔۔

دیر سے ہی سہی مگر اسے ایشان بات کا احساس ہوا ضرور تھا۔۔۔مگر دل کسی

رسوم ورواج کو کب مانتا تھا۔۔۔

دل تو بے اختیار تھا، بے پناہ چاہتا تھا۔۔

اور دوسری بات یہ کہ اگر مہران نے اس لڑکی کو ہمسفر کے طور پر چنا ہے "

" تو تمہیں اسے دل سے نکالنا ہو گا نین

اس نے غصے سے بیڈ شیٹ مٹھیوں میں دبوچ لی۔۔۔

" نکلو میرے کمرے سے "

" ٹھیک ہے۔۔تم کوئی ایسی ویسی حرکت مت کرنا اب

ایشان نے نرمی سے کہا تھا۔۔

جائووو" وہ چیخا "

اس نے بیڈ شیٹ کھینچ کر زمین پر پھینک دی۔۔

اور غصیلی سانسیں بھرتے ہوئے کھڑکی کے نزدیک آرکا۔۔

" تم جانتی ہو نین اور اسکی ٹیچر کے درمیان کیا معاملہ چل رہا ہے "

آج کافی دنوں بعد ایشان نے اسے باہر آئوٹنگ کے لئے بلایا تھا۔۔۔

" تو یہ وجہ تھی۔۔۔اسلئے بلایا ہے تم نے مجھے "

نین کا نام سن کر اسکا حلق تک کڑوا ہو گیا

" نہیں میں تو بس یونہی جاننا چاہ رہا تھا "

وردہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔

" کیا ہوا؟ "

وہ مسکرایا

" نین تم جیسا لونگ اور کیئر نگ بھائی ڈیزرو نہیں کرتا۔۔وہ تمہارے ساتھ، میرے ساتھ ہر شخص کے ساتھ اسی طرح بی ہیو کرتا ہے جو اس سے محبت کرتے ہیں اسکی پرواہ کرتے ہیں۔۔وہ ہے ہی جنگلی "

" ہم ایک بگڑے ہوئے بدمزاج شخص کو اسکے حال پر تو نہیں چھوڑ سکتے نا وردہ۔۔۔اسے ہماری ضرورت ہے۔۔میں جانتا ہوں وہ جتنا سمجھدار بننے کی کوشش کرتا ہے اتنا ہے نہیں۔۔اسی لئے اسے کسی محسن کی ضرورت ہے "

وردہ متاثر کن مسکراتی نگاہوں سے ایک ٹک اسے دیکھتی رہی۔۔

" تم کیوں ہو ایسے ایشان "

وہ ہنس پڑا اور بولا

" ہاہاہا۔۔۔ایسا ہی ہوں میں تو خیر چھوڑو۔۔جو پوچھا ہے اسکا جواب دو "

وردہ نے لمبی سانس کھینچی اور بولی

کیا جواب دوں۔۔لو تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لو اپنے چہیتے بھائی کی "

" حرکت اسکے بعد بھی کوئی سوال ہو تو پوچھ لینا

اس نے فون پر انگلی گھماتے ہوئے اک وڈیو نکال کر اسکے سامنے پلے کی

۔۔۔

جو کچھ دن پہلے مس چاہت کی فیرول پارٹی پر اسکی دوست نے اسے سینڈ کی تھی۔۔۔

یہ۔۔۔نین۔۔۔"وہ ششدر رہ گیا۔۔ "

نین نے بہت گری ہوئی حرکت کی ہے شان۔۔۔مس چاہت کی عزت "

" کا بھی خیال نہیں کیا اس نے

اس نے تاسف سے کہا

" مگر وہ تو کہہ رہا تھا کہ وہ ان سے محبت کرتا ہے "

تم اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی رہے ہو۔۔بتائو اگر نین کو سچ مچ ان سے "
محبت ہوتی تو کیا نین کرائوڈ کے سامنے ان کے ساتھ یہ بیہودہ حرکت کرتا؟
"

اس کے لہجے میں ایکدم غصہ عود آیا۔۔۔
مجھے کبھی کبھی یقین نہیں آتا کہ نین حد سے گزر جاتا ہے۔۔ہر چیز کی "
"اک لمٹ ہوتی ہے مگر
اس نے لب بھینچ لئے اور فون وردہ کی دوبارہ سرکا دیا۔
نین ایسا ہی ہے شان۔۔۔اسکی ڈکشنری میں سہی، غلط، اچھا، برا کچھ بھی "
معنی نہیں رکھتا۔۔جس چیز پر اسکا دل آجائے اسکے حصول کے لئے وہ ہر حد
" پار کر دیتا ہے
وردہ کی باتوں نے اسے سخت پریشانی میں ڈال دیا تھا۔۔۔
آج مہران کی مہندی تھی۔۔۔
نین کا کوئی بعید نہیں تھا وہ کیا کر گزرے۔۔

تو کیا اسے مہران کو بتا دینا چاہیئے ؟؟

وہ مشکل میں پڑ گیا۔۔۔

---

---

آج انکی رسم حنا تھی۔۔

مہران لائٹ کریم کلر کے کرتے میں بہت وجیہہ لگ رہا تھا۔۔اسکے لئے

ڈریس کا انتخاب زویا نے کیا تھا۔۔

رسومات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔۔

وہ کافی بار زویا اور ثمرہ بیگم سے نین کا پوچھ چکا تھا۔۔ ثمرہ بیگم لاعلم تھی۔۔

جبکے زویا انہیں ٹال مٹول سے کام لے رہی تھی۔۔

وہ اچھی طرح سے جانتی تھی نین کیوں نہیں آیا۔۔

اور اسکا نہ آنا ہی سب کے حق میں بہتر تھا۔۔۔ مگر مہران کے بے حد اسرار پر اس نے نین کو کال کی تھی۔۔

" کہاں ہو تم ابھی تک آئے کیوں نہیں ماموں پوچھ چکے ہیں بہت بار تمہارا کب آئو گے تم؟ "

وہ ابھی تک اس سے ناراض تھی۔۔

"آچکا ہوں۔۔اپنے لیفٹ سائیڈ پر دیکھو "

اسکی غم میں ڈوبی ہوئی دھیمی آواز زویا کے کانوں سے ٹکرائی تو اس نے بے ساختہ اس جانب دیکھا۔۔۔

وہ شلوار سوٹ میں ملبوس ماتھے پر بکھرے ہوئے بالوں سمیت سرخ سرخ آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

اسکے ہاتھ میں سگریٹ تھا۔۔

جس سے اُٹھتے دھوئیں نے اسکے چہرے کے خدوخال کو دھندلا کر دیا تھا۔۔

اسکی جسارت پر زویا قہر آلود نگاہوں سے گھورتی ہوئی اسکے پاس پہنچی۔۔

شرم آتی ہے؟گھر مہمانوں سے بھرا ہوا ہے اور تم ان کے سامنے "
دھڑلے سے سگریٹ پھونک رہے ہو۔۔۔ عزت دار لوگ ہیں ہم
"۔۔ تمہاری طرح بے غیرت نہیں ہیں
وہ اچھی طرح سمجھتا تھا اسکا اشارہ کس جانب تھا۔۔
" ہونہہ۔۔۔ عزت دار لوگ "
اس نے تمسخر اڑایا۔۔اور دھواں ہوا میں چھوڑا۔۔
زویا کو اس پر قہر آنے لگا۔۔
اس نے سگریٹ اسکے ہاتھوں سے نوچ کر پیروں تلے مسل دی۔۔
اس نے لمبی سانس کھینچتے ہوئے یہ منظر خاموشی سے دیکھا تھا۔۔۔ گویا
سگریٹ نہیں اسکا دل مسل دیا گیا تھا۔۔
زویا بہت کچھ کہنا چاہتی تھی مگر اسے دیکھ کر لگتا تھا اسکا کچھ بھی کہنا بے معنی
ہو گا۔۔۔
ایشان کو آتا دیکھ کر زویا کو کچھ حوصلہ ہوا تھا۔۔

سنبھالو اسکو۔۔اگر اس نے مہران کی شادی میں کوئی گڑ بڑ کی تو بخدا میں "
"اسکی جان لے لوں گی

نین کے لبوں پر زخمی سی مسکراہٹ ابھری۔۔

وہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔

ایشان کو اس سے ہمدردی محسوس ہوئی تھی۔۔

تم کب تک اس دھوکے میں زندگی بسر کرتے رہو گے نین۔۔۔چاہت "
تمہیں کبھی بھی نہیں مل سکتی۔۔کیونکہ وہ مہران کی بیوی بننے جا رہی ہے

" ۔۔نکل آئو دھوکے سے

اس دھوکے میں بڑا سکون ہے یار۔۔۔مجھے اسی کیفیت میں رہنے دو اس "
" سے نکلوں گا تو مر جائوں گا

اس کا دم گھٹ رہا تھا اس ماحول میں۔۔

وہ وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔

ایشان نے اسے بہت روکا۔۔

نہ وہ مہران سے ملا تھا۔۔۔

نہ اس نے رسم ادا کی تھی۔۔

بغیر کسی سے کچھ کہے وہاں سے نکلتا چلا گیا کہ اسکے لئے اور وہاں رہنا ممکن نہیں تھا۔۔

وہ گاڑی لے کر افنان کے پاس آیا تھا۔۔

افنان کے ہاں رنگیں پارٹی چل رہی تھی اسے دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا تھا

" زہے نصیب۔۔۔کیسے ہمارے غریب خانے کو جلا بخشی۔۔۔کہاں سے آرہے ہو یار؟ "

اس نے اک ساتھ کئی سوال کر ڈالے۔۔

وہ کسی اک سوال کا بھی جواب دیئے بغیر صوفے پر گر سا گیا۔۔

" تمہارے پاس ڈرگز ہے؟ "

افنان اسکی صورت دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

نہیں یار۔۔ تیرے لئے جان بھی حاضر ہے مگر پچھلی بار تیری حالت "
دیکھ کر میں بھی ڈر گیا۔۔ تیرا باپ بہت اونچی پارٹی ہے۔۔ کہیں پولیس
" کیس بن گیا تو میں مارا جائوں گا یار
" پلیز۔۔۔آئی نیڈ اٹ "
اس نے زندگی میں بار کسی سے گزراش کی تھی۔۔
چاہت ابراہیم کی محبت نے اسے کس موڑ پر لا کھڑا کیا تھا۔۔
چھوڑ یار میں تجھے اچھی سی ڈرنک کرواتا ہوں۔۔ سب بھول جائے گا تو "
"

اس نے مہنگی ترین شراب کے اسٹاک میں سے بوتل کھول کر اسکے سامنے
رکھ دی۔۔

ویسے ہوا کیا؟"اسے اچھنبہ ہوا "
" کچھ نہیں۔۔ مہران کی شادی ہے وہ بھی چاہت سے "

اووو تیری۔۔۔مطلب مس چاہت کی شادی تمہارے مہران سے؟ "

"

اس نے حیرانگی سے دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے۔۔

" ہاں۔۔ "

اس نے کہتے ہوئے جیسے ہی اک گھونٹ بھرا۔۔

اس قدر گھٹیا ذائقے پر اسکا موڈ خراب ہوا کہ وہ فلش کر آیا۔۔افنان کا ہنس ہنس براحال ہونے لگا۔۔

" یہ بڑی کام کی چیز ہے میری جان۔۔۔اک بار جو اسکو تھام لے وہ بس اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔۔تمہارے محبوب کی طرح نہیں "

اس نے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔۔اور بوتل زبردستی اسکے لبوں لگادی

سورج کی کرنوں کی روشنی سے صبح اسکی آنکھ کھلی تو وہ ایکدم سے اٹھ بیٹھا

۔۔

" رات کا ہینگ اوور اترا نہیں؟ "

اس نے پلٹ کر آواز کی جانب دیکھا۔۔۔

" کہاں ہوں میں؟ٹائم کیا ہو رہا ہے؟ "

اس نے آنکھیں مسلتے ہوئے کمفرٹر ہٹایا۔۔

" تم میرے فام ہائوس پر ہو اور دن کے بارہ بج رہے ہیں "

افنان نے بتایا

" ڈیم اٹ۔۔آج مہران کا نکاح تھا "

وہ بیڈ سے اچھلا

" اگر موڈ ہو تو آجانا شام کو "

افنان نے معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے اسکا کندھا تھپکا۔۔وہ سر ہلاتے ہوئے گاڑی کی چابی لیکر عجلت میں وہاں سے نکلا تھا۔۔

دلآور ہائوس کے مکین ہمیشہ کی طرح مصروف تھے۔۔

کوئی بھی مہران کے نکاع میں شمولیت اختیار کرنے کی دلچسپی نہیں رکھتا تھا سوائے ایشان کے جو وقت پر تیار ہو کر نیچے آیا تھا مگر حسنین غائب تھا۔۔

وہ اسکا فون بھی بار ہا ٹرائے کر چکا تھا مگر اس نے پک نہیں کیا تھا۔۔

کہاں تھے تم یار؟ ہم آلریڈی لیٹ ہیں نکاع کا وقت نکل جائے گا؟" "

اسے آتا دیکھ کر بولا

" سوری یار گفٹ لینے چلا گیا تھا مہران کے لئے "

اس نے صفائی سے جھوٹ بولا۔۔

وہ دنبدن اسکام میں ماہر ہوتا جا رہا تھا۔۔

تیار ہو کر ساتھ چل لیتے۔۔راستے میں تم گفٹ بھی خرید لیتے۔۔حد "

"کرتے ہو یار تم بھی

ایشان نے گھڑی دیکھی تھی

" اچھا بس پانچ منٹ میں آیا "

وہ کہہ کر تیزی سے کمرے میں بند ہو گیا۔۔

ان کے درمیان سرد مہری کی دیوار گر چکی تھی۔۔

! اب وہ اور حسنین دلآور خان دوست بن چکے تھے۔۔ شاید

وہ بہت کم کسی کے سامنے دل کھولتا تھا۔۔

اگر ایشان کے ساتھ اس نے اپنی زندگی کا باب بیان کیا تھا تو اسکا مطلب تھا

وہ اسکے دل میں اک مقام رکھتا تھا۔۔

" بلیک کیوں؟ "

اسے سیاہ اور سوٹ ویسٹ کوٹ میں ملبوس دیکھ کر ایشان ہکا بکا رہ گیا۔۔

" میرے ارمانوں کا جنازہ ہے نا آج۔۔ سیاہ تو بنتا ہے "

وہ تمسخر اڑاتے ہوئے

دودو، چار چار سیڑھیاں پھلانگ کر اترتا اسکے نزدیک سے گزر کر باہر چلا تھا

۔۔

ایشان کو اسکے ارادے ٹھیک نہیں لگ رہے تھے۔۔

وہ سر جھٹک کر اسکے پیچھے گیا۔۔

---

جب تک وہ لوگ پہنچے نکاح ہو چکا تھا۔۔

وہ جان بوجھ کر اسکے لئے سرخ گلاب لیکر گیا تھا۔۔

" بہت ناراض ہوں میں تم دونوں سے۔۔ تم دونوں کو نکاع کے وقت

" یہاں ہونا چاہیے تھا۔۔اور تم کل بھی غائب تھے

مہران نے شکوہ کیا۔۔

وہ جواباً صرف مسکرایا تھا۔۔

نکاح مبارک ہو" وہ مہران سے گلے ملتے ہوئے بولا۔۔ "

"آپ کو بھی بہت بہت مبارک ہو چاہت مہران فرید "

اس نے جتا جتا کر کہتے ہوئے پھول پیش کیئے تھے۔۔وہ جانتی تھی وہ یہ گلاب کیوں لایا تھا۔۔

" مجھے سرخ گلاب پسند نہیں "

"مگر آپ نے تو کہا تھا کہ اگر میں لائوں گا تو آپ قبول کر لیں گی "

چاہت کا رنگ فق ہو گیا۔۔اسے امید نہیں تھی وہ یوں کہہ دے گا۔۔

اس نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

سیاہ ویسٹ کوٹ میں ریشمی بال پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔۔

اسکی ڈارک برائون آنکھیں جنون کی داستان کہہ رہی تھی۔۔

چاہت نے بے ساختہ نگاہیں چرا لیں۔۔

" کبھی خوش نہیں رہو گی چاہت ابراہیم "

وہ اسکے کندھے پر جھک کر بولا۔۔

مہران انکی طرف متوجہ نہیں تھا۔۔

چاہت چاہ کر بھی اسے جواب نہ دے سکی۔۔

وہ منظر سے ہٹ کر اک کونے میں چلا آیا اور سگریٹ کیس نکالا۔۔۔

اسکا دل بے چین ہو رہا تھا۔۔

" بی ہیو یور سیلف نین ! تم فیملی گیدرنگ میں ہو۔۔ایسی حرکتیں زیب نہیں دیتی تمہیں "

اس نے لائٹر جلایا ہی تھا کہ وردہ نے اسکے لبوں سے سگریٹ نکال کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔۔۔

آج اسے غصہ نہیں آیا تھا۔۔یا شاید وہ عادی ہوتا جا رہا تھا۔۔اس نے اک نظر وردہ کو دیکھا۔۔

مرون اور گولڈ کے امتزاج والے کامدار شرارے میں برائے نام میک اپ کیئے وہ اچھی لگ رہی تھی۔۔

اچھی لگ رہی ہو" وہ بولا اور سگریٹ کیس بند کر کے اسٹیج کی طرف "

متوجہ ہوا تھا۔۔

واقعی؟" وردہ خوش فہم ہوئی "

ہمم""اسکی بے قرار نگاہیں چاہت ابراہیم کے وجود سے چپک کر رہ "
گئیں تھی۔۔

وہ لگ ہی اتنی پیاری رہی تھی۔۔

اور پھر حسنین دلآور خان تو اسکا دیوانہ تھا۔۔۔

کیسے نہ بے خود ہوتا۔۔

"کب تک یونہی رہو گے نین۔۔۔کب ختم ہو گا تمہارا یہ پاگلپن "

وردہ کو دکھ ہوا تھا

" جسے تم پاگل پن کہہ رہی ہو اسے محبت کہتے ہیں مگر تم کیا جانو "
دوسرے ہی لمحے وہ تلخ ہوا۔۔۔اس نے ہمیشہ کی طرح اسے تلخ اور زہر میں

بجھا ہوا جواب ہی دیا تھا۔۔

تو کیا یہ پاگل پن نہیں کہ میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں "

" یہ جانتے ہوئے بھی کہ تم چاہت ابراہیم کی محبت میں مبتلا ہو

اس نے حسنین دلآور خان کو لمحے بھر کے لئے ہی سہی مگر اپنی جانب متوجہ ضرور کیا تھا

" مگر میری محبت تمہیں 'محبت' نہیں لگتی "

وہ ازیت سے ہنسی تھی۔۔

" دیکھو وردہ۔۔

دیکھو تم۔۔۔ حسنین دلآور خان۔۔۔ تم جانتے ہو نا میری ضد کو۔۔اس "

" ضدی دل کو تم چاہیئے ہو... تم سے محبت ہے

اس نے پہلی بار استحقاق سے جتلایا تھا۔۔

" اگر بات ضد کی ہے تو تم مجھ سے کبھی جیت نہیں سکو گی وردہ "

اس نے کھلے عام للکارا تھا۔۔

اک بات کان کھول کر سن لو حسنین دلآور خان...اگر مجھے میری محبت نہ "
ملی تو تمہیں بھی تمہاری چاہت کبھی نہیں ملے گی یہ میری بددعا بھی ہے اور
"کوشش بھی

اس نے دکھی دل سے بہت سے آنسوئوں کے بیچ کہتے ہوئے حسنین دلآور
خان کا کلیجہ چھلنی کر دیا تھا۔۔۔

وہ زخمی چیتے کی مانند سرخ سرخ نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔

" تو تمہیں بھی سکون اور محبت کبھی نہیں ملے گا وردہ نواز "

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔۔

وردہ نے بمشکل امڈتے آنسوئوں کو اندر دھکیلا تھا۔۔

اسکی مٹھی میں سگریٹ کے ٹکڑے دبے ہوئے تھے۔۔

جس پر حسنین دلآور خان کے ہونٹ کے سنگم نقش تھے۔۔

وہ ان نشانیوں کے پھینک دینا چاہتی تھی۔۔ مگر ہر بار خود سے کیا ہوا عہد
بھول جاتی تھی

ثمرہ بیگم، مہران، انور صاحب حتی کہ سب ہی اس سے ناراض تھے سوائے زویا کے۔۔

اسے تو مہران کی شادی کا کتنا ارمان تھا۔۔۔

وہ اکثر ان خواہشات کا اظہار بھی کیا کرتا تھا

مگر قسمت اس طرح سے اسکا امتحان لے گی اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔

زویا نے سب کو جھوٹ بول کر مطمئن کر دیا تھا کہ اس نے بزنس سوسائٹی میں قدم رکھ دیا ہے۔۔۔

اسلئے وہ آجکل مصروف ہے مگر کوئی اصل حقیقت نہیں جانتا تھا۔۔

رخصتی کے بعد ثمرہ بیگم واپس آگئی تھی۔۔زویا انہیں دیکھ پریشان ہو گئی

۔۔

مام ایٹ لیسٹ آج تو آپ کو ہیں رہنا چاہیئے تھا" وہ اپنی مشکل ان سے چھپا"
نہ سکی

کیوں بھئی۔۔میرا اپنا گھر ہے، شوہر ہے، بچے ہیں۔۔ان کو بھی دیکھنا "
ہے میں کب تک اپنا گھر نوکروں کے سہارے چھوڑ کر وہاں بیٹھی رہتی زویا
"۔۔کیسی باتیں کر رہی ہو

" مما مجھے چاہت کی فکر ہو رہی ہے "

چاہت اپنے گھر ہے بیٹا۔۔تم اب اسکی فکر چھوڑ دو۔۔اسے ایڈجسٹ "
" کرنے میں وقت لگے گا۔۔تم کیوں فکر کرتی ہو؟

ثمرہ بیگم نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔۔

" مام میں نین کی وجہ سے پریشان ہوں۔۔ "

وہ سب کچھ بتانے کا فیصلہ کر چکی تھی۔۔

"کیا مطلب میں سمجھی نہیں؟ "

ثمرہ بیگم نے رک کر اسے دیکھا۔۔

زویا جو سنگل صوفے پر براجمان تھی۔۔

اپنی جگہ چھوڑ کر ان کے قریب بیٹھ گئی۔۔

اس نے انہیں الف سے ے تک ساری کہانی کہہ سنائی۔۔۔

---

اسکا شاندار استقبال ہوا تھا۔۔۔

تھکا دینے والی رسومات کے بعد ثمرہ بیگم اسے اسکے کمرے میں چھوڑ کر جا چکی تھی۔۔

اگر کسی چیز کی ضرورت کو تو ملازموں سے کہہ دینا" وہ کافی دن سے "
یہاں تھی اب اپنے گھر جانا چاہتی تھی۔۔اسے ملازموں سے متعارف کروا
کر جا چکی تھی۔۔

وہ بہت تھکی ہوئی تھی کچھ دیر بیڈ پر کمر سیدھی کرنے کے بعد بھی مہران
نہیں آیا تو اس نے چینج کرنے کا فیصلہ کیا۔۔اسے سخت نیند آ رہی تھی۔۔
وہ ایک ایک چوڑیاں اتارتے ہوئے جانے کن سوچوں میں مگن تھی کہ
لاک کلک ہونے کی آواز پر چونکی۔۔

" میں کب سے آپ کا انت۔۔۔ظار کر۔۔رہی تھی "

حسنین دلآور خان کو دیکھ اسکے لبوں سے لفظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہوئے۔۔

" ! ت۔۔۔تم "

وہ ہراساں سی ہو گئی۔۔

وہ بے خودی کے عالم میں اسے سر تا پا والہانہ نگاہوں سے دیکھتا حواسوں میں
نہیں لگ رہا تھا۔۔

" چلے جائو یہاں سے۔۔۔ تم کیوں آئے ہو؟ "

دیکھنے تو دو مجھے کہ جس پھولوں سے سجے کمرے میں، جس عروسی "
جوڑے میں میں نے تمہیں امیجن کیا تھا۔۔۔ تم اس میں کیسی لگتی ہو؟

"

وہ کہتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اسکی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔

میں نے بہت سہہ لی تمہاری گھٹیا حرکتیں مگر برداشت کی بھی حد ہوتی"

" ہے حسنین دلآور خان

وہ بھڑک اٹھی

تم کس برداشت کی بات کرتی ہو۔۔۔! بات تو اب میری برداشت کی "

" حدوں سے بہت آگے نکل چکی ہے چاہت

وہ اسکے غصے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے بولا

اپنا نہیں تو کم از کم اس رشتے کا ہی خیال کر لو۔۔۔ مہران کیا سوچے گا "
۔۔ کتنی محبت کرتا ہے وہ تم سے۔۔۔ اس پر یہ ظلم مت کرو۔۔ وہ سہہ نہیں
" سکے گا

اس نے لاشعوری طور پر مہران کی طرف داری کی تھی جو اس آگ کو اور
بھڑکا گئی

"اور جو کچھ میں سہہ رہا ہوں۔۔ اسکا جوابدہ کون ہو گا چاہت ابراہیم؟ "
اس نے آگے بڑھ کر سفاکی سے اسکی کلائی دبوچی کہ کئی چوڑیاں ٹوٹ کر
دونوں کو زخمی کر گئی۔۔

" تم نے پھنسایا ہے مہران ہے "
اس نے اک اور الزام تراشی کی۔۔

" بس کر دو تم "
وہ مزاحمت کرتے ہوئے چلائی تھی۔۔۔

" کیوں کیا تم نے ایسا۔۔۔دولت کے لئے ؟دولت تو میرے پاس بھی
ہے بلکے مہران فرید سے کئی زیادہ ہے۔۔اور "

وہ رک کر ازیت سے کہنے لگا

" میں تمہیں ان سے زیادہ کرتا تھا۔۔پھر مہران ہی کیوں ؟میں محبت بھی
کیوں نہیں ؟"

اسکی آنکھوں میں ڈھیروں پانی اترا تھا۔۔

" تم اوباش اور عیاش لڑکے ہو کیونکہ مہران کے پاس اسکا اپنا پیسہ ہے اور تم باپ کی دولت پر عیش
کر رہے ہو۔۔اگر وہ تمہیں نکال باہر کریں تو آج تمہارا اپنا کچھ بھی نہیں
ہے۔۔تم ایک اوباش اور عیاش لڑکے ہو "

نین کی آنکھیں بے یقینی سے پوری پوری کی کھل گئیں۔۔

" تم نے بنایا ہے مجھے ایسا۔۔میں ایسا نہیں تھا۔۔ایسا نہیں تھا میں۔۔تم نے
مجبور کیا ہے مجھے ایسا بننے پر۔۔اور اب تم مجھے عیاش اور اوباش ہونے کے
طعنے دے رہی ہو "

وہ غصے میں بے قابو ہونے لگا۔۔۔

اسکی آواز لاشعوری طور پر بلند تر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

وہ گھبرا گئی تھی

نین۔۔۔پلیز زخاموش ہو جائو کوئی سن لے گا۔۔اپنی نہیں تو میری"

" عزت کا خیال کر لو

اس نے روتے روتے ہاتھ جوڑ دیئے تھے۔۔۔

" بی بی جی۔۔۔میں اندر آ جائو "

ایکدم سے کمرے کا دروازہ بجا تھا۔۔

اس نے دہل کر دروازے کی جانب دیکھا تھا۔۔

نین نے اسکا ہاتھ تھاما اور بالکونی میں لے آیا۔۔

اسے دروازے سے لگا کر دائیں بائیں مضبوط بازوئوں کا گھیرا بنا لیا۔۔۔

ملازمہ اسکا استری شدہ لباس رکھ کر جا چکی تو اسکی سانس میں آئی تھی

ورنہ تو اس نے سانس تک روک لی تھی۔۔۔

تم نے قسم کھائی ہے کہ تم مجھے برباد کر کے چھوڑو گے۔۔خدا کے لئے "

" میرا پیچھا چھوڑ دو۔۔۔پلیززز نین

اسکے لہجے میں آنسوئوں کی آمیزش تھی۔۔

"میں اب مہران کی بیوی ہوں

اس نے نرمی اور رسان سے سمجھانا چاہا

نین کا دل تڑپ اٹھا۔۔

میں نہیں مانتا اس شادی کو۔۔تم۔۔تم صرف میری ہو۔۔صرف میرا "

" حق ہے تم پر

اس نے دونوں ہاتھوں سے جنونی انداز میں اسکا چہرہ قید کر لیا۔۔

اسکے ہاتھ تپتے انگاروں کی مانند دہک رہے تھے۔۔۔

چاہت اسکی کیفیت کا اندازہ کر سکتی تھی مگر اس وقت وہ خود پل سراط سے گزر رہی تھی۔۔۔

"نین پلیززز چلے جائو۔۔مہران نے دیکھ لیا تو قیامت آجائے گی "

اس نے پیار سے سمجانا چاہا۔۔۔

" تو آنے دو مہران کو۔۔۔دیکھنے دو اسے بھی "

اسکے آنسو مزید شدت سے بہنے لگے۔۔۔

" زیادہ سے زیادہ کیا ہو گا مجھے مار ہی دے گا نا تمہیں تو ویسے بھی میری کوئی پرواہ نہیں۔۔مجھے منظور ہے ایسی زندگی سے موت اچھی ہے "

وہ اس کے بے حد قریب تھا۔۔۔نرمی سے اسکے بہتے آنسو پونچھتے ہوئے بولا۔۔۔

" نین۔۔۔۔ "

اسکی آواز میں گزارش تھی

" میں نہیں جائوں گا "

اسکے گداز لبوں پر انگلی رکھتے ہوئے خاموش کروادیا۔۔۔وہ بگڑے ہوئے بچے کی مانند ضد پر مصر تھا۔۔

چاہت کی سانسیں سینے میں اٹکیں ہوئی تھی۔۔۔یوں لگ رہا تھا کسی بھی پل رخصت ہو جائی گی۔۔

مسلسل رونے سے اسکی آنکھیں سرخ ہو رہی ان کے ساتھ اس کے ساتھ اسکی ناک سلگ کر لال پڑ چکی تھی اور نین کا زخمی دل بھی۔۔۔

اسی پل اسکا فون بجنے لگا تھا۔۔

اسے نگاہوں کے حصار میں لئے فون اٹینڈ کر کے کان سے لگا لیا۔۔۔

ایسی کوئی حرکت مت کرنا جس سے تمہیں پچھتانا پڑے نین۔۔مہران " کو کھونے کی غلطی کبھی مت کرنا۔۔بہت پچھتائو گے نین واپس آجائو میری

" جان۔۔۔پلیززز آئی ریکویسٹ یووو

ثمرہ بیگم نے منت کی تھی

" ٹھیک ہے آنی "

اسکے لہجے میں صدیوں کی تھکن اتر آئی۔۔۔

وہ شکستگی کے عالم میں اسے یوں دیکھ رہا تھا جیسے بہت قیمتی اثاثہ کھو رہا ہو

---

اس نے بڑی عقیدت سے اسکا چوڑیوں سے زخمی ہاتھ چوما تھا۔۔۔

وہ لرز رہی تھی۔۔

کسی بھی پل حواس کھو سکتی تھی۔۔۔

اس وحشی انسان سے ہر قسم کی توقع کی جاسکتی تھی۔۔اب تو وہ بیاہ کر یہاں آئی تھی۔۔

اسے تمام عمر یہی گزارنی تھی۔۔

اسکی نظروں کے سامنے۔۔۔

جانے آگے وہ کیا کرنے والا تھا اسکے ساتھ۔۔۔

وہ کب کا جا چکا تھا۔۔

چاہت سسکتے ہوئے دیوار سے لگ کر کھڑی تھی۔۔۔

-

-

" بہت بے خود ہو گیا ہے یہ لڑکا اور محبت میں انسان کے خود پر سے
سارے اختیار ایک ایک کر کے ختم ہوتے جاتے ہیں۔۔اور میرا نین تو
ابھی بچہ ہے اسے زندگی کی ابھی سمجھ ہی کہاں ہے "

" آپ نے بچہ بچہ کہہ کر اسے بہت سر پر چڑھا لیا ہے مام۔۔دیکھنا آپ
نے وہ چاہت کے پاس ہی تھا۔۔آئم ڈیم شیور وہ وہیں ہو گا "

" تم تو چپ کرو زوئی۔۔ایسا کچھ نہیں ہے۔۔نین اتنا بھی بد اخلاق نہیں
ہے کہ ایسی حرکت کرے گا "

" وہ کیا کچھ کر سکتا ہے اسکا ابھی آپ کو اندازہ نہیں ہے مام۔۔۔اسکا ہر
انداز نرالا ہے۔۔۔مجھ سے اچھے طریقے سے اسے کون جان سکتا ہے۔۔وہ
محبت جتنی شدت سے کرتا ہے اسکی نفرت اتنی ہی خطرناک ہو گی "

اس نے ثمرہ بیگم سے چاہت کے اغواوالی بات چھپائی تھی۔۔وہ انہیں یہ بتا نہیں سکی تھی۔۔جانتی تھی کہ وہ نین سے کتنی محبت کرتی ہیں سن کر بہت ہرٹ ہوں گی۔۔

اور میں بھی اپنے بیٹے کو اچھے سے جانتی ہوں۔۔وہ ایسا کچھ نہیں کرے گا "

" میں سمجھائوں گی اسے

سمجھانے سے ماننے والا نہیں ہے وہ۔۔بڑی ٹیڑھی چیز ہے "زویا نے "

تنز کیا۔۔

اچھا بس کرو زویا۔۔۔ابھی تک کیوں نہیں آیا یہ لڑکا۔۔تم فون کرو "

" کہاں ہے پوچھو اس سے ؟

" لیں آگیا آپ کا چہیتا بیٹا "

زویا اک چبھتی ہوئی تیز نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے چلی گئی۔۔

کہاں تھے تم میری جان ؟ کھانا کھایا تم نے ؟ اتنے بکھرے بکھرے اور "

" پریشان کیوں لگ رہے ہوں ؟

انہوں نے ایکدم سے کئی سوال کر ڈالے۔۔

اس قدر محبت اور توجہ پر ڈارک برائون آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں

۔۔

وہ ان کی جھولی میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔

" آپ کو کس نے بتایا؟ "

بہت دیر بعد اس نے ہمت مجتمع کر کے پوچھا۔۔

! جانے زویا نے انہیں کیا کچھ بتایا ہو گا

زویا نے بتایا ہے۔۔وہ پریشان تھی کہ کہیں تم چاہت کو تنگ کر رہے "

" ہو گے

ثمرہ بیگم نے اسکے بال سہلائے۔۔

آج تک کچھ بھی حق سے نہیں ملا مجھے آنی۔۔ایسا کیوں؟"اس نے بھیگی "

آواز میں شکوہ کیا

نہ باپ کا پیار، نہ ماں کا پیار، "

" ! نہ دوستی، نہ رشتے.. اور اب

وہ رکا۔۔

آپ کو یاد ہے میں نے آپ سے پوچھا تھا دعائیں قبول ہوتی ہیں۔۔۔ "

آپ نے جھوٹ بولا تھا۔۔ اگر ایسا ہوتا تو چاہت ابراہیم کو پہلے میں نے مانگا تھا۔۔ وہ میری چاہت تھی۔۔ میری محبت تھی۔۔ وہ مہران کو کیسے مل گئی

"

وہ رو رہا تھا۔۔

اسکے آنسو ثمرہ بیگم کو اپنے دل پر گرتے ہوئے محسوس ہوئے۔۔ اسکا دکھ دل کو چھلنی کرتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔

" ایسا کیوں ہوا آنی "

"اسی میں اللہ کی کوئی مصلحت تھی میرے بچے۔۔ صبر کرو۔۔ "

ثمرہ بیگم نے اسے سینے سے لگا لیا۔۔

وہ ضبط کے سارے بندھن توڑ کر اس قدر رویا کہ زویا کو اسے چپ کروانا
۔۔وہ خود بھی رودی تھی۔۔

---

آج کی رات ہر رات سے بھاری اور عزابوں بھری تھی۔۔
تکلیف کی شدت سے دماغ کی نسیں جھنجھنا رہی تھی۔۔۔قسمت کی سفاک
اور ازیت ناکی نے اسکی سوچوں کو ایک ہی نقطے پر منجمند کر دیا تھا۔۔
چاہت کسی اور کی ہو گئی تھی
وہ چاہ کر بھی اسکے علاوہ کچھ اور نہیں سوچ پا رہا تھا۔۔
وہ چاہ کر بھی خود کو سمیٹ نہیں پا رہا تھا۔۔۔
چاہت ابراہیم کی محبت نے سب کچھ تہس نہس کر دیا۔۔۔اسکا دل،

اسکی سوچیں

اسکے ضبط کی دھجیاں بکھیر دیں تھیں۔۔

اسکا فون کب سے رنگ کر رہا تھا۔۔

افنان "کالنگ جل بجھ رہا تھا۔۔"

وہ سرخ سرخ سوجی ہوئی آنکھوں سے اسکرین کو دیکھ رہا تھا۔۔

پھر کال ریسیو کر لی

کہاں ہے یار۔۔ کب سے کال کر رہا ہوں۔۔ تیرے گھر کے باہر کھڑا "
ہوں۔۔۔ آجا چِل کرتے ہیں۔۔ فام ہائوس جانے کا پلین ہے۔۔۔ لڑکوں
" نے فل ماحول بنایا ہوا ہے۔۔ میں جانتا ہوں آج تو تھوڑا سیڈ ہو گا

اس نے افنان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔۔

کال کاٹنے کے بعد اس نے جوتے پہنے اور سیل فون اٹھا کر کمرے سے نکل
آیا۔۔

" ڈیممممم۔۔ تیری آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟ "

افنان کو تشویش ہونے لگی۔۔

" انفیکشن ہو گیا ہے "

اس نے بھاری آواز میں کہا اور ونڈ اسکرین کے پار دیکھنے لگا۔۔

اتنے کانفیڈنٹ سے بولے جانے والے جھوٹ پر افنان قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔۔

فارم ہائوس پر تیز میوزک۔۔

بے بے حیائی کی تصویر لڑکیاں لڑکے،

میوزک کی تھاپ پر رقص کرتے،

دنیا و مافیہا سے بے خبر اپنی دھن میں مگن تھے۔۔

وہ اداس سی صورت لئے ڈارک برائون آنکھوں سے ان سب کو گھورتا جا رہا تھا کہ

اک خوبصورت دبلی پتلی سی لڑکی ہاتھ میں ڈرنک کا گلاس لئے اسکی پاس آ بیٹھی۔۔

ہائے" وہ اک ادا سے اسکے قریب ہوئی تھی "

ہیلو!" وہ بولا "

" تمہاری آنکھیں۔۔۔بہت خوبصورت ہیں "

ہائوس کی سرخ رشنیوں میں اسکا چہرہ خوابناکی سے دیکھتی ہوئی کہنے لگی

۔۔

ارے علینہ تم یہاں ہو۔۔اس سے ملو یہ نین ہے۔۔۔ حسنین دلاور "

خان۔۔۔میرا دوست۔۔۔۔اور نین یہ کمشنر صاحب کی اکلوتی بیٹی

" ہیں۔۔علینہ نور

اس نے جتلاتے ہوئے کہا مگر حسنین دلآور خان کب کسی سے اسٹیس سے

امپریس ہوا تھا۔۔۔اس نے کوئی خاص رد عمل نہیں دیا۔۔

میرا دوست آج کچھ دکھی ہے جس لڑکی سے پیار کرتا تھا اسکی شادی "

" ہو گئی

افنان علینہ نور کو بتانے لگا

" کون تھی وہ کمینی جس نے تمہیں چھوڑ دیا "

اسکی حسرت بھری نگاہیں ابھی تک نین کے وجود سے چپکی ہوئی تھی

" ہاہاہاہا۔۔آئم سوری یار یہ تھوڑی سی بولڈ ہے "

افنان کا بے ساختہ قہقہہ چھوٹا۔۔

علینہ نور نین سے ادھر ادھر کی باتیں پوچھنے لگی

مگر حسنین دلآور خان اس میں نہ اسکے سوالوں میں دلچسپی دکھا رہا تھا۔۔

تو اس نے ڈرنک کی بوتل اٹھا کر اسکے حوالے کر دی۔۔

وہ ایک کے بعد ایک گلاس بھر کر حلق میں انڈیلتا ہی جا رہا تھا۔۔اس وقت

وہ شدت سے اس غم اور ازیت سے چھٹکارا پانے کا متمنی تھا۔۔۔

" !بس بس بس۔۔۔ "

علینہ نور نے زبردستی اسکے ہاتھ سے بوتل چھینی تھی۔۔

جو اس نے کھا جانے والی نظروں سے گھورتے ہو دوبارہ جھپٹ لی تھی

" تمہارا دوست بہت بے صبرا ہے افنان "

اس نے معنی خیزی سے ہنستے ہوئے افنان سے کہا۔۔

"نین اسٹاپ اٹ۔۔۔ "

اسے بے درخ پیتے ہوئے دیکھ کر وہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔

"چلو تمہیں گھر چھوڑ آئوں "

" میں خود چلا جائوں گا "

اسکا سر چکرا رہا تھا مگر وہ ہوش میں تھا۔۔

نہیں تم نہیں جائو گے اکیلے۔۔افنان تم چھوڑ کر آئو "علینہ نور مداخلت "

کرتے ہوئے بولی

اور افنان کو اشارہ کیا تھا۔۔

وہ آگے بڑھا اور گاڑی کی چابی لئے اسے بھی ساتھ آنے کا کہنے لگا۔۔

میں ڈرائیو کروں گا" نین بضد تھا۔۔۔ "

" یار تم نشے میں ہوں خوامخواہ ایکسیڈنٹ ہو جائے گا "

" نہیں ہو گا۔۔اور کس نے کہا میں نشے میں ہوں "

حسنین نے غصے سے گھورتے ہوئے اسکے ہاتھ سے چابی چھینی تھی۔۔

چاہت ابراہیم اس وقت کسی اور کی بانہوں میں سو رہی ہو گی اور تمہیں "
دیکھو۔۔۔ناکام عاشقوں کی طرح سڑکوں کی خاک چھانتے ہوئے آوارگی
"کر رہے ہو

افنان ہنستے ہوئے کہنے لگا۔۔

جو کہ اسکے زخموں پر نمک چھڑکنے کو کافی تھا۔۔۔

وہ بھی اسکی بات پر زخمی سی ہنسی ہنسا اور پھر بلند آواز ہنستا ہی چلا گیا۔۔

کیا ہوا؟"افنان سنجیدہ ہوا "

میرا نام بھی حسنین دلآور خان ہے۔۔۔اسکی ہیپی ویڈنگ نائٹ کو سیڈ "
" ہاربل نائٹ میں نہ بدل دیا تو کہنا

اس نے جنونی انداز میں اسپیڈ فل کی تھی۔۔

" نین۔۔ نین۔۔یار ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔۔اسپیڈ کم کرو "

افنان کو اسکی دل جوئی کرنا مہنگا پڑ گیا تھا۔۔

اسی اثنا میں اسٹرینگ اسکے ہاتھ سے چھوٹا اور گاڑی ٹرک سے ٹکرا گئی۔۔۔

تمہیں کیسے بتائیں ہم
محبت اور کہانی میں کوئی رشتہ نہیں ہوتا
کہانی میں
تو ہم واپس بھی آتے ہیں
محبت میں پلٹنے کا کوئی رستہ نہیں ہوتا

! ذرا سوچو
کہیں دل میں خراشیں ڈالتی یادوں کی سفاکی
کہیں دامن سے لپٹی ہے کسی بھولی ہوئی
ساعت کی نم ناکی
کہیں آنکھوں کے خیموں میں
چراغِ خواب گل کرنے کی سازش کو

ہوا دیتی ہوئی راتوں کی چالاکی

مگر میں بندہ خاکی

نہ جانے کتنے فرعونوں سے اُلجھی ہے

مرے لہجے کی بے باکی

مجھے دیکھو

مرے چہرے پہ کتنے موسموں کی گرد

اور اِس گرد کی تہہ میں

سمے کی دھوپ میں رکھا اِک آئینہ

اور آئینے میں تاحد نظر پھیلے

محبت کے ستارے عکس بن کر جھلملاتے ہیں

نئی دنیاؤں کا رستہ بتاتے ہیں

اِسی منظر میں آئینے سے اُلجھی کچھ لکیریں ہیں

لکیروں میں کہانی ہے

کہانی اور محبت میں ازل سے جنگ جاری ہے

محبت میں اک ایسا موڑ آتا ہے

جہاں آ کر کہانی ہار جاتی ہے

کہانی میں تو کچھ کردار ہم خود فرض کرتے ہیں

محبت میں کوئی کردار بھی فرضی نہیں ہوتا

کہانی کو کئی کردار

مل جُل کر کہیں آگے چلاتے ہیں

محبت اپنے کرداروں کو خود آگے بڑھاتی ہے

کہانی میں کئی کردار

زندہ ہی نہیں رہتے

محبت اپنے کرداروں کو مرنے ہی نہیں دیتی

کہانی کے سفر میں

منظروں کی دھول اُڑتی ہے

محبت کی مسافت راہ گیروں کو بکھرنے ہی نہیں دیتی

محبت اِک شجر ہے

اور شجر کو اس سے کیا مطلب

کہ اس کے سائے میں

جو بھی تھکا ہارا مسافر آ کے بیٹھا ہے

اب اُس کی نسل کیا ہے، رنگ کیسا ہے

کہاں سے آیا ہے

کس سمت جانا ہے

شجر کا کام تو بس چھاؤں دینا

دھوپ سہنا ہے

اُسے اِس سے غرض کیا ہے

پڑاؤ ڈالنے والوں میں کس نے

چھاؤں کی تقسیم کا جھگڑا اُٹھایا ہے

کہاں کس عہد کو توڑا، کہاں وعدہ نبھایا ہے

مگر ہم جانتے ہیں

چھاؤں جب تقسیم ہو جائے

تو اکثر دھوپ کے نیزے

رگ و پَے میں اُترتے ہیں

اور اس کے زخم خوردہ لوگ

جیتے ہیں نہ مرتے ہیں!

سلیم کوثر

" چاہت...؟ کہاں ہو۔۔۔چاہت؟ "

وہ کمرے میں اسے نہ پا کر آہستگی سے پکارتے ہوئے بالکونی کی طرف بڑھا تو دنگ رہ گیا۔۔

" چاہت آر یو آل رائٹ؟ کیا ہوا تم ایسے یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ "

وہ اسے سردی میں ٹھٹھرتا اور روتا دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا۔۔

چاہت اسے کیا بتاتی؟

! نہ جھوٹ کہہ سکتی نہ سچ

" ! ادھر آئو یہاں بیٹھو "

وہ اسے مضبوط بازئوں کے حصار میں لئے بیڈ پر تک لایا تھا۔۔

" اب بتائو کیا ہوا تھا؟ "

وہ نیچے بیٹھ گیا۔۔

" وہ۔۔میں۔۔مجھے "

مہران کی نظر اسکی زخمی ہتھیلی پر پڑی تو دم بخود رہ گیا۔۔

" یہ کیاہوا؟ یہ چوٹ کیسے لگی؟ "

چ۔۔چوڑیاں اتارتے ہوئے لگ گئی تھی۔۔بہت درد ہورہاہے" وہ اسکا "
مہربان لمس اور اپنائیت بھرا انداز پاکر ضبط کے سارے بندھن توڑ کر اسکے
گلے لگ کر سسک سسک کر رودی تھی۔۔

"ارے ارے۔۔۔ "

وہ بوکھلا گیا۔۔

" اگر تمہیں زیادہ درد ہورہاہے تو ہم ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں "

وہ نرمی سے اسکی کمر سہلاتے ہوئے کہنے لگا

نہیں" وہ بولی۔۔۔ "

" تو۔۔۔تم مجھے سے ڈر رہی ہو؟ "

نہیں" وہ اور تیز رودی۔۔ "

" اس اجنبی ماحول سے؟ "

" نہیں "

" ! تو پھر تم رو کیوں رہی ہو چاہت "

اس نے تو مہران کے ہاتھ پیر پھیلا دیئے تھے۔۔

" ! مجھے نہیں پتا "

اس نے روتے روتے کہا۔۔

وہ سخت کنفیوژ سا ہو کر لب کاٹنے لگا۔۔۔

" اچھا رونا تو بند کرو یار "

چاہت ابراہیم کو خاموش کروانا نومولود بچے کو خاموش کروانے کو مترادف ! تھا۔۔اور وہ ٹھہرا اک ناتجربے کار شخص

وہ نیچے سے فرسٹ ایڈ باکس لایا تب تک وہ اس نے کچھ حواس سنبھالے تھے

وگرنہ تو حسنین دلآور خان نے اسے کسی قابل نہ چھوڑا تھا۔۔

اب وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا۔۔چوڑیاں اتارے یا پہلے اسکے زخمی ہاتھ پر پٹی کرے۔۔

" کیاہوا؟ "

وہ سوں سوں کرتے ہوئے اسکی طرف دیکھنے لگی۔۔

" ! یہ تمہارے ہاتھ میں موجود چوڑیاں۔۔۔توڑدوں "

اس دھان پان سی لڑکی نے اچھے خاصے پُراعتماد شخص کااعتماد خاک میں ملا دیا تھا۔۔

نہیں !"اس نے ایکدم ہاتھ پیچھے کر لیا۔۔۔ "

" ! مگراسسے تو "

" تائی امی کہتی ہیں اک سہاگن کی چوڑیاں ٹوٹنابد شگونی ہوتی ہے "

مہران فریداسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔اور پھر دھیرے سے مسکرادیا۔۔

کیاچیز ہو تم !"وہ صرف سوچ سکا۔۔۔ "

اس جیسے تیسے زخم پر پٹی کی اور پھراسے چینج کرنے میں بھی مدد کی تھی۔۔۔

خود وہ آف وہائٹ شلوار کرتے میں ملبوس بہت تھکا تھکا سالگ رہا تھا۔۔

" مہران؟ "

اسکے خاموش تاریک کمرے میں یہ اک کنکھتی آواز۔۔

کتنا خوبصورت احساس تھا۔۔

جی ؟" وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگا۔۔ "

" مجھے۔۔۔ بھوک لگی ہے "

وہ ہچکچاتے ہوئے بولی تو مہران کھل کر مسکرا دیا۔۔

" اور کچھ ؟ "

وہ جاتے جاتے پلٹ کر پوچھنے لگا۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

جب تک وہ کھانا کھاتے رہی مہران کی والہانہ اور دلفریب نگاہوں کے حصار میں رہی تھی۔۔

اچانک اسے احساس ہوا تو پوچھا

" آپ نہیں کھائیں گے ؟ "

" ! بہت جلدی یاد آگیا آپ کو "

وہ شرمندہ سی ہونے لگی۔۔

مجھے بھوک نہیں ہے" وہ مسکرادیا۔۔ "

اسی لمحے اسکا فون بجا تو وہ اٹھ کر باہر چلا گیا۔۔

وہ واپس آیا تو اسکے چہرے پر پریشانی کے گہرے آثار تھے۔۔

" کیا ہوا؟ "

" نین کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔مجھے ہاسپٹل جانا ہو گا "

چاہت کی دھڑکنیں تھم سی گئیں۔۔

کیسے؟؟؟"اسکے لبوں سے بمشکل ادا ہوا۔۔ "

" خدا جانے یہ لڑکا کن چکروں میں پڑ گیا ہے "

وہ عجلت میں گاڑی کی چابی اور ضروری اوراشیاء اٹھانے لگا۔۔

میں بھی آپ کے ساتھ چلوں؟ "

"نہیں تم تھکی ہوئی ہو۔۔آرام کرو"

" آپ بھی تو تھکے ہوئے ہیں"

وہ بولی تو مہران اسے دیکھ کر رہ گیا

" چاہت !

پلیز "اسکے اسرار پر وہ کچھ نہ سکا اور سر ہلا دیا۔۔ "

اس نے اپنے گرد اچھے سے شال لپیٹی اور اسکے ہمراہ چل دی۔۔۔

---

اسکے ساتھ گاڑی میں اک اور بھی لڑکا تھا۔۔ جس کی شناخت وہ ہوش " میں آنے کے بعد کر چکا ہے مگر اسے اتنی چوٹیں نہیں آئیں جتنی حسنین کو آئیں ہیں آپ لوگ حوصلہ رکھیں۔۔ ہمیں چوبیس گھنٹے بعد اسکا ایک اور " آپریشن کرنا ہونا

" ہوا کیا ہے ڈاکٹر؟ "

وہ بہت سا حوصلہ جمع کرنے کے بعد یہی پوچھ سکا۔۔

ہاسپٹل سے پہلی کال اسے ہی آئی تھی۔۔دلاور خان کو ابھی تک علم نہیں تھا اس ایکسیڈنٹ کا

حسنین کی بیک بون بری طرح متاثر ہوئی ہے ہمیں خدشہ ہے کہ وہ عمر بھر چل نہیں سکے گا "

صدمے سے اسکے قدموں میں جان نہ رہی وہ لڑکھڑا گیا۔۔چاہت نے اسکا بازو تھام لیا تو وہ خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

ڈاکٹر صاحب پلیز کچھ کریں۔۔ابھی تو وہ بچہ ہے۔۔۔ابھی تو اس نے چلنا سیکھا ہے اتنی سی عمر میں وہ۔۔۔۔ "

وہ بات مکمل نہ کر سکا۔۔۔

ہم پوری کوشش کریں گے "

وہ کہہ کر جا چکے تھے۔۔۔

مہران سر تھام کر وہیں بیٹھ گیا۔۔۔

جبکے چاہت ابراہیم شیشے کے پار پٹیوں میں جکڑے وجود کو دیکھنے لگی۔۔
اسکی آنکھوں میں شدت آنسو امڈ آئے۔۔۔
! ابھی تھوڑی دیر پہلے تو وہ صحیح سلامت تھا اور اب
اسکا دل شدید دکھ کے احساس سے بھر گیا۔۔۔

---

"ہمیں حسنین کے بلڈ سے ڈر گز کے سیمپل ملے ہیں "
جملہ بار بار ان کے کانوں میں گونج رہا تھا۔۔
جب انہیں ایکسیڈنٹ کا علم ہوا تو دو منٹ کے لئے ان کی آنکھوں کے
سامنے اندھیرا چھا گیا۔۔
حسنین لاکھ نافرمان سہی انکا خون تھا۔۔

ان کا وارث تھا۔۔

اور جب ڈاکٹر سے بات کر کے اسکی کنڈیشن کا سنا تو وہ بلکل دل چھوڑ بیٹھے

۔۔۔

ایشان کو انہیں سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔

" ! وہ ڈر گز تو نہیں لیتا تھا پھر "

وہ اتنا آہستگی سے بولے کہ ایشان بھی بمشکل سن سکا۔۔

" نہیں لیتا تھا نا؟ "

اک موہوم سی امید تھی انکی آنکھوں میں۔۔ مگر ایشان کو سچ بولنا ہی پڑا

۔۔۔ جھوٹ بولنے کا کوئی فائدہ بھی نہیں تھا

" حسنین ڈر گز لیتا تھا بابا "

کب سے؟"ان کے کندھے شکستگی سے جھکے ہوئے تھے "

یہ تو میں بھی نہیں جانتا! وہ کسی لڑکی کے چکر میں تھا اس لڑکی کی شادی '

" ! ہو گئی اور

ایشان لاکھ چاہنے کے باوجود چاہت کا نام نہ لے سکا۔۔

اسے مناسب نہیں لگا۔۔

" کون تھی وہ لڑکی؟ "

اس نے بے ساختہ باپ کا چہرہ دیکھا

" پتا نہیں۔۔ حسنین نے کبھی بتایا نہیں "

اس نے جھوٹ بولا۔۔ وہ جانتے بوجھتے چاہت اور مہران کو مشکل میں نہیں ڈال سکتا تھا۔۔

" تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا یہ سب۔۔ شاید میں اپنے بیٹے کو روک لیتا "

" میں نے بھی اسے سمجھایا تھا بابا۔۔ مجھے لگا وہ میرے سمجھانے سے سمجھ گیا ہے مگر۔۔۔"

وہ مایوسی سے لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

بابا آپ گھر چل کر آرام کریں نین کی کنڈیشن میں کوئی امپورومنٹ "
" ہو گی تو میں آپ کو انفارم کروں گا

اس نے باپ کو اتنا پست حوصلہ اور شکستہ نہیں دیکھا تھا۔۔

" نہیں میں یہی رہوں گا۔۔ میں اپنے بیٹے کے پاس ہی رہنا چاہتا ہوں "

وہ بضد تھے۔۔

ایشان بھی ہار مان کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔۔

---

رات سے صبح اور پھر اگلی رات ہو چکی تھی۔۔

اسے مجبوراً ثمرہ آپی کو انفارم کرنا پڑا۔۔

وہ ہاسپٹل آنا چاہتی تھی مگر اسنے سمجھا بجھا کر انہیں روک دیا تھا۔۔

وہ بہت پریشان تھی مسلسل روتے ہوئے دعائیں کر رہی تھی۔۔

تم کل سے یہاں ہو میرے ساتھ۔۔ تھک گئی ہوں گی۔۔ چلو تمہیں "

گھر چھوڑ دوں۔۔ میں بھی فریش ہو کر واپس آئوں گا" اسکی آنکھیں رات بھر مسلسل جاگنے اور تھکن کے باعث سرخ پڑ چکی تھی۔۔ کچھ شادی کی تھکن تھی۔۔ اسے شاید بخار چڑھ گیا تھا

"میں نین کو دیکھ آئوں اک بار؟ "

اس نے اجازت چاہی

"ضرور۔۔ میں یہیں ویٹ کرتا ہوں تمہارا "

اس میں اتنا حوصلہ ہی کہاں تھا۔۔

جسے اس نے گود میں کھلایا تھا وہ اسے یوں بستر پر آدھ جان ہوئے دیکھتا۔۔ اسے یوں دیکھ کر تو چاہت کا دل بھی یکبارگی سے دھڑکا۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو....!

کتنے لوگوں کی جان تھا وہ !

کتنی محبتیں اپنے پیروں تلے مسل کر رکھتا تھا۔۔

" بہت بد تمیز ہو تم۔۔۔سب کو کتنا پریشان کر کے رکھتے ہو تمہیں اندازہ ہے اس بات کا ! "

وہ اسے ڈپٹتے ہوئے کہنے لگی۔۔ جیسے وہ ابھی اسکی فرمانبرداری کرتے ہوئے آنکھیں کھول دے گا۔۔

" نین۔۔۔!" وہ اسکے قریب آئی۔۔

" پلیز آنکھیں کھول دو۔۔دیکھو سب کتنے پریشان ہیں تمہاری وجہ سے "

اسکی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔۔

اک لمحے کے لئے وہ ان دونوں کے درمیان ہوئی ساری تلخیاں اور برے واقعات بھلا بیٹھی تھی۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے ریشمی بالوں کو چھوا تھا۔۔

اسی لمحے اسکے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہونے لگا اور مشین کی 'ٹوٹو' کے شور سے نرسز بھاگتی ہوئی وہاں آئی تھی۔۔

چاہت بھی بری طرح گھبرا گئی۔۔۔

بہتر ہو گا پیشنٹ کی پلسز ایکسلریٹ نہ کریں۔۔ورنہ کنڑول کرنا مشکل "

" ہو گا

" سسس۔سوری "

اس نے سر ہلاتے ہوئے آنسو پونچھے اور اک نظر ڈال کر ممرے سے نکل گئی۔۔

اسکے جانے کے بعد ڈارک براؤن آنکھیں دھیرے سے وا ہونے لگیں تھی

حسنین کی کنڈیشن میں کوئی امپورومنٹ نہیں ہو رہی ہمیں مجبوراً اسے "
" آپریٹ کرنا پڑے ورنہ وہ کومہ میں بھی جا سکتا ہے
مہران نے سختی سے لب بھینچ لیئے
آپ ان پیپرز پر سائن کر دیجئے آپریشن کے دوران اگر پیشنٹ کو کچھ "
"ہو جائے تو آپ ہاسپٹل کو بلیم نہیں کریں گے
" کوئی ضرورت نہیں ہے۔۔ ہمیں آپریشن نہیں کروانا "
دلاور خان نے کہا۔۔
کیا مطلب آپریشن نہیں کروانا! آپ نے سنا نہیں۔۔ نین کومہ میں جا "
" سکتا ہے
مہران آئوٹ ہوا تھا
کومہ میں تو پھر بھی چانسز ہیں کہ میرا بیٹا بچ جائے۔۔۔اس آپریشن میں "
" تو وہ بھی نہیں
"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں! ہوش میں تو ہیں۔۔"

مہران نے غصہ کنڑول کرنا چاہا تھا۔۔

" مہران پلیز ! میں آپ کے جذبات سمجھتا ہوں مگر وہ بھی باپ ہیں ان کو

" بھی فیصلہ کرنے کا حق ہے

ایشان نے رسان سے کہا

" تو سمجھائو اپنے باپ کو "

وہ بہت غصے سے راہداری میں واک آؤٹ کر گیا۔۔

" بابا ہمیں آپریشن کے لئے مان جانا چاہیئے۔۔ کومہ میں جانے کے بعد

" خدانخواستہ ہمیں سالہا سال انتظار کرنا پڑے تو ہم کیا کر سکیں گے

تو تم کہنا چاہتے ہو کہ میں جانتے بوجھتے اپنے اکلوتے بیٹے کو موت کے منہ "

"میں دھکیل دوں

ایشان کو دکھ ہوا تھا۔۔

! تو کیا وہ ان کی اولاد نہیں تھا

" ! نہیں میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا "

وہ کہہ کر اٹھے اور پریشانی کے عالم میں راہداری میں چکر کاٹنے لگے۔۔۔

ڈاکٹرز کے دبائو اور ایشان کے منت سماجت کرنے کے بعد
وہ مان تو گئے مگر مکمل دل ہار بیٹھے تھے۔۔۔
جوان اکلوتی اولاد تھی۔۔
انکی کل متاع تھا نین۔۔۔
مارے ٹینشن کے انکا بی پی شوٹ کر گیا تھا۔۔۔
ڈاکٹرز کو انہیں بھی ایڈمٹ کرنا پڑا۔۔۔
مسز دلاور خاص طور پر دلاور خان کی طبیعت خرابی کا سن کر آئی تھی
البتہ نین کی تو انہیں رتی برابر پرواہ نہیں تھی۔۔۔
ایشان کو دیکھ دیکھ کر انہیں ہول اٹھ رہے تھے۔۔
" تم گھر چلے جائو آرام کر آئو کچھ دیر "

نہیں مام۔۔جب تک نین کی طرف سے کوئی پازیٹو نیوز نہیں ملتی مجھے "

"چین نہیں آئے گا

اسکی آنکھیں رتجگے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔

نین کی محبت اسکے لہجے سے ٹپک رہی تھی۔۔م

سز دلاور کا دل چاہا اپنے بیٹے کی کلاس لے ڈالے

مگر اگلے ہی پل انہیں اس پر بھی بے حد رحم آیا تھا۔۔

اللہ نے چاہا تو نین بلکل ٹھیک ہو جائے گا بیٹا۔۔تم جائو گھر جا کر کچھ دیر "

"آرام کرو پھر واپس آجانا

پیار سے اسکے بالوں کو سہلاتے ہوئے کہنے لگی

تو انکا کندھا پا کر ایشان رو دیا۔۔

" نین کو کچھ نہیں ہونا چاہیے مام "

کچھ نہیں ہو گا اسے۔۔۔ڈاکٹر آپریشن کر رہے ہیں نا۔۔۔انشاللہ "

"کامیاب ہو گا۔۔تم فکر مت کرو

اسے بہلا پھسلا کر گھر تو بھیج دیا تھا

مگر وہ خود پریشانی میں گھر گئی تھی۔۔۔

انہیں اندازہ نہیں تھا کہ

ایشان نین کو لیکر اس قدر سیریس ہو گا۔۔

انہیں جلد ہی کچھ کرنا ہو گا و گرنہ وہ اپنا سب کچھ کھو بھی سکتی تھی۔۔۔

وہ گھر پہنچا تو سامنے ہی صوفے پر وردہ براجمان تھی۔۔۔اسکی روئی روئی سی

آنکھوں سے نظریں چراتے ہوئے فاصلہ رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

" نین کیسا ہے؟"

" پتا نہیں "

وہ شکستگی سے ہتھیلیوں کو گھورنے لگا

" اسے کچھ ہوا تو میں بھی مر جائوں گی شان "

وہ اسکے کندھے سے لگ کر سسکنے لگی تھی۔۔

ایشان کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔۔

"کچھ نہیں ہوگا اسے۔۔۔تم فکر مت کرو "

اسکی طرف دیکھنے سے گریز کیا تھا۔۔۔وہ اسے روتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تھا

۔۔۔

" یہ سب ہوا کیسے ؟ "

" ! مجھے نہیں معلوم "

چاہت ابراہیم !"وردہ نفرت سے بولی "

میں سمجھا نہیں"ایشان چونکا "

چاہت ابراہیم کی وجہ سے وہ اس حال میں پہنچا ہے۔۔وہ ہے اس کی زمہ "

" دار

فارگاڈسیک وردہ ! نین کے بلڈ میں ڈرگ پائی گئی ہیں۔۔وہ نشے میں "

ڈرائیو کر رہا تھا۔۔یونہی کسی بے گناہ پر الزام تراشی کرنے سے پہلے سوچ لیا

"کرو

وہ خفگی سے کہتا ہوا اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔۔

مگر وردہ کے دل میں چاہت کے لئے بد گمانی کی گہری چھاپ پڑ چکی تھی۔۔

اسکا دل چاہ رہا تھا کہ وہ سب کے سامنے چاہت ابراہیم کا پول کھول دے

۔۔۔

---

---

وہ ساری رات سوئی جاگی کیفیت میں صوفے پر بیٹھی رہی۔۔

رات بھر مہران گھر نہیں آیا تھا

کہ نین کا دوسرا آپریشن چل رہا تھا۔۔۔

اس نے فجر کی نماز کے بعد خاص اسکے لئے دعا کی تھی۔۔وہ صوفے پر

نیم۔دراز تھی جب مہران گھر آیا۔۔۔

اسے یوں دیکھ کر اس پر گھڑوں پانی بھر گیا۔۔۔

وہ ایک دن کی دلہن اسکی وجہ سے کس

دور سے گزر رہی ہو گی دوسری

لڑکیوں کی طرح اسکے بھی ارمان ہوں

مگر نین کی وجہ سے سارا معاملہ کھٹائی میں پڑ گیا۔۔۔

آج ان کا ولیمہ ہونا تھا جو کہ مہران کینسل کر چکا تھا۔۔اس نے چاہت سے

بھی نہیں پوچھا تھا۔۔

اس بات سے چاہت کو اندازہ ہو گیا تھا کہ نین مہران کے لئے کیا معنی رکھتا

تھا۔۔۔

اسکی سانسیں تھمنے لگتی تھی

!جب وہ نین اور اپنی حقیقت کے بارے میں سوچتی۔۔۔

اک نہ اک دن تو مہران کو سچائی پتا چل ہی جاتی۔۔۔

اس نے ہاتھ بڑھا کر چاہت کو جگانا چاہا تو اس کی آنکھ کھل گئی اور اسکا ہاتھ ہوا

میں معلق رہ گیا۔۔۔

" تم یہاں کیوں بیٹھی ہو! ایسے تو بیمار پڑ جائو گی "

اسکے لہجے میں بے پناہ فکر مندی اور نرمی تھی۔۔

وہ دھیمے سے مسکرادی۔۔

" آپ کا انتظار کرتے کرتے آنکھ لگ گئی تھی "

" آئم سو سوری۔۔۔میں نہیں آسکا تھارات"

وہ جی بھر کر شرمندہ ہوا تھا۔۔

" اٹس اوکے۔۔کیسا ہے نین؟ "

آپریشن کامیاب ہوا ہے۔۔مگر ڈاکٹر پر امید نہیں ہیں کہ وہ چل سکے گا "

"

اسکا دل اک لمحے دھڑکنا بھول گیا۔۔۔

نین کیسے ری ایکٹ کرے گا جب وہ خود کو اس حالت میں دیکھے گا! وہ سوچ سکی۔۔

میں نے ہمارا ریسپشن کچھ دن کے لئے ڈیلے کر دیا ہے۔۔آئی ہوپ "

" آپ مائنڈ نہیں کریں گی

وہ رضامندی سے سر ہلاتے ہوئے مسکرا دی تھی۔۔

آپ تھکے ہوئے آئے ہیں۔۔فریش ہو جائیں میں آپکا ڈریس نکال دیتی "

" ہوں

" تھینکس "

وہ ممنوع ہوا اور سر ہلاتے ہوئے واشروم کی طرف بڑھا۔۔۔

---

اسے ہوش آگیا تھا اور ہوش میں آنے کے بعد جو پہلی یاد اسے ذہن میں گردش کر رہی تھی وہ تھا

اس دشمن جان کا آنا،

اسکا لمس،

اسکی خوشبو، اسکی آواز، اسکے آنسو

اور حسنین دلآور کے

! دل کا بے ترتیبی سے دھڑکنا

اسکا مطلب چاہت ابراہیم اپنی ویڈنگ نائٹ چھوڑ کر آئی تھی۔۔

اسے اسکی پرواہ تھی۔۔

وہ خوش فہمی کے پہاڑ چڑھنے لگا اور چڑھتا ہی گیا۔۔۔

! تم مانو یا نہ مانو۔۔ تم مجھ سے محبت کرتی ہو چاہت ابراہیم

وہ سوچتے ہوئے محفوظ ہوا تھا۔۔۔

مہران تھوڑی دیر پہلے ہی اسکے پاس سے گیا۔۔۔

اور اب اسکے پاس ایشان تھا۔۔

اسنے بابا کا تکان زدہ چہرہ دیکھ کر شرمندگی سے رخ موڑ لیا تھا۔۔اس نے ہمیشہ انہیں بہت تنگ کیا تھا۔۔۔

ایشان نے انہیں بہلا کر گھر بھیج دیا تھا

وہ دو راتوں کے جاگے ہوئے تھے۔۔

حسنین کے متعلق ڈاکٹرز کے خدشات اور وہ ساری باتیں جس سے وہ آپا کھو سکتا تھا۔۔۔

وہ ساری باتیں چھپائی گئی تھی۔۔

ڈاکٹر چاہتے تھے کہ وہ جلد ریکور کرے تاکہ اسکے مزید ٹیسٹ ہو سکیں۔۔ تب ہی کوئی پیش رفت کی جاسکتی تھی۔۔

فلحال تو وہ خود بھی نشہ آور دوائوں کے زیر اثر جانے کیا کیا سوچ رہا تھا۔۔

اسکا ذہن ٹھیک سے بیدار نہیں ہوا تھا اور ابھی تو اس نے آنکھ کھولی تھی۔۔

"کوئی علینہ نور تم سے ملنے آئی ہے نین "

ایشان نے بتایا۔۔

" اگر تم چاہو تو میں اسے منع کر سکتا ہوں "

اس نے اک دو لمحے ذہن پر زور ڈالا اور پھر کہا

" اندر بلا لو اسے "

" او مائی گاڈ۔۔یو آر لو کنگ ہاربل نین "

اسکے چہرے پر جا بجا نشانوں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔ایشان کو اسکا کہنا برا لگا تھا۔۔

جبکے نین کے لبوں پر زخمی سی مسکان ابھر کر معدوم ہوئی۔۔

" اینی ویز تم تو میرے سامنے ہو افنان کدھر غائب ہے؟زندہ بھی یا۔۔ "

اس نے معنی خیزی سے ہنستے ہوئے بات ادھوری چھوڑی گویا حسنین کے ہوش اڑا دیئے تھے۔۔

افنان؟"وہ بری طرح سے چونکا "

ہاں بھئی افنان تمہارے ساتھ تھا ناگاڑی میں۔۔تم نشے میں تھے اسلئے "

" میں نے تمہیں اسکے ساتھ بھیجا تھا

ان دونوں کی گفتگو سن کر ایشان نفی میں سر ہلاتا کمرے سے نکل گیا۔۔

اسے نین کی بری صحبت پر کوئی شک نہیں رہا تھا

"پتا نہیں مجھے تو۔۔میں تو۔۔ "

زہن پر زور ڈالنے کی کوشش کی تھی کہ سر سے درد کی ٹھیسیں اٹھنے لگی۔۔

" اٹس اوکے تم زہن پر زور مت ڈالو۔۔میں پتا کراتی ہوں اسکا "

وہ اسکے ہاتھ پر ہاتھ کر رکھتے ہوئے نرمی سے کہنے لگی

اسی لمحے روم کا دروازہ کھلا اور وردہ کی نظر ان پر پڑی تھی۔۔

"میں چلتی ہوں اور اگر افنان کی کوئی خبر ملے تو ڈولیٹ می نو "

وہ مسکراہٹ اسکی طرف اچھالتے ہوئے اپنا ہینڈ کیری اٹھا کر کمرے سے نکل گئی۔۔۔

کون تھی یہ؟"اسکا انداز تفتیشی تھا۔۔۔ "

" جہاں تک میری آنکھیں کام کرتی ہیں وہ لڑکی تھی "

" لڑکی کا کوئی نام بھی ہو گا "

اسکا لہجہ سخت ہوا

علینہ نور "وہ آہستگی سے بولا "

" کیا کرتی ہے ؟ "

" منسٹر صاحب کی بیٹی ہے۔۔ کرتی ورتی کچھ نہیں "

اسکا انداز لاپرواہ تھا

"مجھے سمجھ میں آتی کہ تم۔۔۔ "

اور مجھے سمجھ نہیں آتی کہ میں تمہارے ان اسٹوپڈ سوالوں کا جواب کیوں "

" دے رہا ہوں

وہ تیزی سے بات کاٹتے ہوئے بولا

" تم یہاں میری عیادت کرنے آئی ہو یا تفتیش '

وہ پھٹ پڑا

" جائو یہاں سے "

اسکے انداز سے وردہ ہرٹ ہوئی تھی۔۔

" مجھے دیکھتے ہی تمہارا موڈ کیوں آف ہو جاتا ہے۔۔کیا میں اتنی بری لگتی ہوں تمہیں "

..وہ روہانسی ہونے لگی۔

" یہ تم مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو۔۔ تمہیں خود ہی سمجھ جانا چاہیئے "

اس نے بداخلاقی کی انتہا کر دی تھی۔۔

وردہ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔۔

" تمہیں پتا بھی ہے۔۔میں کتنا روئی ہوں تمہارے ایکسیڈنٹ کا سن کر کتنی دعائیں مانگی تھی میں نے۔۔۔اور تم یہ صلہ دے رہے ہے میری مخلصی کا "

" اس سے تو اچھا ہوتا کہ تم میری موت کی دعا مانگ لیتی وردہ "

وہ ایکدم تلخ ہوا تھا۔۔

اسکے رویے سے دل برداشتہ ہو کر

وہ الٹے قدم اٹھاتی دروازے تک گئی کہ وہاں ایشان پہلے سے کھڑا تھا۔۔

وہ اسے نظر انداز کر کے آنسو پیتی راہداری میں آگے بڑھ گئی۔۔

بہت پچھتائو گے اک دن اتنی محبتوں کو پیروں تلے روندتے ہو "

" ۔۔لوگوں کی مخلص محبت کی قدر نہیں کرتے تم

" لوگوں کی یا تمہاری؟ "

نین نے ایکدم اسکا دل دھڑکا دیا۔۔

وہ یوں شاکڈ ہوا جیسے چوری پکڑی گئی ہو

" ! کیا مطلب ہے تمہارا "

" تم نہیں کرتے وردہ سے محبت؟ "

وہ بھی حسنین دلآور خان تھا۔۔لوگوں کے پول ان کے منہ پر کھول دیا کرتا تھا۔۔

" شٹ اپ ہم صرف دوست ہیں "

ایشان نے نظریں چراتے ہوئے کہا

" ! اچھا! صرف دوست ہیں "

حسنین نے اسکا مزاق اڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔

" تم بہت بد تمیز ہو نین "

ایشان کو اس پر غصہ آنے لگا۔۔

پتا نہیں اسے کیسے بھنک پڑ گئی تھی۔۔

" بس کبھی غرور نہیں کیا "

وہ ڈھٹائی سے بولا۔۔

نرس اسکا چیک اپ کرنے کے لئے اندر آئی تو ایشان کمرے سے نکل گیا

---

---

اسکی آنکھ کھلی تو سب اسکے سر پر کھڑے تھے۔۔

نشہ آور دوائوں کا اثر ابھی زائل نہیں ہوا تھا۔۔۔

اس نے اجنبی سی نگاہ سب پر ڈالی اور پھر سے آنکھیں موند لیں۔۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔۔۔ تمہیں ہوش آگیا میرے بچے۔۔ کیسا "

" ! محسوس کر رہے ہو تم

دلآود خان نے جھکتے ہوئے اسکی پیشانی چومی تھی۔۔ مسز دلاور کو یہ منظر

ایک آنکھ نہ بھایا وہ اپنا ہینڈ کیری اٹھا کر باہر نکل گئی۔۔

چاہت بھی مہران کے ساتھ اسکی عیادت کرنے آئی تھی

اسے اک نظر دیکھتے ہی اسکا دل دکھ سے بھر گیا تھا۔۔۔

پتا نہیں وہ اپنی کنڈیشن کے بارے میں سنے گا

! تو کیا ری ایکٹ کرے گا۔۔

وہ مہران کو اسکے ساتھ اکیلا چھوڑ کر کمرے سے نکل گئی۔۔

واپسی پر وہ اسے اپنے ساتھ لے آئی تھی

کیونکہ وہ مسلسل ہاسپٹل میں ہی تھا۔۔

اسے بھی آرام کی ضرورت تھی۔۔

وہ مہران کے لئے کھانا گرم کر رہی تھی

جب تائی امی کا فون آیا تھا۔۔۔

وہ حسنین کی طبیعت کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔۔

اسے آنے کا بھی کہہ رہی تھی۔۔

حسنین کے ایکسیڈنٹ کی وجہ سے ساری رسومات بیچ میں ادھوری رہ گئی تھی

اس نے اس دن کے بعد سے ان کے ہاں چکر نہیں لگایا تھا۔۔۔

" ! کیا سوچ رہی ہو "

.اسے گم سم دیکھ کر پوچھا اور کف موڑتے ہوئے کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

تائی امی کا فون تھا وہ کہہ رہی تھی آج رات کا ڈنر ہم انکی طرف "

" کریں۔۔ مگر میں نے منع کر دیا

کیوں؟" اس نے کھانے سے ہاتھ روک کر پوچھا "

"کیونکہ نین کی وجہ سے آپ۔ "

نین کی وجہ سے ہم اپنی ذاتی خوشیاں تو ملتوی نہیں کر سکتے ناں چاہت "

"۔۔اور نہ ہی میں ایسا ہونے دوں گا

اس نے چاہت کی جھجک دور کرتے ہوئے کہا

" ! مگر "

"تم انہیں کال کر دو۔۔ہم ضرور جائیں گے "

میں آج پہلے آفس جائوں گا۔۔پھر ڈنر کے بعد ہم نین سے ملنے ہاسپٹل چلیں گے

" ! جی "

وہ حسنین کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔

مہران کو روکنا چاہتی تھی مگر ایسا کر نہیں پائی۔۔۔

" تمہیں نہیں لگتا تم زیادہ ہی ہوائوں میں اڑ رہے ہو "

مہران کھلکھلا کر ہنس دیا تھا۔۔

" میں اپنے کے بیٹے کے سامنے تمہاری اصل حقیقت بے نقاب کر کے رہوں گا۔۔میں جانتا ہوں اسے ڈر گز پر لگانے والے بھی تمہی ہو۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے یہ سب کر کے تم اسے اپنے مفاد کے لئے استعمال کرو گے ۔۔۔ایسا میں ہونے نہیں دوں گا"

مہران کو دلآور خان کی سوچ پر بیک وقت ہنسی بھی آئی اور افسوس بھی ہوا تھا

" چہ چہ۔۔ تم کتنا غلط سوچتے ہو میرے بارے میں۔۔۔پہلے تحقیق کر لو معاملے کی۔۔بلکے یہ الزام تو مجھے تمہارے سر ڈالنا چاہیئے۔۔ تمہارے گھریلو جھگڑوں کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچا ہے"

" ! انفففف "

ان دونوں کی بڑبڑاہت سے اکتا کر اویس لغاری نے ٹیبل پر ہاتھ مارا تھا کہ وہ دونوں اس وقت تمام بورڈ آف ڈائریکٹرز کی توجہ کا مرکز تھے۔۔۔

میٹنگ کے فورا بعد ہی اسنے باقیات سمیٹی اور وہاں سے نکل گیا۔۔

یہ کانفرنس بھی کامیابی سے انکے حق میں گئی تھی۔۔۔ جس سے اویس لغاری اور دلاور خان خوش نہیں تھے۔۔۔

اس نے ان کے ناک میں دم کر دیا تھا کہ وہ اس سے دوسرے طریقے سے نپٹنے کے بارے میں سوچنے لگے تھے۔۔۔

---

ڈارک مرون کلر کے ڈریس میں اس نے ہلکا پھلکا میک اپ

کیا تھا اور بالوں کا کھلا ہی چھوڑ دیا تھا۔۔۔

آئینے میں اپنا فائنل لک دیکھتے ہوئے اسے سب کچھ عجیب سا لگ رہا تھا۔۔

وہ اتنا کبھی تیار نہیں ہوئی تھی۔۔

مگر اب ہونا پڑ رہا تھا۔۔

کتنا کچھ بدل گیا تھا۔۔

اسکی ساس نے خاص تاکید کی تھی کہ میکے کی دعوت ہو یا سسرال کی

وہ نئی نویلی دلہن ہے اسے پہننے اوڑھنے کا خاص خیال رکھنا ہے۔۔

وہ سوچ ہی رہی تھی کہ مہران کی کال آنے لگی۔۔

" میں باہر گاڑی میں ویٹ کر رہا ہوں۔۔ تم تیار ہو "

جی بس۔۔۔" وہ کفیوز سی تھی "

" !کیا ہوا "

" بال باندھوں یا۔۔۔ کھلے چھوڑ دوں "

وہ اپنی سوچوں سے الجھتی ہوئی بڑبڑائی

مہران اسکی بڑ بڑاہت سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔۔۔

مجھے معلوم تو نہیں کہ تم کیسی لگ رہی ہو مگر اتنا ضرور کہوں گا کہ بال "
باندھ لو۔۔ورنہ میں مشکل میں پڑ جائوں گا۔۔ہو سکتا ہے پھر میں جانے کا
" ارادہ بھی بدل دوں

وہ معنی خیزی سے بولا

تو چاہت کے لبوں کو شرمیلی سی مسکان ابھری تھی۔۔۔

وہ اسکے پہلو میں آکر بیٹھی تو

مہران نے اک لمبی سانس کھینچتے ہوئے دل ہی دل میں اسکی نظر اتاری تھی
۔۔۔

" چلیں۔۔۔؟ "

" میں تو کہتا ہوں آج رہنے دیتے ہیں "

اسکے زو معنی انداز پر چاہت کا رنگ گلنار ہونے لگا۔۔

" چلیں۔۔تائی امی انتظار کر رہی ہوں گی "

تائی امی کی پرواہ ہے۔۔میرے دل کی نہیں۔۔ظالم لڑکی "اس نے "
مسکین سی صورت بنا کر کہتے ہوئی گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔

تائی امی نے انکا گرمجوشی سے استقبال کیا تھا۔

اظہر اور اشعر اس سے اداس ہو چکے تھے۔۔

وہ چاہتے تھے چاہت ایک دو دن تک رک جائے

مگر تائی امی نے حالات کو دیکھتے ہوئے انہیں سلیقے سے ٹوک دیا۔۔چاہت خود بھی چاہتی تھی

کہ حالات نارمل ہو جائیں تو ہی وہ تائی کے ہاں رہنے آئے۔۔واپسی پر انہیں ہاسپٹل جانا پڑا نین کی عیادت کرنے۔۔۔

وہ اسکا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔۔

کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اس نے دانستہ نادانستہ مہران کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا تھا۔۔

وہ اس جنونی لڑکے سے بہت خائف تھی۔۔

! جانے کب کیا بات کہہ دے

" کیسے ہو نین ؟ "

آواز پر اس نے آنکھیں کھولیں تھی اور پھر بند کرنا بھول گیا۔۔۔

اسکی نگاہوں کے والہانہ پن سے چاہت نے بے چینی سے یہاں وہاں دیکھنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

وہ اسکی عیادت کو آئی بھی تو شوہر کے ہاتھوں میں ہاتھ میں ڈال کر۔۔۔وہ ! کیسا ہو سکتا تھا

" ! کیسا لگ رہا ہوں آپ کو "

تلخی میں بجھا ہوا جملہ تھا۔۔

" پہلے سے بہتر لگ رہے ہو "

وہ بولی

" سہی کہہ رہی ہو اس نے تو سب کو مشکل میں ڈال دیا تھا "

وہ دونوں چلتے ہوئے اسکے نزدیک آ رکے۔۔۔

وہ جواباً تزبیہ سی ہنسی ہنسا تھا۔۔۔

جب اسکی نگاہیں ان ہاتھوں پر پڑی تو

اس نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔۔

اس کے بدلتے تاثرات مہران نوٹ کیئے بغیر نہ رہ سکا تھا۔۔

" کیا ہوا تم ٹھیک تو ہو؟ ڈاکٹر کو بلائو "

" میں ٹھیک ہوں "

وہ آنکھیں موندے گہرے گہرے سانس لیتے ہوئے خود پر قابو پانے لگا تھا۔۔

" میں اور چاہت اسکے تایا ابو کی طرف آئے تھے تو سوچا تمہیں دیکھتے چلیں۔۔۔ایشان کہاں ہے۔۔ نظر نہیں آرہا ! "

" دوسرے روم میں ہو گا "

میں ایشان سے مل کر آتا ہوں تب تک تم نین کو کمپنی دو" وہ مسکراتا " اسکی جانب مڑا۔۔

" نین سے اس کے ایکسیڈنٹ کے متلعق کوئی بات مت کرنا ہم نے اس
" سے اسکی کنڈیشن کے متعلق سارے خدشات پوشیدہ رکھے ہیں
وہ چاہت کے کندھے پر جھک کر آہستگی سے کہنے لگا تھا۔۔۔ حسنین دلآور
خان کی صورت قابل دید تھی۔۔
رقابت کی جلن نے اسکا چہرہ سرخ کر دیا تھا۔۔۔اس نے آنکھیں موند
لیں۔۔۔
کمرے میں معنی خیز سی خاموشی چھا گئی۔۔۔
چاہت چلتے ہوئے اسے پاس رکھی چیئر پر بیٹھ گئی۔۔۔
اسکے ہاتھوں کی زرا سی حرکت سے چوڑیاں بج اٹھیں۔۔۔
ڈارک برائون آنکھوں نے متوجہ ہو کر اس جانب دیکھا۔۔۔
" تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تم نے تو اپنی جان کی پرواہ بھی نہیں ہے
" نین
" جہاں محبت کی جاتی ہے وہاں جان کی پرواہ نہیں کی جاتی "

وہ اسے نظروں کے حصار میں لئے کہنے لگا۔۔

" میں اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکی ہوں۔۔ بہتر ہے کہ تم بھی سب کچھ بھلا کر آگے بڑھ جائو"

وہ اسے سمجھانا چاہتی تھی

" تم مجھے اتنا پیچھے چھوڑ آئی ہو کہ اب آگے بڑھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"

اسکی آنکھوں میں تپش تھی۔۔

چاہت ابراہیم جسے وقتی جذبات سمجھ بیٹھی تھی۔۔

وہ وقتی جذبات نہیں تھے۔۔۔

اسکی محبت تھی۔۔۔

اسکا عشق تھا۔۔

کچھ ہی دیر میں مہران آگیا تھا۔۔

اور وہ دونوں باتیں کرتے, ہنستے، مسکراتے ہوئے۔۔

کمرے میں خوشبوئیں چھوڑ گئے۔۔۔

" ! میں اپنی زندگی میں آگے بڑھ چکی ہوں "

اسکی باتیں زہن میں تپتے انگاروں کی طرح چپک سی گئیں تھی۔۔

اسکا ذہنی سکون غارت ہو گیا۔۔

اس نے ظالمانہ انداز میں ہاتھ سے ڈرپ کھینچی تھی۔۔۔

اور کسی نوکیلی چیز کی تلاش میں کمرے میں نگاہیں دوڑانے لگا۔۔۔

اس نے فروٹ کی ٹوکری میں سے چھری اٹھائی تھی کہ دروازہ کی ناب کلک ہوئی اور ایشان اندر آیا تھا۔۔۔

اسکی بکھری بکھری سی حالت دیکھ کر دوڑتا ہوا اسکے پاس پہنچا اور چھری اسکے ہاتھ سے چھین لی۔۔۔

" شرم آنی چاہیئے تمہیں۔۔۔ایک میچور انسان ہو تم۔۔بچوں جیسا بی ہیو کرنا چھوڑ دو۔۔کہ اگر کوئی چیز نہیں ملی تو واویلا کھڑا کر دیا "

" کوئی چیز نہیں ہے وہ۔۔۔وہ۔۔میرا دل ہے اس میں۔۔۔میری جان
" بستی ہے۔۔۔تم۔۔تم نہیں سمجھ رہے
اسکی چیختی ہوئی آواز کمزور اور نحیف آواز میں تبدیل ہونے لگی تھی۔۔
" حقیقت کا سامنا کرنا سیکھو یار۔۔تم نے دیکھا نہیں دونوں کتنے خوش
ہیں ایک دوسرے کے ساتھ۔۔۔تمہاری کوئی جگہ نہیں ہے ان کے
" درمیان
! ایشان کا لہجہ اتنا تلخ تھا یا پھر یہ حقیقت
اسکے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا
ان کے شور کی آواز سن کر نرس اندر آئی تھی۔۔
" اسے نیند نہیں آرہی ہے۔۔آپ اسے انجیکٹ کریں تاکے یہ پر سکون
" نیند سو سکے
ایشان نرس نے کہنے لگا
"نہیں۔۔۔ "

اس کا سر بے ساختہ نفی میں ہلنے لگا

"نہیں۔۔۔ایشان۔۔ نہیں۔۔۔ "

وہ چیخا تھا مگر میل نرسز نے اسے انجیکشن دے کر سکوں کی نیند سلا دیا۔۔۔

ایشان پریشان حال سا سر ہاتھوں میں گرا کر بیٹھ گیا۔۔۔صد شکر کہ بابا یہاں نہیں تھے

ورنہ انہیں شک ہو جاتا کہ چاہت ہی وہی لڑکی ہے۔۔

اور پھر وہ چاہت اور مہران دونوں کے ساتھ کیا کرتے خدا ہی جانتا تھا۔۔

یہ بات وہ نین جیسے بیوقوف کو کیسے سمجھاتا۔۔

جو چاہت کو دیکھتے ہیں

دیوانوں کی طرف بے قابو ہو جاتا تھا۔۔

بابا اور وہ سب انتظار کر رہے تھے جب اسکی ذہنی اور جسمانی کنڈیشن اسٹیبل ہو

اور کب وہ اسے اسکی وقتی معذوری کے بارے میں آگاہ کریں۔۔ مگر وہ تھا
کہ من مانیوں پر اتر آیا تھا۔۔
ایشان کے لئے معاملات کو ہینڈل کرنا مشکل سے مشکل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

کبھی ملے تو میں پوچھوں اُس سے
کیا ملا یے کنارا کر کے
وفا کی قیمت وصول ہوئی؟
یا
بچھڑ کے مجھ سے تم خوش رہو گے
وہ اک دعا تھی قبول ہوئی؟

تمہارے چہرے سے لگ رہا ہے
کہ ایسا ہر گز نہیں ہوا ہے

تمہارے خوابوں کی کتنی لاشیں
تمہاری آنکھوں سے گر رہی ہیں
تمہارے ہونٹوں پہ رقص کرتی
وہ مسکراہٹ بھی مر گئی ہے
کہا تھا کس نے؟
کہا تھا کس نے
کہ میرے ہاتھوں کی اِن لکیروں سے
نام اپنا چُرا کے بھاگو
جو میری آنکھوں میں نقش کب کا
وہ عکس اپنا اُٹھا کے نکلو

کوئی ملا کیا؟
کوئی ملا کیا

جو تجھے وفا کی جزائیں دیتا

تم خوش رہو گے، دعائیں دیتا

تمہارے پیچھے صدائیں دیتا

نہیں ملانا؟

اور آخر

وہی ہوانا

جو نام اپنا چُرا گئے تھے

وہ بھی آخر گنوا دیانا

جو عکس آنکھوں سے لے گئے تھے

وہ حسرتوں میں چھپا دیانا

مجھے بھی آخر بھلا دیانا

کبھی ملے تو میں پوچھوں اس سے

# کیا ملایے کنارا کر کے

(اشفاق احمد صائم)

---

ثمینہ بیگم آج اپنے بھائی کے صدقے واری جا رہی تھی۔۔

ان کی خوشامد کر رہی تھی۔۔

جو کہ بھابھی کو کچھ خاص بھائی نہیں تھی مگر وہ خاموش رہی۔۔

اس کے پیچھے بھی انکا اک مقصد تھا۔۔

جس مقصد کو بڑی چالاکی سے انہوں نے خواہش کا نام دے دیا تھا۔۔۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ وردہ کو آپ اپنی بیٹی سمجھتی ہیں مگر آپی وردہ "

" میری اکلوتی لاڈلی بیٹی ہے میں پہلے اس سے پوچھنا چاہوں گا

ارے ضرور ضرور کیوں نہیں میں نے تو بس اک خواہش ظاہر کی ہے "

۔۔تم ضرور پوچھو وردہ سے۔۔۔پھر مجھے ہلکا سا اشارہ دے دینا میں اپنے

" ہز بینڈ کے ساتھ پورا اہتمام کر کے اپنی بیٹی کا ہاتھ مانگنے آئوں گی

ثمینہ بیگم نے سلیقے سے معاملہ ملتوی کر دیا تھا۔۔

وہ چاہتی تھی پہلے وردہ کو اعتماد میں لے

تا کے وہ کسی بھی وجہ سے انکار نہ کر دے۔۔

حسنین کا ایکسیڈنٹ ان کے لئے پلس پوائنٹ تھا۔۔

وہ اسکی مستقل معزوری کا بہانہ کر کے وردہ سے ہاں کروا سکتی۔۔۔

وہ دل ہی دل میں محفوظ ہوتے ہوئے سوچنے لگی۔۔۔

اسکے اعصاب کچھ کھنچے کھنچے سے تھے۔۔۔

وہ کبھی لیپ ٹاپ پر نگاہ جماتا

کبھی کرسی سے پشت ٹکالیتا۔۔

چاہت کب سے اسکی بے چین نوٹ کر رہی تھی

پھر کتاب بند کر کے اسکے قریب اسٹڈی ٹیبل پر آگئی۔۔

اسے دیکھ کر اسکے تکان زدہ چہرے پر مسکان ابھر آئی۔۔۔

کوئی پریشانی ہے میں کب سے آپ کو نوٹ کر رہی ہوں۔۔آپ "

" ڈسٹرب لگ رہے ہیں؟

مہران کو اندازہ نہیں تھا وہ اسے نوٹ کر رہی ہو گی۔۔

اس نے محبت سے اسکے ہاتھ پشت پر بوسہ دیا تھا۔۔

" ایسی کوئی بات نہیں بس کام کا پریشر زیادہ ہے "

وہ صفائی سے چھپا گیا۔۔۔

چاہت مسکراتے ہوئے بولی

" آپ کی آنکھیں بتا رہی ہیں آپ کو کوئی پریشانی ضرور ہے "

" ! آپ آنکھیں بھی پڑھ لیتی ہیں بیگم "

وہ اسکا ہاتھ رخساروں سے لگاتے ہوئے بھرپور اسکی جانب متوجہ ہوا

میں اتنی خاص نہیں ہوں۔۔ یا شاید بلکل بھی نہیں ہوں۔۔ مگر اپنے "

" شوہر کے مزاج کی ہر اونچ نیچ کو سمجھ سکتی ہوں

اسکے لہجے کی عقیدت محسوس کر کے مہران نے اسکی آنکھیں چوم لیں۔۔

آئن سو لکی کہ مجھے تم جیسی لائف پارٹنر ملی۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں سکتا "

" ! تھا کہ تم اتنی اچھی ہو گی چاہت

اچھا بس بس !" وہ جھینپ سی گئی۔۔ "

" کافی پیئیں گے ؟ "

" !ضرور "

وہ بولا

" ابھی لائی "

وہ مسکرا کر حامی بھرتے ہوئے اٹھی۔۔

مہران کی پیار بھری نگاہوں نے بہت دور تک اسکا پیچھا کیا تھا۔۔۔

---

آج اسکی کنڈیشن پہلے سے کچھ بہتر تھی مگر مسلسل نشہ آور سکونی دوائیوں سے اسکا زہن مائوف کر دیا تھا۔۔۔

ایشان اسے زہنی طور پر ہر آزمائش کے لئے تیار کرنا چاہتا تھا۔۔

مگر وہ ہر گز یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ ان ڈر گز کا عادی ہو جائے۔۔

اسی لئے اس نے ڈاکٹرز کو نشہ آور سکون کی دوائوں سے روک دیا تھا۔۔

آج بابا بھی آفس اسے جلدی ہاسپٹل آگئے تھے۔۔

اسے ٹیسٹ اور سی ٹی اسکین کے لئے جایا جارہا تھا۔۔

دو چار دنوں سے وہ اپنے جسم میں عجیب سی تبدیل محسوس کر رہا تھا۔۔

مگر اسکا ذہن کسی نتیجے پر پہنچ نہیں پارہا تھا۔۔۔

سی ٹی اسکین کے کچھ گھنٹے بعد ڈاکٹرز نے انہیں رزلٹ سے آگاہ کر دیا تھا۔۔

اس بیسٹ فزیو تھراپسٹ کی ضرورت تھی

پھر ہی امید تھی کی جاسکتی تھی کہ وہ چل سکتا تھا۔۔

بحر حال سب سے بڑی مشکل یہ تھی کہ اس میں نین کی انوالمنٹ ہونا

ضروری تھا۔۔

دلآور خان سمیت سب کو یہ خوف تھا کہ

نین سن کر کہیں جذباتی نہ ہو جائے۔۔

اگر اس نے امید چھوڑ دی تو وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا بیٹا کھو دیں گے۔۔۔

" نین بابا تم سے بات کرنا چاہتے ہیں "

میرے ساتھ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔۔ کیا کر رہے ہو تم لوگ میرے "

" ! ساتھ

اسکا لہجہ دھیما، زہن سویا سویا، اور آنکھیں تھکی تھکی سی تھی

"! حسنین میرے جگر کے ٹکڑے "

دلآور خان تو اسکی حالت دیکھ کر رو دینے کو تھے۔۔۔

ہم نے کچھ نہیں کیا تم جو بھی کر رہے ہو اپنے ساتھ خود کر رہے ہو "

" ! ۔۔۔ تم کیوں ہو اتنے ضدی

جب ایشان نے انہیں بتایا کہ ڈاکٹر اسے زہنی سکون دینے کے لئے نشہ آور دوائوں کا استعمال کر رہے ہیں

انہوں نے کتنے سخت رویے میں ڈاکٹر کو ٹوکا تھا۔۔

" کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ ؟ "

اس نے وہی سوال دہرایا۔۔

" میرے بچے۔۔ایکسیڈنٹ میں تمہاری ٹانگیں مفلوج ہو گئی ہیں۔۔۔ مگر
ڈاکٹرز پرامید ہیں۔۔ تم بھی امید مت چھوڑنا۔۔ میں تمہارے لئے دنیا کے
بیسٹ فزیو تھراپسٹ کا انتظام کروں گا۔۔دیکھنا میرا بیٹا پھر سے اپنے
" پیروں پر چل سکے گا

دلآور خان اور بھی بہت کچھ کہہ رہا تھا۔۔

مگر اسکے زہن میں اک ہی لفظ کی بازگشت ہو رہی تھی۔۔

" !اپاہج۔ "

" وہ اپاہج ہو گیا تھا

! اتنا بڑی زیادتی قسمت کی

کیا محبت گنوانے کے بعد بھی یہ ہونا ضروری تھا۔۔

اس نے چیخنا چلانا شروع کر دیا تھا۔۔

دلاور خان گھبرا گئے۔۔۔

وہ اس قدر چلایا کہ اسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔۔۔

نرسز کا اسے کنڑول کرنا مشکل ہو گیا۔۔۔

بلآخر ڈاکٹر نے ڈرگز کے سہارے پھر سے بے ہوش کر دیا تھا۔۔۔

دلاور خان متوحش سے ہارے ہوئے جواری کی طرح دیوار سے لگا زمین پر بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

جوان اولاد کو بستر پر اس حال میں دیکھنا کتنا مشکل ترین مرحلہ تھا یہ وہ اور انکا خدا ہی جانتے تھے۔۔

" اسے دیکھو ایشان۔۔۔یہ بول کیوں نہیں رہا۔۔چپ کیوں ہو گیا ہے "

" وہ اب نہیں بولے گا ڈیڈ "

ایشان کی بات سن کر وہ یوں دیکھنے لگے جیسے اسکے مجرم ہوں۔۔

اور پھر بلند آواز رو دیئے تھے۔۔۔

جب سے ایشان نے اسے نین کی حالت کے بارے میں بتایا تھا اسکی آنکھیں مسلسل برس رہی تھی۔۔۔

اسے اتنا افسوس ہوا تھا کہ

وہ اسکا سامنہ کرنے سے بھی ڈرتی تھی

کہیں اسکی دل آزاری نہ ہو۔۔

کہیں وہ اسے غلط نہ سمجھ لے۔۔

آج اس سے رہا نہ گیا تو وہ ہاسپٹل چلی آئی۔۔

ایشان اس دن سے مسلسل اسکے پاس ہاسپٹل میں ہی تھا۔۔اسکی پڑھائی کا

بہت ہرج ہو رہا تھا

مگر اسے صرف نین کی پرواہ تھی۔۔

اس بات پر ثمینہ بیگم نے بھی اسکی بازپرس کی تھی

مگر اسے فرق نہیں پڑا۔۔

" نین۔۔۔؟ "

اسے پکارتے ہوئے اسکے قریب بیٹھ گئی۔۔۔

حسنین نے خالی خالی نگاہوں سے اسے دیکھا اور آنکھیں موند لیں۔۔۔

اسکا دل کسی نے مٹھی میں لے کر بھینچ دیا ہو جیسے۔۔ کتنی بے رونق آنکھیں ہو گئی تھی۔۔

نہ کوئی تاثرات چہرے پر، نہ کوئی جذبات۔۔۔

وہ سپاٹ چہرہ لئے چت لیٹا تھا۔۔

جیسے جان باقی نہ رہی ہو

وہ اسکا ہاتھ دونوں ہاتھوں میں لیتے ہوئے رو پڑی

" پلیز ٹھیک ہو جائو نین "

" ! تمہیں کیا ہو گیا ہے "

وہ سسکی۔۔

تم خوامخواہ اپنے آنسو ضایع کر رہی ہو وردہ۔۔ وہ اپنے سینسز میں "
"نہیں ہے
"یہ سلیپنگ ڈرگز کے زیر اثر ہے "
ایشان نے اسے ہلکان ہوتے دیکھا تو رہ نہیں سکا
کیا مطلب؟" اسے صدمہ ہوا "
جب سے ڈیڈ نے اسے اسکے پیرالئز ہونے کی خبر دی ہے تب سے وہ "
"مینٹلی بہت ڈسٹرب ہے اسلئے
سٹاپ دس نان سینس۔۔ تم لوگ اسے سب سے پہلے ڈرگز دینا بند کرو "
" وہ اسکا عادی ہو رہا ہے۔۔ تم نے حالت نہیں دیکھی اسکی
وردہ چلا اٹھی۔۔
یہ ڈاکٹرز کا فیصلہ ہے۔۔ تم نے اسے ابھی چلاتے ہوئے نہیں دیکھا "
۔۔ یہ اتنا اِن کنٹرول ہو جاتا ہے کہ پورا نرسنگ اسٹاف اسے سنبھالنے آتا ہے
"

ایشان نے اسفوس سے بتایا

" تم ڈاکٹر سے کہو اسے ڈر گزدینا بند کرے۔۔اسے ہوش میں تو آنے دے۔۔وہ آہستہ آہستہ خود ہی حقیقت کو قبول کرلے گا "

وہ کہتے ہوئے پھر اسکا ہاتھ تھام کر بیٹھ گئ

اسکا بس نہیں چل رہا تھا کوئی جادو کی چھڑی گھماتی اور اسے بلکل ٹھیک کردیتی۔۔

" نین کچھ تو بولو "

اسکی روتی بلکتی آواز اس پتھر کے مجسمے پر کوئی اثر نہیں ہوا۔۔

" تم لوگوں نے اسکے زہن کو مفلوج کردیا ہے "

اسے ایشان پر غصہ آنے لگا۔۔۔

" تم نہیں سمجھ رہی وردہ۔۔ہمارے لئے یہ فیصلہ کرنا آسان نہیں ہے ۔۔۔اسکی نروٹرانسفر سرجری ہے پھر فزیکل تھراپی اور میڈیکیشنز ان سب کے لئے اسکے دماغ کا ریلکیس رہنا بہت ضروری ہے اور سب سے

بڑی بات اسکا تعاون ہے۔۔اگر وہ تعاون نہیں کرے گا تو کچھ بھی ممکن نہیں ہو سکے گا"

وہ پھٹ پڑا۔۔

"میں نے ڈاکٹرز کو سلیپنگ ڈرگز دینے سے منع کر دیا ہے اور ڈیڈ سے بھی بات کی ہے وہ فارن سروس بھی لیں اور جلد سے جلد اسکے فزیو تھراپسٹ کا انتظام کریں۔۔تم اگر ڈیلی آئو تو اچھا ہو گا۔۔نین سے باتیں کیا کرو۔۔۔اسے بولنے پر مجبور کرو۔۔اسے پھر سے اپنے پیروں پر کھڑا کرنے میں میری مدد کرو پلیز۔۔۔مجھے میرا بھائی واپس چاہیئے"
اس نے ایشان کی بات پر نم آنکھوں سے حامی بھری تھی۔۔۔

عکس کتنے اتر گئے مجھ میں
پھر نہ جانے کدھر گئے مجھ میں

میں نے چاہا تھا زخم بھر جائیں
زخم ہی زخم بھر گئے مجھ میں

میں وہ پل تھا جو کھا گیا صدیاں
سب زمانے گزر گئے مجھ میں

یہ جو میں ہوں ذرا سا باقی ہوں
وہ جو تم تھے وہ مر گئے مجھ میں

میرے اندر تھی ایسی تاریکی
آ کے آسیب ڈر گئے مجھ میں

پہلے اترا میں دل کے دریا میں

پھر سمندر اتر گئے مجھ میں

کیسا مجھ کو بنا دیا عمارؔ
کون سا رنگ بھر گئے مجھ میں

عمار اقبال

وردہ نواز نے اسے کال کر کے بہت الٹی سیدھی باتیں سنائی تھی۔۔وہ اسے نین کی اس حالت کا زمے دار ٹھہرا رہی تھی۔۔۔
اسکی تمام باتیں ایک طرف مگر اسکی زبانی نین کی کنڈیشن کے بارے میں سن کر چاہت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔
اور اس سے ملنے کے بعد تو

اسکی زندگی کا رہا سہا سکون بھی رخصت ہوتا نظر آیا۔۔۔وہ خالی نظروں سے در و دیوار کے تکتے رہا تھا۔۔۔

اسکے بلانے پر بھی اُس نے کوئی رد عمل نہیں دیا تھا

"آپ دوبارہ یہاں مت آیئے گا "

جب وہ واپس آنے لگی تو ایشان نے اس سے کہا۔۔۔

اسے عجیب سا لگا تھا۔۔۔

" ڈیڈ کو جب سے پتا چلا ہے کہ نین کسی لڑکی میں انوالو ہے۔۔وہ تب سے بہت غصے میں ہیں۔۔ایسے میں آپ کا آنا ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔اس دن بھی آپ کے جانے کے بعد نین بہت اِن کنٹرول ہو گیا تھا۔۔۔آج تو دوائوں کے زیر اثر ہے

بٹ آئم شیور وہ آپ کو دیکھ کر ری ایکٹ ضرور کرتا اور اس طرح ڈیڈ پر ساری حقیقت کھل جاتی "

سن کر چاہت کے چہرے کی ہوائیاں اڑنے لگیں۔۔

ایشان کو بھی ان کے بارے میں پتا چل گیا تھا۔۔۔

وہ دن دور نہیں تھا

! جب مہران کو بھی حقیقت پتا چل جائے گی

وہ تب سے س

ہی سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

" ! کیا بات ہے بیگم ! آپ گم سم ہیں آج "

وہ آئینے کے سامنے بال بناتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا

" ! کچھ نہیں بس یونہی "

وہ زبردستی مسکرائی۔۔

" ! کچھ تو ہے "

مہران نے اسے کریدا

"کیا میں کچھ دن تائی امی کے ہاں جا کر رہ سکتی ہوں "

تو یوں کیوں نہیں کہتی کہ آپ انہیں مس کر رہی ہیں "مہران نے اسکے "

گرد بازو پھیلاتے ہوئے کہا

" جی"

وہ بولی۔۔

اصل میں تو وہ فرار راہ اختیار کر رہی تھی۔۔

وہ اندر سے بہت خوفزدہ تھی اسے کچھ دن چاہیئے تھے خود کو سنبھالنے میں

آپ کے بعد میرا کیا ہو گا۔۔۔ میرے کام کاج کون دیکھے گا" وہ پیار "

بھرے لہجے میں بولا

" ملازمہ ہے نا۔۔ ویسے بھی کچھ دنوں کی بات ہے "

"ارے چھوڑو ملازمہ کو۔۔ "

وہ بدمزگی سے بولا تو چاہت ہنسی آگئی

" آپ ڈیلی آفس سے واپسی پر ملنے بھی آسکتے ہیں "

چہ۔۔ سسرال والے کیا سوچیں گے منہ اٹھا کر روز کی آجاتا ہے "

" ۔۔اسے بیٹی کیا دی یہ تو فری ہو گیا ہے

" ہاہاہاہا "

وہ کھلکھلا کر ہنس دی تو مہران بھی مسکرا دیا۔۔

اچھا بس دو دنوں کے لئے جا سکتی ہو تم۔۔۔اوکے۔۔اب میں جا رہا ہوں "

کچھ ضروری کام ہیں۔۔رات کو لیٹ ہو جائوں گا میرا انتظار مت کرنا سو جانا

" ! اوکے

وہ اسکی پیشانی پر لب رکھتے ہوئے کمرے سے نکل گیا۔۔۔وہ لمبی سانس کھینچ کر پیکنگ کی طرف متوجہ ہوئی تھی۔۔۔

آج وہ نارمل تھا

مگر گم سم تھا۔۔۔

خاموش تھا۔۔۔

آنکھیں ویران تھی۔۔۔اور

دل بنجر

" ! چاہت آئی تھی "

بہت دیر بعد اس نے پوچھا تو ایشان کا دل چاہا اسے چماٹ دھر دے۔۔۔

آئی تھی۔۔سب کچھ دیکھ کر گئی ہے۔۔بلکے خوش ہو رہی تھی تم نے "

" بھی تو جینا حرام کیا ہوا تھا اسکا۔۔۔اب تم اسکا کیا ہی بگاڑ لو گے

ایشان نے تنزیہ کہا۔۔۔

" مہران آئے تھے ؟"

" نہیں اس دن کے بعد وہ نہیں آئے "

ایشان کو جواب دیتے ہوئے خود بھی حیرانی ہو رہی تھی۔۔۔ایسی بھی کیا مصروفیات کہ وہ نین کے لئے وقت نہیں نکال سکا !

بلکے ایسی حالت میں تو نین کو اسکی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔۔۔

اسکے بعد وہ کچھ نہیں بولا تھا۔۔۔

پورا دن خاموش ہی رہا تھا۔۔۔

ڈاکٹر کی باتوں کا بھی 'ہوں ہاں' میں جواب دیا تھا۔۔۔

"میں نے تمہارے لئے بیسٹ فزیو تھراپسٹ کا انتظام کر لیا ہے۔۔اب بس تمہیں لندن شفٹ کرنا ہے۔۔ باقی سارے انتظامات میرا وکیل دیکھ لے گا"

دلآور خان آفس سے سیدھا خوشخبری لے کر اسکے پاس آئے تھے۔۔۔

"یسسس"

ایشان نے خوشی سے نعرہ مارا تھا۔۔۔

اسکی خوشی قابل دید تھی۔۔۔

جبکے حسنین دلآور خان کے دماغ میں کیا چل رہا تھا دونوں اندازہ نہ کر پائے

---

"مجھے کہیں نہیں جانا! مجھے اسی بستر پر مرنے دیں آپ لوگ "

وہ سفاکی سے کہہ کر کمفرٹر کھینچ کر رخ موڑ کر لیٹ گیا۔۔۔

ان دونوں باپ بیٹوں کی امیدوں کو بے موت مار دیا تھا۔۔۔دلآور خان کے چہرے پر اترتی مایوسی اور بے بسی نے ایشان کا دل دکھایا تھا۔۔۔

وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں انہیں اشارہ کرتے ہوئے تسلی دینے لگا۔۔۔

" شرم آتی ہے تمہیں؟ "

دلآور خان کے سامنے اس نے جانے کیسے خود کو کنٹرول کیئے رکھا تھا ان کے جاتے ہی وہ اس بے حس انسان پر برس پڑا جس نے سب کی جان کو ہلکان کیا ہوا تھا۔۔

" کیا تکلیف ہے تمہیں مجھے اکیلا چھوڑ دو "

وہ تلخ ہوا تھا

تم کتنے بے حس ہو نین۔۔۔تم نے بے بسی اور لاچارگی دیکھی تھی بابا "
کے چہرے پر۔۔وہ بزرگ شخص تمہارے لئے کیا کیا نہیں کر رہا۔۔۔اور
" تم ہو کہ مزاج ہی نہیں مل رہے
تو مت کرو۔۔۔کس نے کہا میرے لئے کچھ کرو۔۔مجھے میرے حال پر "
" چھوڑ دو۔۔۔خدا کا واسطہ ہے
وہ چیخنے لگا تھا
وہ کتنا ڈپریس تھا اس وقت اسکی سوچ کیا ہو سکتی ہے ایشان کو اندازہ تھا۔۔
اسکا لہجہ نرم پڑ گیا
میرے بھائی ہم تمہاری بھلائی کے لئے یہ سب کر رہے ہیں تم اتنے "
ناامید کیوں ہوتے ہو یار ! اب ایسی بھی بات نہیں۔۔دنیا میں ہر مرض کا
" علاج ہے اور میں ٹریٹمنٹ کے لئے تمہارے ساتھ چلوں گا لندن
" ! تم کہاں تک میرے ساتھ چلو گے ایشان"
وہ سسک اٹھا۔۔۔

اسکے لہجے میں شکستگی کا عالم دیکھ کر ایشان صدمے سے گنگ رہ گیا۔۔

ناکام محبت کا دکھ،

معزوری،

لاچاری،

اک انسان اک وقت میں کتنے طوفانوں سے لڑ رہا تھا۔۔

ابھی تو اس نے ہوش سنبھالا تھا۔۔

ابھی تو جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تھا

مگر وہ ابھی سے تھکنے لگا تھا۔۔

یوں لگ رہا تھا چند سالوں میں صدیاں جی آیا ہو۔۔۔

وہ تھک گیا تھا۔۔۔

وہ رونے لگا۔۔

ایشان نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا

آخری سانس تک میرے بھائی۔۔۔آخری سانس تک تمہارے ساتھ "

" رہوں گا۔۔تم ضرور کامیاب ہوگے بس امید مت چھوڑنا

اس دن اسکے گلے لگ کر روتے ہوئے اس نے اپنی ناکامیوں کا ماتم کیا تھا

۔۔۔

عکس کتنے اتر گئے مجھ میں

پھر نہ جانے کدھر گئے مجھ میں

میں نے چاہا تھا زخم بھر جائیں

زخم ہی زخم بھر گئے مجھ میں

میں وہ پل تھا جو کھا گیا صدیاں

سب زمانے گزر گئے مجھ میں

یہ جو میں ہوں ذرا سا باقی ہوں
وہ جو تم تھے وہ مر گئے مجھ میں

میرے اندر تھی ایسی تاریکی
آ کے آسیب ڈر گئے مجھ میں

پہلے اترا میں دل کے دریا میں
پھر سمندر اتر گئے مجھ میں

کیسا مجھ کو بنا دیا عمارؔ
کون سا رنگ بھر گئے مجھ میں

(عمار اقبال)

---

تائی امی کی خدمتیں، اظہر اور اشعر کی شرارتیں اور

تایا ابو کی بے لوث محبتوں میں

دو دن کیسے گزرے پتا ہی نہ چلا۔۔۔

اگلے دن آفس سے واپسی پر مہران اسے لینے آیا تھا۔۔۔

آپ لوگوں کے ساتھ اک انائو سمنٹ شیئر کرنی تھی۔۔۔ ہم دو بعد "

"ریسپشن کر رہے ہیں۔۔

اس نے معنی خیزی سے چاہت کو دیکھا۔۔۔

جو حیران کن تاثرات لیئے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کی آنکھوں میں بہت سے سوال تھے۔۔۔

جسکا جواب مہران نے آنکھ دبا کر مسکراتے ہوئے دیا تھا۔۔تائی امی اور تایا بہت خوش ہوئے تھے۔۔۔

" آپ کو نہیں لگتا ہمیں نین کی کنڈیشن اسٹیبل ہونے کا انتظار کرنا چاہیئے ؟ "

واپسی کا سفر طے کرتے ہوئے اس نے آخر اپنے زہن میں گردش کرتے سوال کو زبان دی

" فرض کرو نین کی کنڈیشن اگلے دس سال اسٹیبل نہیں ہوئی تو کیا ہم تب تک انتظار کر لیں گے ؟ "

کوئی تیر بہت تیزی سے اسکے سینے میں چبھا تھا۔۔

وہ شاکی نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔۔۔

اسے امید نہیں تھی مہران اتنی بڑی بات کر دے گا۔۔۔

!وہ اتنا ظالم کیسے ہو سکتا تھا۔۔

" ! ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ "

وہ دل کڑا کر کے بولی

پھر تمام سفر خاموشی سے کٹا۔۔۔

اس کے بعد اس نے کوئی سوال نہیں کیا تھا

گاڑی پورچ میں آ رکی مگر چاہت ابراہیم اپنی سوچوں میں اس قدر الجھی ہوئی تھی کہ اسے خبر نہیں ہوئی۔۔۔

دیکھو چاہت۔۔۔! نین کا مسلہ ڈفرینٹ ہے۔۔ ہم ڈیفینیٹلی اسے " سپورٹ کریں گے مگر ہماری اپنی بھی اک زندگی ہے جسے ہم جینا تو نہیں " ! چھوڑ سکتے ناں

وہ کیسی بیگانوں جیسی باتیں کر رہا تھا۔۔۔

یہ وہ مہران تو کہیں سے نہیں لگ رہا تھا جس نے حسنین دلآور خان کی خاطر
! اپنی ویڈنگ نائٹ اسپائل کی تھی۔۔

" چاہت؟؟ "

ہمم" وہ چونکی۔۔"

کہاں کھو گئی تم! گھر آ گئے ہیں ہم۔۔۔! چلو تم میں گاڑی سے تمہارا "

" سامان نکلواتا ہوں

جی!" وہ الجھی الجھی سی سر ہلاتے ہوئے کار سے اتر گئی۔۔۔ "

" مہران فرید نے اپنے ریسشپن کی دعوت دی ہے ہمیں..اور تم جانتے ہو
میں جانا پسند نہیں کرتا وہاں۔۔اگر تم جانا چاہو تو میں تمہارے جانے کا
" انتظام کر دوں گا

دلآور خان اس سے کہہ رہے تھے

مگر وہ سن کب رہا تھا۔۔۔

اس نے جو پانی گھونٹ بھرا تھا وہ حلق سے اترنا مشکل ہو گیا تھا۔۔
جو ٹیبلٹ ہتھیلی پر دھری تھی
وہ اسنے مٹھیوں میں بھینچ لی تھی۔۔۔
ایشان کے چہرے پر پریشانی کے اثرات قابل دید تھے۔۔۔
اب وہ دلآور خان سے کیا کہتے جو انجانے میں اسکی دکھتی رگ چھیڑ بیٹھے تھے

۔۔۔

" ڈیڈ آپ تھک گئے ہوں گے۔۔میرے خیال سے اب آپ کو چلنا
" چاہیئے

ایشان نے موضوع بدلنا چاہا

" کیوں بھئی۔۔۔ابھی تو میں آیا ہوں۔۔مجھے اپنے بیٹے کے پاس بیٹھنے تو دو ۔۔چند باتیں کرنی ہیں "

ارے میں تو بھول ہی گیا۔۔ڈاکٹر نے آپ کو بلایا تھا۔۔۔دیکھ لیں وہ کیا کہنا چاہ رہے تھے "

" اچھا۔۔۔میں آتا ہوں "

وہ اسکی طرف متوجہ ہو کر بولے اور دوائوں کا کنٹینر ٹیبل پر رکھ کر کمرے سے نکل گئے۔۔۔

" ! تمہیں پتا تھا نا "

اسکی غم میں ڈوبی ہوئی آواز سن کر ایشان نے لب بھینچ لیئے

" تمہیں پتا تھا ناں ؟ "

اس نے حلق کے بل چلاتے ہوئے اپنا سوال دہرایا۔۔

"... ہاں پتا تھا مگر میں تمہارے خیال سے "

" بھاڑ میں گئے تم اور تمہارے خیالات۔۔۔دفع ہو جائو یہاں سے "

اس نے دھاڑتے ہوئے ہاتھ میں پکڑا گلاس دیوار میں دے مارا۔۔

ایشان بروقت سامنے سے نہ ہٹتا تو وہ اسکا سر کھول چکا ہوتا۔۔

وہ بے یقینی اور زخمی نگاہوں سے زمین پر بکھرے کانچ اور پھر اسے دیکھنے لگا

۔۔۔

اسکی حرکت نے اسے بہت ہرٹ کیا تھا۔۔۔

وہ خاموشی سے کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔۔۔

---

انہیں ریسپشن کے لئے ڈریس سلیکٹ کرنے جانا تھا۔۔۔

مہران نے آفس سے نکلتے وقت اسے کال کر دی تھی

تاکے وہ ریڈی رہے۔۔۔

انہیں گھومتے گھماتے شاپنگ کرتے رات ہو چکی تھی۔۔ مہران کا ڈنر کا

موڈ بن گیا تھا۔۔۔

ڈنر کے بعد اس نے آئس کریم کی فرمائش کی

جو مہران نے جھٹ پٹ پوری کر دی تھی۔۔۔

واپس پر انہیں کافی لیٹ ہو چکا تھا۔۔

سڑک کے کنارے جانے مہران کو کیا نظر آیا کہ وہ گاڑی روک کر باہر

نکل گیا۔۔

وہ واپس آیا تو اسکے ہاتھ میں بہت

خوبصورت سا پھولوں کا بکے تھا۔۔۔۔

اس نے اپنی محبت کا والہانہ اظہار کرتے ہوئے اسے پیش کیا تھا۔۔۔

! پھر نہ جانے کیا ہوا۔۔۔

پھولوں کی خوشبو ماند پڑ گئی۔۔۔

میں پھول لائوں گا آپ کے لئے۔۔آپ ایکسیپٹ کریں گی؟

" ہر گز نہیں نین "

" پلیز ایک بار "

اسکی مسکراہٹ تھم گئی۔۔۔

زہن کے دریچوں میں آوازیں گونجنے لگیں۔۔۔

" وائٹ فلاورز میرے فیورٹ ہیں مگر تم گلاب لائے ہو تو میں ایکسیپٹ کر لیتی ہوں "

" !چاہت۔۔۔ "

ج۔۔۔جی !" وہ بری طرح سے چونکی تھی "

" کہاں کھو جاتی ہو بیگم "

اس نے مسکراتے ہوئے جلدی سے بکے تھاما تھا

مہران گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا۔۔

!!! یہ کیا ہوا ابھی ابھی

!ایسا کیوں ہوا۔۔۔

وہ شادی شدہ تھی، اپنی زندگی میں خوش باش تھی۔۔۔اسکی زندگی میں، اسکے دل میں صرف اسکے شوہر کی محبت تھی۔۔۔

! حسنین دلآور خان کون تھا

!کون تھا وہ آخر اسکا

! بہت دیر تک وہ اپنے زہن سے جنگ لڑتی رہی۔۔۔مگر نتیجہ صفر رہا

---

" اگر تم یونہی بیک ٹو بیک ناکام ہوتے رہے تو ہم بزنس میں اپنا نام ڈبو دیں "

" دلآور اور ایسا ہم نہیں چاہتے

" آپ فکر مت کریں۔۔میں کچھ کرتا ہوں "

جو کرنا ہے جلدی کرو۔۔یہ نہ ہو کہ بہت دیر ہو جائے "اویس لغاری کی "
آواز میں تحکم تھا۔۔

اور انکا حکم پتھر پر لکیر کی مانند تھا۔۔۔

دلاور خان کی کیا مجال تھی کہ چوں بھی کرتے۔۔

ہر حکم ماننے پر مجبور تھے۔۔۔

ثمینہ بیگم کا شاطر دماغ انکی گفتگو سن کر کچھ اور ترکیبیں تراشنے لگا۔۔۔

وہ دلاور خان کے جانے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

جیسے ہی وہ جانے کے لئے اٹھے

وہ باپ کے سامنے صوفے براجمان ہوئی۔۔

"آپ خود کچھ کیوں نہیں کرتے باباجان "

" کیا مطلب؟ میں کیا کروں؟ "

" چہ۔۔۔آپ بھی نا بابا "

وہ رازدارانہ کہتے ہوئے ان کے نزدیک آ بیٹھی۔۔

مہران خ "

" فرید کو راستے سے ہٹادیں

انکا لہجہ بہت بے رحم تھا

" اسکی کوئی وجہ بھی تو ہونی چاہیئے "

اویس لغاری نے سگار کا دھواں ہوا میں اڑاتے ہوئے اعتراض اٹھایا۔۔

" دیکھیں۔۔۔اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔۔۔مہران کی بیوی نین کے اسکول میں ٹیچر تھی وہ اسکا عاشق تھا اور اس سے شادی کرنا چاہتا تھا ۔۔۔اگر آپ مہران کو راستے سے ہٹا دیتے ہیں تو حسنین کو لگے گا کہ یہ اسکے باپ کی حرکت ہے۔۔۔وہ باپ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بد ظن ہو جائے گا۔۔۔دلآور کا اسے بزنس میں سانجھے دار بنانے کا خواب چکنا چور ہو جائے گا ۔۔۔اور دوسری بات وردہ نین کے خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔ہم اسے بہتر ہونے ہی نہیں دیں گے۔۔۔نین کی معزوری دیکھ کر وردہ بھی پیچھے ہٹ جائے گی۔۔۔اور ایشان وردہ کو پسند کرتا ہے۔۔وردہ اور ایشان کی شادی

ہو جائے گی تو آپ لوگوں کی خاندانی دولت بھی خاندان میں ہی رہے گی
کیونکہ نواز بھائی کا کوئی بیٹا تو ہے نہیں۔۔۔اور میرا بیٹا جائیداد کا حقیقی وارث
" بن جائے گا
" !اور دلآور کا کیا ہو گا "
اویس لغاری نے دلچسپی سے پوچھا
" اسکی فکر آپ مت کریں۔۔دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے کو نوچ نوچ کر کھا جائیں گے۔۔میرے بیٹے کے حق پر ڈاکا ڈالنے چلے تھے۔۔دیکھیئے گا کیسا سبق سکھاتی ہوں دونوں باپ بیٹے کو۔۔۔میرا نام بھی ثمینہ لغاری ہے
"

اویس لغاری کی خاموشی بتا رہی تھی
کہ وہ بیٹی کے ناپاک ارادوں میں ہم خیال ہیں۔۔
ثمینہ بیگم کی خوشی کا ٹھکانہ نہ تھا۔۔۔
انکی پلیننگ پر عمل درآمد ہونے جا رہا تھا۔۔۔

ان کے سہانے خواب پورے ہونے جارہے تھے۔۔۔
وہ ہوائوں میں اڑ رہی تھی۔۔۔

---

گلیٹری آئیز اور ڈارک مرون کلپسٹک کے ساتھ لائٹ کریم کلر کے فرشی فراک میں

وہ مہران کے ساتھ کھڑی اتنی پیاری اور اتنی خوش لگ رہی تھی کہ ایشان کو نین کی ضد اور جنون سب بے معنی لگنے لگا۔۔۔
اسکی وجہ سے وہ دونوں اپنی خوشیاں تک کھل کر سلیبریٹ نہیں کر پائے تھے۔۔۔

وہ وہاں زیادہ تک نہیں ٹھہرا تھا

کیونکہ وہ نین کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

مہران اور چاہت کو مبارکباد دینے کے بعد وہ واپس آ گیا تھا۔۔۔

" حسنین کیسا ہے؟ "

مہران کو متوجہ نہ پا کر چاہت نے یہ سوال ایشان سے کیا تھا۔۔

! کتنے خدشات اور وحشت میں لپٹا ہوا تھا یہ سوال

" ٹھیک ہے۔۔۔بلکے ٹھیک ہو جائے گا۔۔آپ اسکی فکر مت کیا کریں

" ۔۔اپنی زندگی پر دھیان دیں

اس نے تسلی آمیز لہجے میں اسکی ڈھارس بندھائی تھی

جو اپنے آنے والے کل سے خوفزدہ تھی۔۔۔

! حسنین دلاور خان کے جنون سے خوفزدہ تھی۔۔

اسکے سخت لب و لہجے سے وہ لرز کر خود میں سمٹنے لگی۔۔

حسنین نے فوراً یہ محسوس کرتے ہوئے لب و لہجے پر قابو پایا تھا۔۔

" ! تم سے محبت کرتا ہوں۔۔ تمہیں کیوں نہیں سمجھ آتی یہ بات "

اسکی حرکت پر وہ بری طرح سے غصے میں آکر اسے گھورنے لگی

وہ کچھ اور نزدیک آگیا۔۔۔

جہاں اس نے اپنا وحشیانہ نشان چھوڑ تھا۔۔ وہاں وہاں اس نے عقیدت و

محبت چوما تھا۔۔۔

اسکا لب و لہجہ بہکا ہوا تھا

ڈارک برائون بہکی بہکی سی بے خود ہوتی نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

چاہت کے بس میں ہوتا تو وہ اسی لمحے ان نگاہوں سے کئی دور بھاگ جاتی

۔۔۔

اسکے گداز لبوں پر انگلی دھری اور اسکی سرخ سرخ آنکھوں میں دیکھنے لگا

---

اسنے نفی میں سر ہلاتے ہوئے

اپنے وجود کو اسکی دیوانگی بھری نگاہوں سے بچانے کے لئے مکمل ڈھک لیا

---

اور اک دم اسکی نگاہوں سے غائب ہو گئی۔۔۔

" چاہت۔۔۔! چاہت؟؟؟؟ "

وہ ہذیانی انداز میں چلاتے چلاتے

اک دم سے ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا۔۔۔

تیز تیز چلتی سانسیں سینے میں نہیں سما رہی تھی۔۔۔

" آر یو او کے ؟ "

اک مہربان سی آواز اور نرم لمس اسے اپنے کندھے پر محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس نے بے حد حیرانی سے سیاہ چوڑیوں سے لیس ہاتھ کو دیکھتے ہوئے چہرہ اٹھایا تو سامنے وردہ نواز کو پایا۔۔۔

یہ سب کیا تھا؟

! اک خواب

اسے وحشت سی ہونے لگی

وہ اسکا روپ،

اسکا تصور اپنے ذہن سے جھٹک نہیں پا رہا تھا۔۔

اس نے انتہائی بے دردی سے وردہ کا ہاتھ جھٹک دیا

وہ سائیڈ ٹیبل سے ٹکرایا اور کانچ کی چوڑیاں اسکی کلائی کو زخمی کر گئی۔۔۔

وہ بری طرح سے درد میں سسکتی ہوئی اپنی کلائی کو دیکھنے لگی

! مگر اسے پرواہ کہاں تھی۔۔۔

اس کے سر پر جنون سوار تھا۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا ورنہ سب کچھ جلا کر خاک کر دیتا۔۔

وہ نگاہوں سے اوجھل تھی

مگر تصور میں ابھی بھی اسکے سامنے تھی۔۔۔

اسکے بدن میں برقی سی کوند گئی۔۔

یوں لگا سب کچھ ویران سا ہو گیا ہو۔۔

ایشان کمرے میں آیا تو

منظر دیکھ کر اسکا دل چاہا

حسنین کو دو تھپڑ لگا کر اسکا دماغ درست کر دے۔۔۔

مگر اسے اٹھتا ہوا دیکھ کر اس نے خود اپنے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا

۔۔۔اسکے لہجے میں تنز کا عنصر تھا

" کہاں جا رہے ہو تم؟ "

!ہاں۔۔۔

! کہاں جا سکتا تھا وہ

وہ رک کر اسے دیکھنے لگا

اور پھر یکایک اسکی ڈارک برائون آنکھوں میں وحشت ہی پھیلنے لگی۔۔۔

!!!اپاہج۔۔۔اپاہج۔۔۔اپاہج

ان آوازوں کا شور بڑھتا ہی جارہا تھا۔۔۔

اس نے چلاتے ہوئے سائیڈ ٹیبل سے ساری چیزیں گرا کر چکنا چور کر دیں

۔۔۔

وردہ متوحش اور خوفزدہ سی ہو کر دیوار سے لگ گئی۔۔۔

ایشان وردہ کو انسسٹ کر کے لایا تھا

تاکہ نین کا دل بہل سکے۔۔۔

وہ جانتا تھا آج نین ڈسٹرب ہو گا۔۔۔

مگر اسکا ایسا رویہ قطعی قابل قبول نہیں تھا۔۔

"دفع ہو جائو یہاں سے دونو "

وہ چیخا۔۔

اس وقت اس سے کچھ بھی کہنا بے کار تھا۔۔۔

ایشان نے لب بھینچتے ہوئے نفی میں سر جھٹکا تھا۔۔۔

" دفع ہو جائو۔۔ کھڑے کھڑے میری بے بسی کا تماشہ کیا دیکھ رہے ہو "

اس نے خاموشی سے پتھر بنی وردہ کا ہاتھ پکڑا اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

اسکا زخمی ہاتھ دیکھ کر اسے بہت شرمندگی ہوئی تھی۔۔

اس نے ہاسپٹل سے اسکے زخم کی ڈریسنگ کروائی تھی۔۔

" آئم ساری۔۔ مجھے آئیڈیا ہوتا نین ایسا بی ہیو کرے گا میں کبھی بھی تمہیں آنے کے لئے انسسٹ نہ کرتا "

وہ خیالوں سے چونکی اور پھر کہنے لگی۔۔۔

" تمہیں نین کو سائیکالوجسٹ کو دیکھانا چاہیئے۔۔ وہ دوائوں کی وجہ سے hallucination کا شکار ہے۔۔ دیکھا نہیں تم نے۔۔۔ کیسے چاہت، چاہت کی رٹ لگائی ہوئی تھی اس نے "

" تمہیں لگتا ہے یہ مانے گا ! "

ایشان کا لہجہ تنزیہ تھا۔۔

" ڈیڈ نے اور میں نے بہت مشکلوں سے صرف اسے ٹریٹمنٹ پر رضامند کیا ہے۔۔۔ سائکاٹرسٹ کا سنے گا تو اسکا دماغ ویسے ہی آئوٹ ہو جائے گا "

"ایسے تو اسکی زہنی حالت بگڑ جائے گی ایشان

میں کیا کر سکتا ہوں وردہ۔۔ میں مجبور ہوں۔۔ اب وہ بچہ نہیں ہے جو "

" میں اسکے ساتھ زبردستی کرو

تمہاری ہمت کی داد دینی چاہیئے۔۔۔ جیسے تم نے اسے کنٹرول کیا ہوا ہے "

"

وہ جواباً مسکرا دیا۔۔۔

اچھا۔۔ میں چلتی ہوں۔۔ لیٹ ہو رہا ہے ماما پریشان ہو رہی ہوں گی۔۔۔ "

"

وہ اٹھتے ہوئے بولی

" میں چھوڑ آئوں تمہیں؟ "

" نہیں میں ڈرائیور کے ساتھ چلی جائوں گی۔۔۔اور تم اپنا خیال رکھنا "
! اس نے پہلی بار خاص طور پر اسے تاکید تھی یا پھر
اسکا دل سن کر خوش فہم ہونے لگا۔۔۔
وہ مسکرا اٹھا اور ایگزٹ تک اسے سی آف کرنے گیا۔۔۔۔
واپس آیا تو کمرے میں محسوس کرنے والے خاموشی تھی۔۔غالبا دو ڈھائی
گھنٹے گزر چکے تھے۔۔۔
ہاسپٹل کے عملے نے روم صاف کروا دیا تھا۔۔۔
نین بھی پر سکون تھا
خالی خالی نگاہوں سے چھت کر گھور رہا تھا۔۔
ایشان خاموشی سے صوفے پر لیٹ گیا اور اپنے اوپر کمفرٹر پھیلا لیا۔۔۔
" ! کیسی لگ رہی تھی چاہت "
بہت دیر بعد اس نے پوچھا تو ایشان نے بند آنکھیں کھول کر اسے دیکھا
اسکی ویران آنکھوں میں کوئی تاثر نہیں تھا۔۔۔

مجھے نہیں پتا۔۔۔اور مجھ سے ایسے سوال مت کیا کرو" اسکے لہجے میں "
ناراضگی عود کر آئی
" ایسے کیسے ؟ "
" ! پاگلوں جیسے "
" تم مجھے پاگل کہہ رہے ہو ؟ "
ہاں کہہ رہا ہوں" ایشان نے جتا کر کہا "
اگر میں تم سے پوچھوں کہ وردہ کیسی لگ رہی تھی !" چھن سے اسکی "
نظروں کے سامنے سیاہ سوٹ میں ملبوس چمکتا ہوا سراپا لہرایا تھا۔۔۔۔
اسکے لب خود بخود مسکرانے لگے
" ! اب بتائو۔۔۔کون ہے پاگل ؟ میں یا تم "
وہ بھی نین تھا اپنے نام کا ایک۔۔۔
" ! ہم دونوں "

ایشان نے ہولے سے بڑبڑاتے ہوئے کمفرٹرناک تک کھینچ لیا۔۔۔وہ اپنی بے اختیاری پر سخت شرمندہ ہوا تھا۔۔۔

!!وردہ اسے کیا سمجھتی تھی اور وہ کیا سوچ رکھتا تھا اسکے بارے میں

مگر دل پر اختیار ہی کہاں تھا کسی کا۔۔۔

---

اسے آج ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیا گیا۔۔

دو دن بعد اسے لندن کے لئے فلائے کرنا تھا۔۔

چاہت اس سے ملنے نہیں آئی تھی۔۔۔

ایشان سہی کہتا تھا۔۔۔

!یقیناوہ بہت خوش ہو گی

اسے اس حال میں دیکھ کر وہ کیوں نہ خوش ہوتی۔۔

اسکے راستے کا کانٹا جو نکل گیا تھا۔۔

اس نے تلخی سے سوچا

کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔۔۔

ہر شے نفاست سے سیٹ کی گئی تھی۔۔۔

کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔۔

! ہاں مگر

وہ بدل گیا۔۔۔

اسکی دنیا بدل گئی تھی۔۔

اسکی زندگی بدل گئی تھی

وہ کمرے کی تاریکی سے گھبرا گیا

دل پر عجیب سا بوجھ محسوس ہونے لگا۔۔

دسمبر کی یخ بستگی رات کی پرواہ کیئے بغیر وہیل چیئر دھکیلتا ہوا کھڑکی کے نزدیک آگیا۔۔

اور لمبی لمبی سانسیں لینے لگا۔۔۔

ماضی کے جھروکوں نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔۔۔

اب تو وہ ہر آتی جاتی سانس کے ساتھ اس کے وجود میں شامل ہو چکی تھی

۔۔۔

نین ایک بار پھر بے بسی میں تڑپ کر بے چین ہونے لگا۔۔ تھوڑی دیر پہلے ہی علینہ نور اور افنان اس سے ملنے آئے تھے۔۔۔

علینہ نور نے نہ جانے چاہت کی تصویریں کہاں سے لیں تھی۔۔۔ وہ اسے سینڈ کر چکی تھی

مگر اس میں دیکھنے کی ہمت نہیں تھی۔۔۔

وہ پھر سے شکستگی اور بے بسی کی تکلیف کے احساس سے دوچار نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

وہ پہلو بدلنے لگا۔۔۔

پھر اس نے سگریٹ سلگالی۔۔

وہ مسلسل اسے سوچ رہا تھا۔۔۔

ماتم کر رہا تھا۔۔۔

اپنی معزوری،

لاچاری پر،

ناکام محبت پر،

اپنی زندگی پر،

قسمت پر۔۔۔

یکایک ڈارک براؤن آنکھیں نمکین پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔

اس نے دل برداشتگی کے عالم میں سیل فون اٹھایا اور چاہت کا نمبر پش کیا تھا۔۔

یہ بھی نہ سوچا کہ رات کا دوسرا پہر ہے۔۔۔

اسکی اک کال اسے مشکل میں ڈال سکتی ہے۔۔۔

دوسری طرف کال اٹینڈ کرلی گئی تھی۔۔

وہ کئی دیر تک اسکی خاموشی کو محسوس کرتے رہا تھا

اسکے گلے میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا

" ! بہت پچھتائو گی تم۔۔۔ "

اسنے کپکپاتے لہجے میں کہا۔۔۔

چند ثانیے وہ ٹھہرا اور پھر فون کان سے ہٹاتے ہوئے بہت غصے سے کھڑکی سے باہر پھینک دیا۔۔۔

کئی آنسو اسکی آنکھوں سے بہہ نکلے۔۔۔

کچھ اور وہم دِل میں سَمایا نہیں ہنُوز

ہم نے تِرا خیال بُھلایا نہیں ہنُوز

تُو کیا ہے ؟ دِل کے کونسے گوشے میں ہے نہاں ؟
خُود کھو گئے مگر تُجھے پایا نہیں ہنُوز

اَب تک وہی اُمید کا عالم ہے رُو برُو
نومیدیوں نے جی کو جَلایا نہیں ہنُوز

تُجھ کو بھی دیکھنے کی ہَوس دِل میں ہے، مگر
تیری طرح کوئی نظر آیا نہیں ہنُوز

پہلے ہی چَشمِ شوق سے یہ بَد گمانیاں
تُو نے تو ہم سے رَبط بڑھایا نہیں ہنُوز

جا بھی چُکے وہ ہو بھی چُکی داستاں تمام

شہزاد پھر بھی آپ میں آیا نہیں ہنُوز

(شہزاد احمد)

---

آج عجیب ہی خواب دیکھا تھا اس نے،

اتنی وحشت زدہ ہوئی

کہ پانی گلاس کا حلق میں اتارنے کے بعد سانس بحال کیا تھا۔۔۔

اس نے رخ موڑ کر دیکھا

تو مہران پر سکون نیند سو رہا تھا۔۔

رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ دوبارہ لیٹ جاتی

اسکا فون بجنے لگا۔۔۔

اس نے فوراسے پہلے سائلنٹ موڈ آن کیا تھا۔۔

فون مسلسل بجتا گیا۔۔۔

حسنین کالنگ جلتا بجتا دیکھ کر اسکی دھڑکنیں بے ترتیب ہو رہی تھی "

وہ لب کاٹتے ہوئے مشکل میں گھری ہوئی تھی۔۔۔

اس نے بلآخر کال اٹھا ہی لی۔۔

جانتی تھی حسنین دلآور خان بہت ضدی تھا۔۔۔

! رات کے اس پہر کوئی تماشہ نہ کھڑا دے کہیں

دوسری طرف خاموشی تھی اتنی کہ اس نے بولنا چاہا مگر وہ بول اٹھا۔۔

" ! بہت پچھتائو گی تم "

وحشت میں لپٹے ہوئے وہ الفاظ اسے گنگ کر گئے

چاہت کا دل یکبارگی سے دھڑکا۔۔۔

اس سے پہلے وہ لب کھولتی کال کٹ گئی۔۔۔

وہ فون ہاتھ میں لیئے غائب دماغی سے کھڑی تھی کہ

" ! کس سے بات کر رہی ہو تم "

مہران کی آواز پر وہ بد حواس سی ہو کر پلٹی اور فون اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔۔۔

اسکی آنکھیں اور چہرہ عجیب سی سختی لیئے ہوئے تھا۔۔۔

" ! کس سے بات کر رہی تھی تم "

اس نے اسی سختی سے سوال دہرایا تھا۔۔

چاہت سر تا پا لرزی

" !پ۔۔۔پتا نہیں! رانگ نمبر تھا شاید "

" تم تو ایسے ڈر گئی جیسے کوئی بھوت دیکھ لیا ہو "

وہ جھکتے ہوئے فون کی طرف متوجہ ہوا تو چاہت کی سانس سینے میں سمائی تھی۔۔۔

وہ روٹین کے کام کرنے فارغ ہوئی تھی

کہ پورچ میں ہارن کی آواز سنائی دی۔۔۔

اس نے حیران ہوتے ہوئے کمرے کی کھڑکی سے نیچے جھانکا ابھی تو مہران ! کو آفس گئے ہوئے چند ہی گھنٹے گزرے تھے اس وقت کون ہو سکتا ہے

" !!! مہران "

اسکے لبوں بے ساختہ چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

وہ برق رفتاری سے کھڑکی کے آگے سے ہٹی اور بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی۔۔۔

تیز تیز دھڑکتے دل کے سیڑھیاں اترتے ہوئے

اسکے زہن میں اک جملے بازگشت بہت شدید تھی۔۔۔

" ! بہت پچھتائو گی تم "

اسکے قدموں کی رفتار یکایک دھیمی پڑ گئی۔۔

یوں جیسے جان باقی نہ رہی ہو۔۔۔

" ! بہت پچھتائو گی تم "

اسکے قدموں کی رفتار یکایک دھیمی پڑ گئی۔۔

یوں جیسے جان باقی نہ رہی ہو۔۔۔

" کیا۔۔۔ہوا یہ سب ؟ "

اسے اپنی ہی آواز اجنبی معلوم ہونے لگی۔۔۔

" انکا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا بھا بھی مگر آپ فکر مت کریں ہم لوگ ہاسپٹل سے ہی آرہے ہیں مائنر سی چوٹیں آئی ہیں آپ ٹینشن نہ لیں

احمر نے مہران کو صوفے تک لے جاتے ہوئے تسلی آمیز لہجے میں کہا تھا۔۔

چاہت کا رنگ سنتے ہی فق ہو چکا تھا۔۔

" ! ادھر آئو میرے پاس "

مہران نے اسے پکارا۔۔ مگر وہ متوحش سی کھڑی تھی

چاہت ؟؟؟"اس نے پھر پکارا "

جی۔۔"وہ سر تا پا لرز رہی تھی۔۔۔"

مرے مرے قدموں کو اٹھاتے ہوئے اسکے قریب بیٹھ گئی۔۔۔

میں چلتا ہوں اب ! خیال رکھیئے گا مہران کا۔۔اگر کسی چیز کی ضرورت ہو "

"تو بے جھجک کال کر دیجئے گا

احمر اسے چھوڑ کر اجازت لیتے ہوئے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

" یہ سب کیا ہوا؟؟ کیسے ہوا۔۔آپ تو آفس گئے تھے ؟ "

اسکی آواز کپکپا رہی تھی

" بس کچھ لوگ ہیں جو میری کامیابی سے ناخوش ہیں.. تم فکر مت کرو میں ٹھیک ہوں "

وہ ایسے بولا جیسے کوئی بڑی بات نہ ہو۔۔

" کیا مطلب مہران؟ کوئی اس حد تک کیسے جا سکتا ہے!!! ہمیں ایف آئی آر درج کروانی چاہیئے ایسے لوگوں کے خلاف۔۔آپ اتنے ریلیکس کیسے ہو سکتے ہیں "

اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔۔

" تم سنبھالو خود کو چاہت۔۔ایسے لوگوں کے خلاف میں ضرور کوئی نہ کوئی ایکشن لوں گا۔۔ "

وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا تھا

اس نے بازو کا حصار کھینچ کر اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔۔۔

وہ مارے خوف و وحشت کے اسکے سینے میں چھپ گئی۔۔۔

"! پیکنگ مکمل کروالی تم نے۔۔میں نے ملازمہ کو بھیجا تھا "

ایشان نے اسکے کمرے میں جھانکتے ہوئے پوچھا۔۔

" ہونہہ۔۔تم تو ایسے بی ہیو کر رہے ہو جیسے پکنک پر جا رہے ہیں "

وہ تلخ ہوا

" ! پکنک پر بھی جا سکتے ہیں اگر تم چاہو تو "

ایشان نے مسکراتے ہوئے کہا اور الماری سے شرٹس نکال کر فولڈ کرنے لگا

---

اس نے تلخی سے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے سگریٹ سلگالی۔۔۔

ایشان نے لب بھینچتے ہوئے اس کی حرکت دیکھ کر نفی میں سر ہلایا پھر

پلٹ کر مصروف ہو گیا

" یہ پہلی اور آخری بار ہے۔۔وہاں جانے کے بعد تم سینسیبلی بی ہیو کروگے۔۔اور یہ سگریٹ وغیرہ چھوڑو یار۔۔اچھے آدمی کی نشانی نہیں یہ "

" ہونہہ۔۔اچھا آدمی،اچھے لوگ،اچھائی،اچھی باتیں۔۔سب کتابی باتیں ہیں ! "

اس نے تمسخر اڑایا

ایشان نے پلٹ کر اسے دیکھا اور دیکھتا چلا گیا۔۔

" کیوں کرتے ہو اتنی محبت ان سے !انہیں تو قدر بھی نہیں تمہاری ! "

" نہیں کرتا میں ان سے محبت "

اس کے لہجے میں خفگی کا عنصر تھا

" تمہاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہیں "

وہ رک کر بولا اور پھر تیزی سے بیگ کی زب بند کر کے بکھیرا سمیٹنے لگا۔۔

اس نے حسنین دلآور خان کو لاجواب کر دیا تھا۔۔۔

وہ دیر تک اسکی بات کے سحر میں جکڑا رہ تھا۔۔۔

کیا یہ سب اتنا ظاہر تھا کہ ہر کوئی اسکی آنکھیں پڑھ لے ! مگر

اپنے آپ کو سنبھالنے میں اسے اک عمر درکار تھی۔۔

یہ عشق کا جادو تھا۔۔۔

اور وہ کچی عمر میں پکی محبت کر بیٹھا تھا۔۔۔

اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلی اور وہیل چیئر گھمانے لگا۔۔

اسے چینج کرنا تھا کیونکہ فلائٹ کا ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔

---

مہران پر سکون سا آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

چاہت بیڈ کے دوسری جانب عشاء کی نماز ادا کر رہی تھی۔۔۔

وہ ایکدم سے بے چین ہو کر اٹھا اور گھڑی پر وقت دیکھنے لگا۔۔

چاہت نے سلام پھیرا اور سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا

" کچھ چاہیئے تھا آپ کو؟ "

آج نین کی فلائٹ تھی یار میرے ذہن سے نکل گیا۔۔تم نماز ادا کر لو "

" پھر ہم چلتے ہیں

" کوئی ضرورت نہیں ہے اور آپ ایسی حالت میں جا بھی نہیں سکتے "

اس نے بارعب لہجے میں حکم صادر کیا

" کچھ نہیں ہو گا یار۔۔بس کچھ دیر کی ہی تو بات ہے "

وہ بضد ہوا تھا۔۔

مگر چاہت کے دل میں نین کے لئے نفرت ہی نفرت تھی۔۔۔

" ٹھیک ہے آپ جائیں پھر میں نہیں جا رہی "

وہ کہہ کر نماز ادا کرنے لگی

مہران بہت دیر لب بھینچے اسکی پشت دیکھتا رہا پھر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا فون کی طرف بڑھا۔۔

اسنے احمر کو کال کی تھی تاکہ وہ اسکے پک اینڈ ڈراپ دے سکے۔۔

اسکے بعد وہ شرٹ چینج کرنے کی نیت سے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھا

۔۔۔

---

---

روانگی سے پہلے مہران، علینہ نور، افنان، وردہ اور اسکے گھر والے تقریباً سبھی اسے سی آف کرنے آئے تھے

مگر جس ہستی کا اسے انتظار تھا

! وہ نہ آسکی نہ ہی اسے آنا تھا

مہران آیا تھا۔۔۔

اسکے ایکسیڈنٹ کے بارے میں سن کر نین کو شاک لگا۔۔۔

کوئی ڈھارس، کوئی تسلی

!کچھ نہیں۔۔۔

تم نے کتنا بدل دیا ہے مہران کو۔۔ مجھ سے بد گمان کر دیا ہے مہران کو "

"۔۔۔! میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا چاہت ابراہیم

اس کا دل بری طرح سے ٹوٹ چکا تھا۔۔۔

وہ جو توقع کر رہا تھا مہران اسے گلے لگائے گا،

تسلی دے گا،

مگر اک رسمی سے مصافحے سے الوداع کہتے ہوئے

وہ اپنی طبیعت خرابی کا بہانہ کر کے چلتا بنا۔۔۔

اس کا دل چاہا چلتے جہاز سے چھلانگ لگا دے۔۔۔

اس نے ساری منفی سوچوں کو دماغ سے جھٹکتے ہوئے سیٹ کی پشت سے

ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

جس سفر پر وہ جا رہا تھا اسے کوئی امید نہیں تھی

وہ کامیاب ہو گا، اور۔۔۔اب تو چاہ بھی باقی نہیں رہی تھی۔۔

یوں لگ رہا تھا

سب کچھ ختم ہو چکا ہے۔۔

سب کچھ

---

" بابا کہاں ہیں؟ "

ثمینہ بیگم نے ہینڈ کیری تقریباً کائوچ پر پھینکتے ہوئے عجلت اور بے چین لہجے میں ملازم سے دریافت کیا تھا۔۔

" اسٹڈی میں ہیں بی بی جی "

اس کے قدم تیزی سے اسٹڈی کی طرف بڑھنے لگے۔۔

" آپ نے اچھا مزاق کیا بابا میرے ساتھ اگر آپ کو میرا منصوبہ پسند نہیں آیا تھا تو منہ پر انکار کر دیتے میں اپنے طریقے سے معاملہ ہینڈل کر لیتی "

اویس لغاری نے کتاب پر نشانی لگاتے ہوئے کتاب کو بند کیا اور سائیڈ پر رکھتے ہوئے اسکی طرف متوجہ ہوا۔۔

" تم اس معاملے میں مت پڑو مجھے دیکھنے دو یہ سب، تم گھر بیٹھو۔۔اگر تمہارے شوہر کو علم ہو گیا کہ تم بھی اس حملے میں ملوث ہو تو مسلہ بن سکتا ہے "

انہوں نے بیٹی کو رسان سے سمجھایا اور باز رہنے کی تاکید کی

" وہ سب تو ٹھیک ہے مگر آپ کے دماغ میں چل کیا رہا ہے۔۔۔مہران بچ کیسے گیا؟ "

وہ بے صبری سے کہتے ہوئے کرسی کھینچ کر ان کے سامنے بیٹھ گئیں

" ہم نے پلان بدل دیا ہے ! "

مطلب؟ سمجھی نہیں میں؟" وہ الجھی "

مہران کو مارنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا۔۔۔ہاں اگر ہم اسکا سب کچھ "
چھین کر سڑک پر لے آئیں تو منہ کے بل گرے گا۔۔ہم اسے ناک
" رگڑنے پر مجبور کر دیں گے

" ! مگر اس سب میں میرا تو کوئی فائدہ نہیں ہو گا بابا "

وہ بدمزہ ہوئیں۔۔

چاہت ابراہیم کا نام دے دیا ہے میں نے اپنے آدمیوں کو مہران فرید کی "
" ! جگہ

" کیا۔۔۔! واقعی؟ "

ثمینہ بیگم کا چہرہ کھل اٹھا۔۔

ہاں مگر اس کے لئے تمہیں صبر کرنا ہو گا۔۔ہم موقع اور وقت دیکھ کر "
وار کریں گے۔۔تاکے ہم پر شک کا خیال بھی کسی کے دماغ سے نہ گزرے
"

" بلکل بابا "

ثمینہ بیگم نے گردن اکڑاتے ہوئے حامی بھری اور آنے والے وقت کی خوشیوں کا سوچتے ہوئے لطف لینے لگیں۔۔۔

اس بات سے بے خبر کہ وردہ نے انکی اک اک بات سنی تھی۔۔۔

وہ شاک سے دھڑکتے دل کو تھامے دیوار سے لگی مجسم کھڑی رہی۔۔۔

---

" آپ کی دوائی کا وقت ہو گیا ہے "

وہ جانے کن خیالوں میں منہمک تھا کہ نرس نے اسے مخاطب کیا۔۔۔

" ! مجھے نہیں کھانی "

اس نے منہ پھیر لیا۔۔

ایشان نے کتاب سے سر اٹھا کر دیکھا اور نرس کو آنکھوں ہی آنکھوں میں
اشارہ کیا تھا۔۔
نرس کمرے سے چلی گئی تو وہ اٹھ کر نزدیک آیا تھا۔۔
" کیا تکلیف ہے؟ "
وہ ایسا ہی رہتا تھا جب سے یہاں آیا تھا۔۔
کھینچا کھینچا سا، بیزار سا
ایشان ہی بہلا پھسلا کر اسے روز دوا کھلا دیا کرتا تھا۔۔
نرس روز اسے ایکسر سائز کروانے آتی،
ایشان بھی اسے واک پر لے جایا کرتا،
! ڈاکٹرز کی مسلسل نگرانی میں رہتا تھا۔۔ مگر
وہ گم سم سا تھا۔۔
تلخ و ترش واقعات نے ایسا ذہن سکون مسخ کیا تھا کہ
اب اسے نیند کی گولیاں کھائے بغیر چین نہیں آتا تھا۔۔

! اسکی روح تو چاہت ابراہیم میں تھی

یہ جسم تو اک مٹھی کا کھلونا تھا

جسے وہ دماغ کے اشاروں پر گھسیٹ رہا تھا۔۔

! وہ خوش ہے اپنی زندگی میں

اسکے گماں میں اسکا خیال بھی نہ گزرتا ہو گا اور وہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا تھا

! اسکے پیچھے

یہ انتقام و نفرت کی راہیں تھی جو دن بدن پھیلتی جا رہی تھی۔۔

جانے وہ کیا کیا سوچتا رہتا، سارا سارا دن ایک نقطے کو گھورتا رہتا۔۔۔

انہیں یہاں آئے ہوئے دوسرا ہفتہ تھا۔۔

وہ بھرپور کا پریٹ کر رہا تھا۔۔

ایشان اسکی پرفارمینس سے خوش تھا۔۔

اسکی کنڈیشن پہلے سے بہت امپروو ہوئی تھی۔۔

مہینے کے آخر میں اسکی فائنل سرجری تھی۔۔

اگر آپ مائنڈ کریں تو کیا میں پوچھ سکتی ہوں کہ آپ کے ساتھ یہ حادثہ "
" ہوا کیسے تھا؟
اس دن اسکی فزیو تھراپسٹ نے یونہی واک کے دوران پوچھ لیا۔۔۔
اس نے چلتے چلتے رک کر اسے ناگوار نظروں سے دیکھا۔۔۔ جیسے اسے
سوال پسند نہ آیا ہو۔۔
بہت سے ناخوشگوار واقعات کا ریلہ اسکے ذہن میں امڈ آیا۔۔
اگر آپ جواب نہیں دینا چاہتے تو کوئی بات نہیں۔۔ لگتا ہے کسی نے "
" بہت بری طرح سے دل توڑا ہے آپکا
ہونہہ! صرف دل نہیں توڑا اس نے۔۔ زندگی برباد کر دی اس نے "
" میری

اس کی بڑبڑاہٹ نرس نے بخوبی سنی تھی۔۔

اس نے آپکے ساتھ برا کیا ہے نا۔۔دیکھنا اس کے ساتھ اس سے بھی "

" بہت برا کچھ ہو گا

" ! شٹ اپ "

وہ اتنی زور سے چیخا کہ لڑکی کانپ گئی۔۔آس پاس لوگ متوجہ ہونے لگے

وہ غم و غصے سے دیوانہ سا ہو گیا۔۔

پاگلوں کی طرح اسنے بے نقط لڑکی کو سنا ڈالی۔۔۔

وہ جیسی بھی تھی اسکی محبت تھی۔۔

اسکے متعلق اسے ہر حق حاصل تھا مگر کسی دوسرے کی کیا مجال جو اسکی

! ذات پر سوال بھی اٹھاتا

ابھی وہ قدم قدم چلنے لگا تھا مگر طیش کے احساس نے اسے سب احساس بھلا

دیئے تھے

وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے روم کی طرف بڑھا اور کمرہ اندر سے لاک کر لیا

---

رات جب بیڈ پر سونے کے لئے لیٹا تو بہت دیر تک اسی کے بارے میں

سوچتا رہا تھا۔۔۔

کتنی مشکل سے خود کو سنبھالا تھا۔۔

کتنی بے رحمی کسی نے اسکے زخم پھر سے ادھیڑ دیئے تھے۔۔۔

اس نے انتظامیہ فوری طور پر اپنی فزیوتھراپسٹ کے تبادلے کی درخواست

کی تھی۔۔۔

ایشان کو اسکی بے تکی بات پر بہت غصہ آیا تھا۔۔

وہ اسکے سر پر کھڑا وجہ جاننے پر اسرار کر رہا تھا۔۔

مگر اس نے بھی نہ بتانے کی قسم کھائی تھی۔۔۔

" اور پھر تم کہتے ہو کہ تم محبت نہیں کرتے اس سے ؟ "

وہ جو کب سے اسے گھور رہا تھا، کہنے لگا۔۔

سیاہ گھنی پلکیں وا کر کے اسے دیکھا

" فزیوتھراپسٹ نے بتادی ہے ساری بات مجھے خود۔۔ میں تو تمہاری

" زبان مبارک سے سننا چاہ رہا تھا

" ایشان پلیز۔۔ میرا دماغ پہلے ہی بہت خراب ہے۔۔ تم اور مت کرو "

وہ سونا چاہتا تھا۔۔

اس نے نیند کی دوائوں کی شیشی اٹھائی ہی تھی کہ ایشان نے اسکے ہاتھ سے

چھین لی

" سوچنا بھی مت "

" ایشان پلیز یار۔۔۔ میں سونا چاہتا ہوں "

اس نے منت کی تھی

" تم عادی ہو جائو گے اور یہ اچھی بات نہیں ہے۔۔ اگر تم سونا چاہتے ہو تو

" آنکھیں بند کرو اور چپ چاپ لیٹ جائو

ایشان نے بے رحمانہ لہجے میں کہااور شیشی مٹھی میں دبوچے کتاب اٹھا کر کمرے سے نکل گیا۔۔

نین نے بھاری سانس سینے میں کھینچی اور جلتی ہوئی آنکھیں رگڑتے ہوئے جیب سے سگریٹ کا پاکٹ نکال لیا۔۔

یہ اس نے وارڈ بوائے کو رشوت دے کر منگوائی تھی۔۔

وہ اکثر ایشان سے چھپ کر سگریٹ پیا کرتا تھا۔۔

ٹریٹمنٹ کے دوران سگریٹ نوشی یا کوئی دوسرا نشہ صحت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔۔

ڈاکٹرز نے سختی سے منع کیا تھا مگر وہ بے چین تھا۔۔

اسکا دل بے چین تھا۔۔۔

! اسکی روح بے چین تھی۔۔وہ کیا کرتا

کیسے سکون تلاش کرتا۔۔

" چلیں مہران۔۔۔؟"

وہ پلاستر چینج کروانے کے بعد ڈاکٹر سے ملنے گئی تھی کہ واپسی میں کمرے میں مہران کی غیر موجودگی اسے چونکا گئی۔۔

" مہران؟ "

وہ سست روی سے چلتی ہوئی راہداری میں متلاشی نگاہوں سے دیکھنے لگی

۔۔۔

ساتھ ہی مہران کا نمبر ڈائل کر رہی تھی کہ راہداری کے کونے سے آتی آواز نے اسے چونکا دیا۔۔

" بہتر ہو گا کہ اب تم نین اور اسکے باپ کے درمیان نہ آئو ورنہ میں نین کو سب کچھ بتا دوں گی کہ کیسے تم نے شروعات سے ہی اسکے دماغ میں اسکے باپ کے خلاف زہر بھرنا شروع کر دیا تھا

"ہونہہ۔۔ تمہیں لگتا ہے وہ تمہارا یقین کرے گا "

تنز و ذہر میں بجھا ہوا جملہ اسکے کانوں تک بخوبی پہنچا تھا۔۔۔

وہ ششدر رہ گئی۔۔۔

مہران نے ایسا کیوں کہا؟

" کرے گا یقین۔۔۔ ضرور کرے گا جب وہ تمہارا اصل چہرہ دیکھے گا "

وہ دھیما سا ہنس دیا اور سر اٹھا کر سامنے کھڑے نفوس کو دیکھنے لگا کہ اسکی نظر چاہت پر پڑی تو جملہ لبوں میں دبا گیا۔۔۔

چاہت۔۔۔!" وہ تیزی سے اسکی طرف بڑھا "

"آپ۔۔۔ کمرے میں نہیں تھے تو میں آپ کو ڈھونڈتی ہوئی۔۔۔ "

اس نے بات ادھوری چھوڑ کر متلاشی نگاہ دوڑا کر اس شخص کو دیکھنا چاہا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔۔

چلیں؟" مہران نے جلدی سے کہا "

" کون تھا؟ کس سے بات کر رہے تھے آپ؟ "

اس نے جواب دینے کے بجائے سوال پر سوال کیا۔۔

" کوئی نہیں بس آفس کا ورکر مل گیا تھا ایک۔۔۔اسی سے حال احوال پوچھ رہا تھا "

مہران نے سہولت سے بات ٹال دی۔۔یہ جانے بغیر کے باہر اسکی باتیں سن چکی ہے۔۔۔

مگر اسے مہران کی باتیں کلک ہو رہی تھی وہ الجھی الجھی سی اسکے قدم کے ساتھ قدم ملاتی آگے بڑھنے لگی۔۔۔

---

"اب کیسا محسوس کر رہے ہیں آپ؟ سر میں درد تو نہیں؟ "

"نہیں۔۔۔ "

وہ بہت غور سے اِس فزیوتھراپسٹ کو دیکھ رہا تھا جیسے اس کے نقوش میں کسی کو تلاش کر رہا ہو۔۔

"ڈاکٹر صاحب نے کہا ہے آپ اپنی ڈائٹ کا خاص خیال رکھیں "

" آنہاں۔۔تم ہو نا میرا خیال رکھنے کے لئے "

وہ ایک ٹک اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔

وہ کنفیوژ سی ہو کر اسے دیکھنے لگی

" آئم سوری۔۔۔اس دن کے لئے "

وہ پلٹ کر جانے لگی تو اس نے کلائی تھام لی۔۔

اسکا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔۔

" اٹس اوکے "

اس نے جلدی سے اپنی کلائی چھڑائی اور کمرے سے نکل گئی۔۔چوکھٹ پر ایشان جانے کب سے کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔۔

" کیا ہو رہا تھا یہ سب ؟ "

اس نے چبھتے ہوئے لہجے میں پوچھا

" وہی جو تم دیکھ رہے ہو "

وہ اسے کے لہجے میں بولا

" تم فلرٹ کر رہے ہو اس معصوم لڑکی سے ؟ "

ایشان کو جیسے یقین نہیں آیا

ہونہہ معصوم !" و "

ہ تزیہ ہنسا۔۔ کھوکھلی ہنسی

ایشان لمحے بھر کے لئے لاجواب ہو کر رہ گیا۔۔

پھر کچھ کہنے کے لئے زبان کھولی تھی مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو گیا۔۔

شاید جو اسے دیکھنے اور سمجھنے میں غلطی ہوئی ہو اور ایسا نہ ہو جیسا اسے محسوس ہوا۔۔

" تم نے میڈیسن لی اپنی ؟ "

ہمممم " وہ کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔ "

باہر چلیں کہیں ؟آئوٹنگ بھی ہو جائے گی پھر تم بھی ہاسپٹل کا کھانا کھا "

" کھا کر تنگ آ گئے ہوں گے تمہیں کچھ لائٹ سا کھلاتا ہوں

" نہیں تم جائو میرا دل نہیں چاہ رہا "

اس نے بے دلی سے کہا اور پلٹ کر لیٹ گیا۔۔

" جیسے تمہاری مرضی "

ایشان نے اپنا کوٹ اٹھایا اور کمرے سے نکل گیا۔۔

اسکے جانے کے بعد نین نے لمبی سانس کھینچی اور کھڑکی کے قریب جا سگریٹ سلگالی۔۔۔

---

---

وہ کئی دنوں سے ہمت جمع کر رہی تھی کہ مہران سے وہ بات دوبارہ پوچھے مگر جسارت نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

"آپ کی کافی "

" تھینک یو "

اس نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔

وہ کافی دیر اسکے پاس کھڑی رہی مگر

مہران متوجہ نہ ہوا۔۔

وہ کئی دنوں سے عجیب سا بی ہیو کر رہا تھا

یا پھر چاہت کو ایسا محسوس ہوا۔۔

وہ خاموشی سے پلٹ گئی۔۔

ملازمہ نے کچن سمیٹا اور اس نے رات کے کھانے کا خاص اہتمام کیا تھا

کیونکہ

ڈنر پر ثمرہ بیگم اور انکی فیملی انوائٹڈ تھے۔۔

" !مجھے اک کپ کافی کا ملے گا "

کہہ کر وہ فون پر انگلیاں چلانے لگا۔۔

اسکا لہجہ ہی نہیں نگاہیں بھی بدلی بدلی سی تھی

چاہت کو شک نہیں یقین ہونے لگا تھا۔۔

اس نے ہاں میں سر ہلایا اور کپ اٹھا کر پلٹ گئی۔۔

اس نے گاہے بگاہے کافی بناتے ہوئے پلٹ کر اسے دیکھا

مگر مہران مسلسل فون پر مصروف تھا۔۔

" آپ بتا کیوں نہیں دیتے کہ اس نے دن وہاں کون تھا؟ آپ نے اس سے کیا بات کی؟ "

اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہونے لگا

" سوری؟ "

اسکے لہجے کی اجنبیت چاہت کا دل چیرنے لگی۔۔

" آپ ہاسپٹل میں کس سے بات کر رہے تھے نین کے بارے میں؟ "

" نن آف یور بزنس "

وہ انتہائی روڈ لہجے میں بولا اسے بھی غصہ آگیا۔۔

" میں نے سب سنا آپ کیا کہہ رہے تھے "

مہران اک لمحے کو رکا

کیا سنا تم نے ؟" اسکے چہرے پر سختی بڑھنے لگی "

" کہ کیسے آپ نین کی آڑ میں اپنا انتقام لے رہے ہیں ان لوگوں سے "

" اگر ایسا ہے تو تمہیں کیوں اتنی پرواہ ہے نین کی ؟"

وہ اک قدم نزدیک آیا۔۔

"مجھے پرواہ ہے کیونکہ۔۔۔ "

وہ رکی۔۔ پھر چونک کر پوچھا

" کیا کہنا چاہتے ہیں آپ ؟ "

اسکا دل بری طرح سے دکھا تھا

" رہنے دو۔۔ بہتر ہے تم میرا منہ بند ہی رہنے دو "

" ایک منٹ ؟ میں نے جو پوچھا ہے اسکا جواب دیں "

اس نے نرمی سے بازو تھام کر اسے روکا تھا

مگر مہران نے بہت بے دردی سے اسکا ہاتھ جھٹکا۔۔

چاہت کا ہاتھ گرم گرم فرائنگ پین سے ٹکرا گیا۔۔

اسکے لبوں سے درد بھری سسکاری نکلی اک لمحے مہران بھی چونک پھر اسکے چہرے پر وہی سختی چھا گئی۔۔۔

" کیا رشتہ ہے تمہارے اور نین کے درمیان؟ "

" کیا۔۔۔؟ "

وہ سارا درد اور جلن بھول بھال کر آنسوئوں سے لبریز شاکی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

! وہی ہوا جس کا ڈر تھا۔۔

" تم۔۔۔۔ تم اس سے محبت کرتی تھی...؟؟ "

وہ غم و غصّے کو ضبط کرتے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

" آپ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں "

اس نے کمزور سی آواز میں کہا

وہ انتہائی طیش کے عالم میں اسکے نزدیک آیا

"الزام نہیں لگا رہا سچ کہہ رہا ہوں تم۔۔۔۔تم۔۔۔ "

اس نے لب بھینچتے ہوئے۔۔۔شہادت کو انگلی کو مضبوط مٹھی میں بھنچ لیا

شرم نہیں آئی تمہیں!!!! نین اور تم۔۔۔میں سوچ بھی نہیں سکتا "

"تھا

مہران سے مزید وہاں کھڑے رہنا دشوار ہو رہا تھا۔۔

وہ شعلے برساتی نگاہوں کو اسکی سرخ و سپید چہرے پر ڈال کر لمبے لمبے ڈگ

بھرتا کچن سے نکل گیا۔۔

چاہت بھاری بھاری قدم اٹھاتی پاس پڑی کرسی پر ڈھے گئی۔۔

اسکی نیک نیتی اسے اسطرح سے ذلیل و رسواء کرے گی اسے اندازہ نہیں تھا

۔۔۔

چاہت بہت دنوں سے اسکا ناروا سلوک برداشت کر رہی تھی۔۔وہ بات کرنے کی کوشش کرتی تو مہران کمرے سے چلا جاتا۔۔رات کو لیٹ آتا، صبح اسکے اٹھنے سے پہلے ہی آفس چلا جاتا۔۔۔آخر

اسے یہ سب کیسے پتا چلا؟ کس نے بتایا؟

اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔۔

شاید زوئی نے بتایا ہو

!لیکن ایسا تھا تو زوئی نے اس متلعق اس سے کوئی بات کیوں نہیں کی۔۔۔

وہ سوچوں میں ڈوبی ہوئی قدم قدم چلتی ہوئی زخم پر لگانے کے لئے ڈرار سے آئمنٹ تلاش کر رہی

جب اسکے ہاتھ اک لفافہ لگا۔۔

اس نے کھولا تو یونہی تھا

مگر تصویریں دیکھ کر اسکی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئیں۔۔یہ اسکی اور نین کی اسکول کی تصویر تھی۔۔

نین کی اس گھٹیا حرکت کو کسی نے فون میں کیپچر کر لیا تھا۔۔اس تماشے میں بہت سے اسٹوڈنٹ تھے

یہ حرکت کسی کی بھی ہو سکتی ہے مگر مہران کو یہ تصویریں کس نے بھیجی ہوں گی۔۔۔!

" نین تم اتنا گر جائو گے مجھے آئیڈیا نہیں تھا "

اس نے نفرت سے سوچا۔۔۔

وہ تصویریں اٹھا کر پلٹی ہی تھی کہ سامنے مہران کھڑا تھا۔۔۔

" تو یہ بات تھی؟ "

" واپس رکھ دو ان تصویروں کو "

وہ ملگجے سے لہجے میں کہہ کر صوفے پر براجمان ہو گیا۔۔

" کیوں مہران ! آپ نے مجھ پر الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے اک بار

" بھی نہیں سوچا مجھے پر کیا بیتے گی مجھے کتنا دکھ ہو گا

اسکا لہجہ نہ چاہتے ہوئے بھی بھیگنے لگا

" میں نے الزام نہیں لگایا صرف سوال پوچھا تھا چاہت "

وہ تھکا ہوا لگ رہا تھا

"آپ اتنا تو سوچ لیتے کہ میں بھی صفائی میں کچھ کہنے کا حق رکھتی ہوں "

میں نے صرف تم سے سوال پوچھا تھا چاہت اور میں اسکا حق رکھتا ہوں "

"

وہ زچ ہو کر کہنے لگا۔۔

اسکی نظروں کی چبھن چاہت کو بری طرح چبھنے لگی

سب حق آپ ہی کو حاصل ہیں۔۔آپ کا دل چاہے آپ الزامات "

لگائیں۔۔آپ کا دل چاہے سوال پوچھیں۔۔میں کچھ نہ پوچھوں۔۔کچھ نہ

" کہوں

وہ کہتے کہتے رو دی۔۔

اتنے دنوں سے اسکی بے رخی سہتے سہتے اسکی ہمت ختم ہو چکی تھی

اس نے غصے سے تصویریں وہیں پھینکیں اور آئمنٹ اٹھا کمرے سے نکل گئی

۔۔

"!چاہت۔۔۔چاہت رکو"

مہران پکارتا رہ گیا مگر اس نے اک نہ سنی اور تیزی سے سیڑھیاں اترتی ہوئی

ڈرائنگ روم میں چلی گئی۔۔

کافی دیر تک آنسو بہانے کے بعد وہ تھک چکی تو

مہران فریش ہو کر وہاں آیا تھا۔۔

" کین یو اسٹاپ اٹ چاہت ! مجھے بھوک لگی ہے "

اسے آنسوؤں سے دھلا چہرہ دیکھ کر وہ قدرے نرم پڑ گیا

میں آپ کی نوکر نہیں ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت ہے تو ملازمہ سے " "کہیں

اس نے انتہائی لہجے میں کہا۔۔

مہران لمبا سانس کھینچ کر اسکے سامنے بیٹھ گیا۔۔

"آئم ٹیلنگ یو اگین چاہت۔۔میں صرف تم سے سوال کر رہا تھا۔۔ "

" !ایسے پوچھا جاتا ہے سوال۔۔۔ "

اس نے روتے ہوئے اپنی کلائی دکھائی۔۔

جسے دیکھ کر مہران کا دل موم ہوا تھا۔۔

اسے الزام تراشی کہتے ہیں مہران۔۔سوال نہیں؟اگر آپ کو کوئی سوال "

"!پوچھنا تھا تو آپ ڈاریکٹ میرے پاس آتے

" آئم سو سوری "

اس نے نرمی سے کلائی تھامتے ہوئے کہا۔۔

نو یو آر ناٹ سوری مہران۔۔آپ کے رویے سے ہی لگ رہا ہے...تو "

سنیں۔۔وہ گھٹیا شخص حسنین دلاور میرے پیچھے پڑا تھا۔۔میرا اس سے

" کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔میں اس سے نفرت کرتی ہوں

اس نے نفرت انگیز لہجے میں کہا

گھٹیا؟"مہران کا چہرہ سپاٹ تھا "

آپ جانتے ہیں اس نے مجھے اغواتک کر لیا تھا اور رہائی کی شرط مجھ سے "
" نکاح کی رکھی تھی

" نین ایسی جسارت نہیں کر سکتا "

اس نے نہ صرف چاہت کی کلائی چھوڑی بلکہ رخ پھیر لیا

وہ ایسی جسارت کر چکا ہے مہران فرید۔۔اگر آپ کو یقین نہیں تو اسکول "
" کی انتظامیہ سے رابطہ کر لیں وہ آپ کو سب کچھ سچ سچ بتادے گی

اس نے کہا اور جانے لگی۔۔

" رکو۔۔ "

مہران نے اسکی کلائی تھام کر اسے دوبارہ بٹھایا۔۔

میں نہیں جانتا کون سچ کہہ رہا ہے کون جھوٹ۔۔اور میں یہ بھی نہیں "
جانتا کہ میرے پاس کتنا وقت ہے.. یہ لڑائی جھگڑا چھوڑ کر بچے کچے دن
" میں سکون سے گزارنا چاہتا ہوں
وہ چاہت کی روح فنا کر گیا۔۔۔
" کیا۔۔۔کیا مطلب؟ "
اسکی پلکوں سے چند آنسو بہہ نکلے
مطلب کچھ بھی نہیں۔۔جو میں کرنے جا رہا ہوں بہت سے لوگ میرے "
" خلاف سازشیں کر رہے ہیں میں جانتا ہوں۔۔کچھ بھی ہو سکتا ہے یو نو
تو ہم پولیس میں بھی تو رپورٹ درج کروا سکتے ہیں مہران۔۔میں نے "
" پہلے بھی آپ سے کہا ہے آپ نے میری بات کو سیریئس نہیں لیا
وہ ایکدم سے بے حد پریشان نظر آنے لگی
ضرورا گر تم کہہ رہی تو رپورٹ درج کروانی پڑے گی۔۔تمہاری کوئی "
" بات ٹالی ہے آج تک

وہ مسکرایا۔۔پہلے کی مانند۔۔

محبت سے، خوبصورتی سے

مگر یہ مسکراہٹ چاہت کو پر سکون کرنے کے بجائے پریشانی کی اتھاہ گہرائیوں میں اتار گئی۔۔

" چلو جلدی سے کھانا لگاؤ میں ایک فون کال کر کے آیا۔۔ پھر مل کر کھانا کھاتے ہیں اور میرے پاس تمہارے لئے ایک سرپرائز بھی ہے۔۔۔

وہ جانے کن سوچوں میں گم تھی گاہے بگاہے کھانے کھاتے مہران پر اک نظر ڈال لیتی۔۔

اداسی اسکے اندر تک اتری ہوئی تھی۔۔

" سنو۔۔ کیا سوچ رہی ہو؟ کھانا نہیں کھاؤ گی "

مہران نے اسے متوجہ کیا

" نہیں مجھے بھوک نہیں۔۔آپ کھائیں "

اسنے تاثرات نارمل کرنے کی سعی کی تھی

" اچھا سنو۔۔ ثمرہ آپی نے ہمیں ہنی مون کے ٹکٹس گفٹ کیئے تھے
شادی کے تحفے کے طور پر۔۔ میں کچھ ضروری کاموں کی وجہ سے اس پلین
" کو ملتوی کرتا جا رہا تھا مگر اب میں فری ہوں
وہ بات مکمل کر کے اسکی طرف دیکھنے لگا۔۔
" تمہارے کوئی پلینز تو نہیں "
"نہیں۔۔ کچھ خاص نہیں "
" اداس لگ رہی ہو؟ خوشی نہیں ہوئی تمہیں؟ "
وہ اب کھانا چھوڑ کر مکمل اسکی طرف متوجہ ہوا
" ایسی بات نہیں ہے بس یونہی کچھ اچھا نہیں لگ رہا "
وہ اچانک بدلتی کیفیات کو بیان نہیں کر سکی
دیکھو چاہت۔۔ میں نے زندگی میں صرف تم سے پورے دل سے محبت "
کی ہے۔۔ اور زندگی بھر اس محبت میں کمی نہیں ہو گی بشرطیکہ تم نہ صرف
" اس رشتے کے ساتھ بلکے میرے ساتھ بھی مخلص رہو

خدا گواہ ہے میں نے پورے دل و جان سے اس رشتے کو قبول کیا ہے "

" مہران

اس کی آواز کانپنے لگی۔۔

مہران نے مسکرا کر اسکی پیشانی پر لب رکھے

اور ڈائننگ ہال سے نکل گیا۔۔

کیونکہ اسکا فون رنگ کرنے لگا تھا

اسے رونا آرہا تھا۔۔

مہران نے ایسا کیوں نہیں کہا کہ مجھے تم پر بھروسہ ہے ! تمہارے خلوص پر شک نہیں ! تمہاری محبت پر ایمان ہے۔۔۔ ! ان کے رشتے میں شک کا بال آچکا تھا۔۔ جسکی وجہ صرف اور صرف حسنین دلاور خان تھا۔۔۔

! تم برباد ہو جائو نین

اسکے دل سے بددعا نکلی تھی۔۔۔

اس نے برتن سمیٹ کر کچن کا رخ کیا۔۔۔

مہران فون کال سن کر لوٹا تو اسکا رنگ فق تھا۔۔۔

جیسے سارا خون نچوڑ لیا گیا ہو۔۔۔

مہران !"اس نے پکارا "

مگر وہ سن نہ سکا سبک روی سے چلتا ہوا کمرے کی طرف بڑھ گیا۔۔۔چاہت سر جھٹک کر کچن میں چلی گئی۔۔۔

---

وہ اپنے آپ کو نارمل رکھنے کی بہت کوشش کر رہی تھی مگر ساری کوششیں ناکام ہوتی جا رہی تھی۔۔

جانے سے پہلے وہ تائی امی اور تایا ابو سے ملنے آئی تھی۔۔تایا ابو کی شفقت پا کر وہ خود پر لگے بند توڑ کر رو دی۔۔۔

اک لمحے کے لئے تو وہ بھی پریشان ہو گئے تھے

مگر اس نے اپنے تئیں ان سے اداسی کا بہانہ بنا دیا تھا۔۔

مگر وہ اندر سے کتنی پریشان تھی وہی جانتی تھی

ان سے مل کر خود ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔پیکنگ وہ پہلے ہی کر چکے تھے شام کو ان کی فلائٹ تھی۔۔اشعر بھائی، ثمرہ آپی اور زوئی سب انہیں سی آف کرنے آئے تھے۔۔۔چند گھنٹوں میں وہ لندن کے لئے فلائی کر گئے۔۔۔

" کہاں کی تیاری ہے موصوف کی؟ "

اسے اہتمام سے تیار ہوتا دیکھ کر

ایشان نے خوشگوار حیرت سے سر تا پا دیکھتے ہوئے سوال کیا

" لندن کی سڑکوں پر آوارگی کرنے جارہاہوں۔۔ چلوگے ؟ "

نین نے شوز پہنتے ہوئے اسے دیکھا۔۔

گوکہ وہ مکمل طور پر ریکور نہیں ہوا

مگر اسکا اچھا موڈ دیکھ کر ایشان بے ساختہ ریلیکس ہوا تھا۔۔

اسلئے اسے چاہتے ہوئے بھی باہر جانے سے روک نہ سکا۔۔۔

موسم اس وقت خاصا سرد تھا۔۔

ہلکی ہلکی برفباری ہورہی تھی۔۔۔

وہ لانگ کوٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا سڑک کے کنارے چلتے ہوئے جگمگاتی عمارتوں اور دکانوں پر بے نیازی سے نظر ڈال آگے بڑھ رہا تھا کہ

عین اسی پل اسٹریٹ کیفے کی کھڑکی میں کھڑے نفوس نے اسکے قدموں کو بریک لگادی۔۔

وہ منجمد ہو کر رہ گیا۔۔

" تھینک گاڈ، میں کب سے انتظار کر رہی تھی۔۔مجھے لگا تم آئو گے نہیں "
لڑکی اسکے قریب آتے ہوئے بولی تھی۔۔یہ ہاسپٹل کی وہی نرس تھی۔۔
مگر وہ متوجہ نہیں تھا۔۔
" اندر چلیں؟ "
" نہیں۔۔میرا موڈ نہیں ہے "
اسکی تڑپ اسکے کرب کا شاید ہی کوئی اندازہ کر سکے۔۔۔اسے سمجھ نہیں آرہا
تھا کہ
اپنی کم بختی کا ماتم کس طرح کرے
جسکے خیال سے چھٹکارا پانے کی خاطر وہ یہاں آیا تھا
وہ پہلے سے یہاں موجود تھی۔۔
وہ بھی اپنے محرم کے ساتھ۔۔
" کیوں کیا ہوا تمہارے موڈ کو اچانک؟ "
"میں نے کہہ دیا نا 'نہیں' تو مطلب 'نہیں'۔۔۔اب جائو یہاں سے "

وہ ایکدم چیخ کر بولا۔۔

لڑکی کا رنگ ایکدم پھیکا پڑ گیا

وہ اک دو لمحے آنسوئوں بھری آنکھوں میں تحیر لیئے اسے دیکھتی رہی پھر

وہاں سے چلی گئی۔۔

نین چاہتے ہوئے بھی اس منظر سے ہٹ نہ سکا۔۔

یہاں تک کہ چاہت کھڑکی سے کب کی ہٹ چکی تھی۔۔۔

اس نے نظریں ہٹا کر عمارت کی پیشانی پر چمکتا ہوا ہوٹل کا نام دیکھا۔۔۔

کرب کے احساس کو یکلخت دوگنا کر دیا۔۔۔

تو یہ دونوں اس ہوٹل میں ٹھہرے ہیں؟

کیوں آئے ہیں یہ یہاں؟ "

یقیناً اس سے ملنے تو نہیں آئے ہوں گے۔۔ پھر؟

ہنی مون منانے آئے ہوں گے۔۔

اس نے بے چینی سے پہلو بدلا

اور پھر سردی میں ٹھٹھرتی ٹانگوں کو حرکت دی اور الٹے قدموں پلٹ گیا

۔۔

کمرے میں آیا تو ایشان گہری نیند میں تھا۔۔

وہ انہی قدموں پلٹا اور گارڈن میں جا کر سگریٹ نوشی کرنے لگا۔۔

یہ حادثاتی تصادم اب اسے کئی راتیں جگانے والا تھا۔۔

---

چند دنوں کا پروگرام تھا جو ہفتوں پر چلا گیا۔۔

جن کی وجہ مہران کے کاروباری امور بھی تھے

اور سیاحت کا پروگرام اتنا پر لطف گزرا کہ وہ پچھلی تمام باتیں بھلا کر مستقبل کے پلان بنانے لگے۔۔۔

"! میں نے تم سے کچھ پیپر سائن کرنے کے لئے کہا تھا "

صبح ناشتہ کرتے ہوئے مہران نے اسکی توجہ دلائی

" اوہ ہاں میں پیکنگ کے چکر بھول ہی گئی ویسے کس چیز کے پیپرز ہیں یہ "

اس نے سرسری سا سوال پوچھا

" بس یونہی۔۔تم زیادہ سوچو مت سائن کردو مجھے جمع کروانے ہیں "

چاہت نے سر ہلاتے ہوئے نیپکن سے ہاتھ پونچھے

اور اپنے لک کو فائنل ٹچ دیتے ہوئے پیکنگ پر حتمی نظر ڈالی

آج وہ پاکستان واپس جا رہے تھے۔۔

مہران کے آفس کا بہت سا کام پینڈنگ پر تھا اور مسز فرید کی طبیعت بھی ناساز تھی۔

ثمرہ آپی نے رات کال کر کے انہیں آگاہ کیا تھا۔۔

مہران نے رات ہی فلائٹ بک کروالی تھی اور صبح اسے آگاہ کیا تھا

۔۔۔اسے بھی کوئی اعتراض نہیں تھا۔۔

اتنا اچھا وقت گزارنے کے بعد اسے کوئی اعتراض ہونا بھی نہیں چاہیئے تھا

---

کچھ دیر میں وہ دونوں ہوٹل چھوڑ کر ایئرپورٹ کی طرف روانہ ہو گئے۔۔۔

---

اس نے سگریٹ سلگایا اور دل جمعی سے دھواں اگلتے ہوئے کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔۔

ایشان اسے لندن کے ایجوکیشن سسٹم کے بارے میں آگاہ کر رہا تھا۔۔

وہ بے خیالی میں کوئی جملہ سن کر ہوں ہاں کر دیتا۔۔

اسکا ذہن تو کئی روز پہلے ہونے والے تصادم میں اٹکا ہوا تھا۔۔

! یقیناً وہ لوگ یہاں ہنی مون پر آئے گے۔۔

!اب تک چلے گئے ہوں گے ؟ یا نہیں شاید

! اسے جانا چاہیئے؟ یا نہیں

وہ سگریٹ ایش ٹرے میں مسل کر پلٹا اور کوٹ اٹھا کر باہر نکل گیا۔۔

" میں ذرا باہر جا رہا ہوں "

ایشان نے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ دروازہ عبور کر گیا۔۔

سڑکوں پر بے مقصد آوارگی کرتے کرتے تھک کر سڑک کے کنارے بنچ پر بیٹھ گیا۔۔

اور

اتفاق سے وہ اسی سڑک پر تھا جہاں وہ کل کھڑا تھا۔۔۔

اسکا دل چیخنے کو چاہ رہا تھا۔۔

احتجاج کرنے کو چاہ رہا تھا۔۔

! وہ یہاں کیوں آیا تھا آخر

اب تو چاہت بھی اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئی تھی۔۔

اس نے بھی خود سے عہد کیا تھا اگر اسکی یاد کبھی ذہن میں آئی بھی تو اسے ذہن سے اکھاڑ پھینکے گا۔۔

!مگر آج۔۔۔

...آج خود سے کیئے سب وعدے اور ارادے ریت کا محل ثابت ہوئے

وہ اپنے سکون کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے مسخ کر لیتا تھا۔۔۔

" ہائو مے آئی ہیلپ یو سر؟ "

ہوں ہاں!" وہ بری طرح سے چونکا "

اس نے خود کو ریسپشن پر کھڑے پایا۔۔

مجھے۔۔۔" وہ کشمکش میں مبتلا تھا۔۔ "

" مہران فرید نام کے گیسٹ کس روم میں ٹھہرے ہیں "

روم نمبر ٹو ذیرو فور میں ٹھہرے تھے۔۔ مگر آج صبح وہ لوگ جا چکے ہیں "

"

ریسپشنسٹ نے چیک کرنے کے بعد کہا

" مجھے اس روم کی کیز چاہیئے "

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کیا کہہ رہا تھا۔۔

" آئم سوری سر آپ کو پہلے ریزرویشن کروانی پڑے گی "

" یس س روم دیکھنا چاہتا ہوں پہلے "

اسکا لہجہ سپاٹ تھا

ریسپشنسٹ نے کچھ دیر سوچنے کے بعد چابی

اس کے ہاتھ میں تھمادی۔۔۔

وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوا

اک مانوس سی مہک اسکے وجود سے لپٹ گئی۔۔۔

اس نے آنکھیں بند کر کے گہری سی سانس بھری۔۔

کمرے میں ابھی بھی اسکی موجودگی کا احساس باقی تھی۔۔۔

وہ اک اک شے کو نظروں سے چھوتے ہوئے بیڈ کے قریب آکر رکا اور

اوندھے منہ بیڈ پر گر کر آنکھیں موند لیں۔۔۔اسکے سر پر جنون سوار تھا۔۔

وہ اسکی خوشبو کی تلاش میں اختیار سے باہر ہو رہا تھا۔۔

نہ جانے کب سے کیف و سرور کی دنیا میں ڈوبا رہتا کہ اسے نیند نے آلیا

۔۔۔۔

---

۔

فون مسلسل رنگ کر رہا تھا۔۔ایشان کی گیارہ مسڈ کال آچکی تھی۔۔۔ مگر وہ گہری نیند میں تھا۔۔

جب کمرے کے دروازے پر دستک تیز ہوئی

تو وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اجنبی نگاہوں کمرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

اک لمحے اسکا دل چاہا اس حرکت پر اپنے آپ کو ختم کر لے۔۔

جلدی سے جوتے پیروں میں اڑستے ہوئے کمرے سے نکلا۔۔چوکھٹ پر کھڑے شخص کو اس نے یوں نظر انداز کیا جیسے وہاں موجود ہی نہ ہو

اور مسلسل بجتے فون کو اٹینڈ کر کے کان سے لگایا تھا۔۔

" فار گاڈ سیک۔۔ فون تو اٹھا لیا کرو یار میں دل بند ہو رہا تھا کہ کہیں تمہیں

"کچھ ہو نہ گیا ہو

" تم ایک کام کرو تم دعا کرو کہ مجھے کچھ ہو جائے تاکہ تمہاری بھی جان

" چھوٹے

وہ ازلی لاپرواہ اور بدلحاظ انداز میں سڑک کے کنارے تیز تیز چلتا ہوئے

بولا۔۔

" اوہ شٹ اپ.. بکو مت اور فورا یہاں پہنچو بابا آئے ہیں "

" بابا؟ پر کیوں؟ "

وہ بری طرح چونکا

" عجیب آدمی ہو تم بھی یار۔۔ کل ہی تو بتایا تھا آج تمہاری فائنل رپورٹ

"آجائیں گی اسکے بعد تمہیں ڈسچارج کر دیا جائے گا

اچھا" اس نے الجھ کر اتنا ہی کہا۔۔ "

یہ بے اختیاری کسی دن اسے مروا کر ہی دم لے گی۔۔۔
اس نے تلخی سے سوچا اور ٹرام پر سوار ہو کر جلدی سے ہاسپٹل پہنچا تھا۔۔۔
"میرے جگر کے ٹکڑے "
اسے اپنے قدموں پر کھڑا دیکھ کر وہ خوشی سے جھوم جھوم گئے۔۔اور آگے بڑھ کر سینے سے لگا لیا۔۔۔
" تمہیں یوں دیکھ کر مجھے کتنی خوشی ہو رہی ہے میں بتا نہیں سکتا "
دلاور خان اس سے الگ ہوتے ہوئے جذباتی پن سے کہنے لگے۔۔
" تم کھڑے کیوں ہو۔۔ بیٹھو۔۔ تمہارے لئے زیادہ دیر کھڑے رہنا ٹھیک نہیں ہے "
دلاور خان نے اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے اسکے بیڈ پر بٹھا دیا۔۔
اب وہ انہیں کیا بتاتا کہ وہ کہاں کہاں آوارہ گردی کر کے آ رہا تھا۔۔۔!
" کیا خیال ہے چلیں گھر واپس؟ "
ان کی آنکھوں میں الوہی سی چمک تھی۔۔

اسکی طرف اجازت طلب نظروں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔

نین نے آہستگی سے گردن ہلائی تھی

وہ بھی ہاسپٹل سے تنگ آگیا تھا گھر جا کر آرام کرنا چاہتا تھا۔۔

چلو پھر تم لوگ پیکنگ کر لو آج رات ہوٹل میں قیام کریں گے اگلی صبح "

کی فلائٹ سے پاکستان واپس جائیں گے۔۔تب تک میں ایک دو بزنس کے

" معاملات نپٹالوں

وہ حتمی انداز میں کہتے ہوئے اٹھے

اور اسکا شانہ تھپتھپا کر روم سے چلے گئے۔۔

ایشان بھی انکے پیچھے لپکا تھا۔۔

نین نے بیڈ پر پیچھے کو گر کر آنکھیں موند لیں۔۔

---

—

بابا آپ کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں مجھے تو سمجھ نہیں آ رہی اب تو وہ "
دونوں لندن سے بھی واپس آ گئے اچھا ہوتا اگر وہیں آپ ان سے نپٹ لیتے
نہ کسی کو کان و کان خبر ہوتی ڈب یہی سمجھتے کہ حادثے کا شکار ہوئے ہیں
دونوں "ثمینہ لغاری بات مکمل کر کے صوفے پر آرام دہ انداز میں بیٹھ گئی
مگر اعصاب ابھی بھی تنے ہوئے تھے
" عورتوں میں زرا صبر نام کی چیز نہیں "
اویس لغاری نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا
جب میں نے کہہ دیا کام ہو جائے تو پرابلم کس بات کی ہے زرا سا صبر "
" رکھو
" ٹھیک ہے بابا۔۔ جیسے آپ کی مرضی "
وہ مجبورا کہہ کر ہینڈ کیری دبوچ کر اٹھی اور کمرے سے نکل گئی۔۔
راہداری میں وردہ سے سامنا ہوا۔۔۔
جس نے نہ محسوس طریقے سے فون پیچھے چھپا لیا تھا۔۔

" ارے کیسی ہو بیٹا کافی دن سے چکر ہی نہیں لگایا تم نے "

"ٹھیک ہوں۔۔ پھپھو بس بزی ہوتی ہوں اسلئے۔۔ "

" کیا ہوا تمہارا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے۔۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری "

" ج۔۔۔جی پھپھو بس ایکسر سائز کر کے آ رہی ہوں نا "

اس نے اکھڑی ہوئی سانس بحال کرنے کی ناکام کوشش کی اور بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

ثمینہ بیگم نے اک دو لمحے بند دروازے کو الجھ کر دیکھا

اور پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گئیں۔۔۔

مسز فرید کو چند دنوں کے لئے ہاسپٹل میں ایڈمٹ کر لیا گیا۔۔ مہران آفس اور ہاسپٹل کے درمیان گھن چکر بنا ہوا تھا۔۔ چاہت مسلسل ان کے پاس ہاسپٹل میں ہی تھی۔۔ چاہت نے کئی بار اسے گھر جا کر آرام کرنے کی تلقین کی تھی مگر وہ ہر بار مسکرا کر بات ٹال دیتا اور چاہت مجبوراً خاموش ہو جاتی۔۔

آج شام بھی وہ آفس سے جلدی آگیا تھا۔۔۔

"آپ بہت تھکے ہوئے لگ رہے ہیں کچھ گھنٹے آرام کر لیں گھر جا کر "

چاہت نے کہا تو مہران آزردگی سے مسکرا دیا۔۔۔

" تمہیں پوری رات ہاسپٹل میں اکیلا نہیں چھوڑ سکتا میں "

تو پوری رات کے لئے کون کہہ رہا ہے میں تو بس اتنا کہہ رہی ہوں کہ "

" کچھ گھنٹے کے لئے چلے جائیں۔۔ ایسے تو آپ بیمار پڑ جائیں گے

وہ اسکے لئے فکر مند تھی مہران نے کندھے پر رکھا اسکا ہاتھ تھام کر چوما تھا

۔۔

" مجھے نہیں معلوم تھا میری بیوی مجھ سے اتنی محبت کرتی ہے "

" آپ کو شک ہے میری محبت پر؟ "

اس نے مصنوعی خفگی سے گھورا۔۔۔

" ! کبھی نہیں "

آس پاس سے بلکل بے نیاز ہو کر وہ دونوں اپنی گفتگو میں محو تھے اور راہداری میں چند قدم کے فاصلے پر کھڑے حسنین دلاور خان کے سینے میں رقابت کی آگ بھڑکنے لگی۔۔

وہ دلاور خان کے ساتھ نانی جان کی طبیعت معلوم کرنے آیا تھا۔۔

دل چاہا الٹے قدموں واپس چلا جائے مگر دلآور خاں کے سامنے وہ ایسی حرکت کا مرتکب نہیں ہو سکتا تھا۔۔

" کیسے ہو مہران ! اور والدہ کیسی ہیں"

دلآور خاں نے پہل کی تھی

مہران چونک کر پلٹا تو اسکے چہرے کے آثار تن گئے۔۔

نین خاموش ہی تھا

اسکا دل بوجھل تھا۔۔

روح بوجھل تھی

وہ بس یہاں سے دور جانا چاہتا تھا۔۔۔

" تم یہاں کیا کر رہے ہو۔۔دفع ہو جائو یہاں سے "

مہران نے نفرت سے اسے باہر کا راستہ دکھایا

جبکے نین اسکی بے جا نفرت کی وجہ سمجھ نہیں سکا۔۔

" ٹیک اٹ ایزی مہران۔۔ہم صرف نانو جان سے ملنے آئے ہیں "اسے نہ چاہتے ہوئے بھی مداخلت کرنی پڑی

" تم چپ رہو حسنین "

اس نے ایکدم اجنبیت کا لبادہ اوڑھ لیا تھا۔۔

چاہت کا دل ہول رہا تھا کہیں یہ دونوں تماشا نہ کھڑا کر دیں۔۔۔

" کیوں چپ رہوں آخر بابا کا قصور کیا ہے آپ ان سے ایسے بات نہیں کر
" سکتے

وہ بھی بھڑک گیا۔۔

" تم میں اتنی جرات ہے کہ مجھ سے زبان درازی کر سکو۔۔اور یہ تم مجھ
! سے کیوں پوچھ رہے ہو اسی سے پوچھو کہ تمہاری ماں کا قاتل کون ہے
"

مہران نے جانے یہ بات کیوں کہی تھی چاہت کو بھی مہران سے اس بات کی توقع نہیں تھی۔۔

" کام ڈائون مہران" چاہت نے اسکا بازو تھاما

" ! آپ کو نہیں لگتا آپ حد سے بڑھ رہے ہیں "

حسنین کی آنکھیں طیش کے مارے سرخ پڑنے لگیں

" کاش میں حد سے بڑھ گیا ہوتا۔۔کاش میں اسی وقت تمہارے باپ کو
" جیل کی سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتا تو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا

آپ ہوتے کون ہیں میرے باپ کو جیل میں ڈالنے والے۔۔بہت "
"سالوں سے آپ مجھے استعمال کرتے آئے ہیں مگر اب بس بہت ہو چکا
اس نے بے قابو ہو کر مہران کے کالر جکڑ لئے تو وہ دلآور صاحب نے بے
ساختہ درمیان میں آتے ہوئے ان کو الگ کیا تھا۔۔
چاہت نے بڑھ کر اسکے گال پر طمانچہ جڑ دیا۔۔
تمہیں شرم آنی چاہیے مہران سے اس طرح بات کرتے ہوئے ان کے "
" !احسانوں کا یہ صلہ دے رہے ہو تم
اس کا دماغ سن ہو رہا تھا۔۔
وہ بے حد حیرانی سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگا۔۔
اسے امید نہیں تھی کہ وہ اس پر ہاتھ اٹھا سکتی ہے۔۔
امید تو چاہت کو بھی نہیں تھی کہ وہ اس حد تک بدلحاظ ثابت ہو گا کہ 'وہ'
! تصویریں مہران کو بھیج دے گا۔۔اور اب یہ حرکت

" اگر آپ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو خدا کی قسم میں ایک منٹ نہ لگاتا اور حشر
" نشر بگاڑ دیتا اسکا

چاہت نے بے ساختہ متوحش ہو کر قدم دور ہٹائے تھے۔۔

" دفع ہو جائو یہاں سے "

وہ کہاں اس سے مرعوب ہونے والا تھا۔۔بچہ تھوڑی تھا۔۔

چاہت کی آنکھیں ہزار ضبط کے بعد بھی بھر آئیں

" آپ کو یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا "

اسکی آنکھوں سے ہنوز وحشت ٹپک رہی تھی۔۔

اک نفرت بھری نگاہ اسکے پیچھے کھڑے مہران پر ڈال کر وہ پلٹا اور تیزی سے باہر نکل گیا

اسکے پیچھے دلاور بھی خاموشی سے چل دیئے۔۔۔

وہ پلٹی اور کندھے جھکائے ہوئے مہران کی پشت سہلاتی ہوئی بولی۔۔

" نین تو ہے ہی بدلحاظ۔۔آپ اسکی باتوں کو دل پر نہ لیں "

اسے تسلی دینا اتنا آسان نہیں تھا

حسنین کے لئے اس نے جتنا کچھ بھی کیا تھا اسکے بعد آج اسکی یہ حرکت نے مہران کے دل پر بہت گہری چوٹ کی تھی۔۔

وہ کوٹ اٹھاتے ہوئے بہت غصے میں باہر نکل گیا۔۔۔

چاہت نے کئی کالز کیں مگر اس نے رسیو نہیں کی۔۔

کچھ دیر بعد اسکا ٹیکسٹ رسیو ہوا کہ وہ تھوڑی دیر اکیلا رہنا چاہتا ہے تو چاہت کو کچھ تسلی ہوئی تھی۔۔۔

---

جب سے واپس آیا تھا اپنے کمرے میں بند تھا۔۔

اسکا دل گویا کوئلوں کی مانند جل رہا تھا

آدھی رات ہو رہی تھی وہ سو نہیں پا رہا تھا۔۔

رہ رہ کر اسے اپنی بے عزتی کا احساس ہو رہا تھا۔۔۔

مہران کی باتوں نے گویا جلتی پر تیل کا کام کیا تھا۔۔۔ مہران اس سے اس قدر بد گماں کیوں ہو گئے تھے !

اس نے ایسا بھی کر دیا تھا۔۔

اسے تو اپنی غلطی بھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔۔۔!

اسے لگا اگر زیادہ سوچا تو دماغ کی شریانیں پھٹ جائیں گی۔۔

فون کی رنگ ٹون بجی تو اس نے بوجھل دل سے اٹھا کر ریسیو کیا مگر دوسری جانب وردہ کی روتی ہوئی آواز سن کر اسکے حواس اڑ گئے

" مہران کو بچا لو۔۔ پلیز نین۔۔ جلدی "

ہیلو۔۔۔؟ وردہ؟ کہاں ہو تم؟ کیسی باتیں کر رہی ہوں کیا ہوا مہران کو؟ "

"

اسکی دھڑکنیں تیز ہو گئیں۔۔

وہ ایکدم اٹھا کھڑا ہوا۔۔۔

دوسری جانب وردہ ایک ہی رٹ تھی کہ مہران کو بچالو۔۔اسکا دماغ مائوف ہو چکا تھا۔۔

وہ کار کیز اٹھا کر سرپٹ بھاگا۔۔

اسے نہیں معلوم تھا کہاں جانا ہے؟

وہ تو مہران کے پاس ہاسپٹل جا رہا تھا

گاڑی فل اسپیڈ پر بھاگ رہی تھی

مگر ہائی وے پر گاڑی ٹرن اوور کرتے ہوئے اسے بیچ سڑک پر روشنیاں دکھائی دیں۔۔

اک بڑا ٹرک اور گاڑی کے ارد گرد جم غفیر اکھٹا ہوا تھا۔۔

اسکی ہستی چکرا گئی۔۔۔

وہ سیٹ بیلٹ کھول کر سرپٹ بھاگا اور ہجوم کو دھکیلتے ہوئے زمین پر گر گیا

۔۔

اسکی آنکھوں میں آنسو ہی آنسو تھے

مگر جسم میں ہمت و حوصلہ باقی نہیں رہا تھا

کہ گرے ہوئے شخص کو پلٹ کر دیکھا سکتا۔۔

آس پاس لوگوں کا شور تھا۔۔۔

ٹریفک رک چکی تھی۔۔

کسی نے ایمبولینس سروس کو انفارم کر دیا تھا۔۔

اس نے کانپتے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اسکارخ اپنی جانب موڑا تو خون سے لت پت بے وجود اسکی جھولی میں لڑھک گیا۔۔۔

اسکی آنکھوں سے بھل بھل آنسو بہہ رہے تھے۔۔دل چیخ چیخ کر صدائیں کر رہا تھا

مگر آواز حلق میں نہیں دب کر رہ گئی تھی۔۔۔

مہران کو ایمر جنسی میں ایڈمٹ کر لیا گیا۔۔۔

ثمرہ، زوئی اور باقی سب کو خبر وردہ سے ہی ملی تھی۔۔ ثمرہ آپی دوڑی دوڑی آئیں تھی۔۔

چاہت اس بات سے قطعی بے خبر تھی۔۔

ثمرہ آپی نے اسے بتایا تو وہ چکرا سی گئی۔۔

" کیا مزاق ہے یہ آپی ابھی ابھی تو وہ یہاں سے گئے ہیں "

اس نے شاکی نظروں سے ثمرہ کی صورت دیکھی

پھر پلٹ کر زوئی کو دیکھا تو

وہ بھی سسک رہی تھی۔۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا ابھی تو وہ بلکل ٹھیک تھے۔۔۔ میرے سامنے سے گئے " ہیں میں کیسے مان لوں کہ وہ۔۔ نہیں۔۔۔ نہیں س کہہ دیں کہ آپ مزاق " کر رہی ہیں؟

اسکی آواز سسکیوں میں بدل گئی۔۔

ثمرہ آپی اسے تھامنے کے لئے آگے بڑھی تو وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی

اور آپریشن تھیٹر کے گلاس ڈور کو کپکپاتے ہاتھوں سے تھاما تھا۔۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا۔۔

آنکھوں سے آنسو متواتر بہہ رہے تھے۔۔

چند ثانیے بھی نہیں گزرے تھے کہ ڈاکٹرز کی ٹیم باہر آئی تھی۔۔

وہ ثمرہ آپی سے معذرت کر رہے تھے کہ مہران کو نہیں بچا سکے۔۔

چاہت کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے۔۔۔

وہ بے سہارا ہو کر لڑھکی

اور

حواس کھو کر گر پڑی۔۔۔

نین نے لپک کر اسے مضبوط بازوئوں میں تھام لیا۔۔۔

جیسے اسے سارے زمانے کے حادثات سے محفوظ کر لیا ہو۔۔۔

" حسنین لوگ تمہیں دیکھ رہے ہیں "

ایشان حواس باختہ ہو کر اسکا کندھا جھنجھوڑنے لگا۔۔۔

مگر

اسے پرواہ کب تھی۔۔

وہ کچھ سوچ ہی کب رہا تھا۔۔

سوچنے سمجھنے کی تمام تر صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ گئیں تھی۔۔

اسکا دماغ کام نہیں کر رہا تھا

صرف

دل دھڑک رہا تھا۔۔۔

چاہت کو اسٹریچر پر لٹا کر

وہ منظر سے ایسا غائب ہوا کہ پھر کسی کو نظر نہیں آیا۔۔۔اور جس وقت وہ

مہران کا آخری دیدار کرنے گیا

تو چاہت نے طیش میں آکر اسے تھپڑ دے مارا۔۔

وہ اسے جھنجوڑ رہی تھی۔۔۔

اسے قاتل کہہ رہی تھی،

نین پھٹی پھٹی نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔۔

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ چاہت اس پر یہ الزام لگا رہی تھی۔۔؟؟

! آخر کس بنیاد پر

!کیا محبت کرنا ہی اسکا جرم بن گیا تھا۔۔۔

وہ چاہت کو دیکھ کر بے بس ہوا جا رہا تھا۔۔

اسکا چہرہ لال بھبھوکا ہو رہا تھا

اور آنکھوں سے آگ کی لپیٹیں نکل رہی تھی۔۔۔

مگر وہ خاموش رہا تھا۔۔

پھر شکستہ دل وہ پورا ایک دن کہاں غائب ہو گیا

کسی کو بتائے بغیر۔۔۔

پریشانی کے عالم میں ایشان نے اسکے سب دوستوں کو فون کر ڈالا مگر تھک ہار کر خاموشی اختیار کر لی۔۔

اگلے دن صبح وہ اجڑی ہوئی حالت میں واپس آ گیا۔۔

ایشان کے سوال پر اس نے کوئی جواب نہیں دیا

اور اپنے کمرے میں بند ہو گیا۔۔

دلآور صاحب نے بھی اس سے سوال و جواب کا ارادہ ترک کر دیا تھا۔۔۔وہ اسے اسپیس دینا چاہتے تھے۔۔اس لئے ڈسٹرب کرنا مناسب نہیں سمجھا

---

چاہت کی حالت نے سب کی تشویش بڑھا دی تھی

دو تین دن کی بے ہوشی کے بعد جب وہ ہوش میں آئی تو ہوش سے قطعا بیگانہ تھی۔۔۔

اسکی حالت ایسی دہلا دینے والی تھی کوئی آنکھ تر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔۔

مہران کو دنیا سے رخصت ہوئے کئی دن گزر گئے تھے۔۔

ثمرہ آپی اپنا گھر چھوڑ کر اسکے پاس تھی۔۔

اور انکا ارادہ تھا کہ عدت تک وہ اسکے پاس ہی رہیں۔۔

پھر آگے جو چاہت کا فیصلہ ہو گا وہ قبول کرنے کے لئے رضامند تھی۔۔۔

مہران کے آفس کے کام فلحال احمر بہت زمہ داری سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

---

باہر نکلا کرو، دوستوں کے ساتھ ملو گے اس فیض سے اور دکھ سے رہائی "

" ملے گی خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرو گے

دلآور خاں نے کئی دنوں بعد اسے ڈائننگ ٹیبل پر ناشتہ کرتے پایا تو پیار سے اسکا شانہ تھپک کر کہنے لگے۔۔۔

میں لندن جانا چاہتا ہوں بابا۔۔آپ جو کہیں گے میں وہی کروں گا۔۔"

میں نے ماضی میں جانے انجانے میں بہت سی حرکتوں سے آپ کا دل دکھایا

" ہے۔۔ان نادانیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں بس

ایشان نے بے حد حیرانگی سے اسکا سپاٹ چہرہ دیکھا۔۔

ثمینہ بیگم کے چہرے پر تنزیہ مسکراہٹ کا تاثر ابھرا تھا

کیا ہی اچھا ہو کہ تم دونوں لندن جا کر اعلی تعلیم حاصل کر لو ایشان بھی "

" کل مجھ سے یہی بات کر رہا تھا

ان کا موڈ ایکدم خوشگوار ہو گیا۔۔

جیسے آپ کہیں "اس نے سرسراتے لہجے میں کہا تھا۔۔ "

" ! اسکیوزمی "

بیٹھو تو سہی۔۔کہاں جا رہے ہو ناشتہ تو پورا کرتے جاؤ "ایشان نے اسے "

روکا

" نو تھینک "

اس نے کہااور کرسی دھکیل کر وہاں سے اٹھ گیا۔۔

تمہیں کیا ضرورت ہے اسکا ہمدردی بننے گی جو کرتا ہے کرے ہماری بلا "

"سے

ثمینہ بیگم نے ایشان کو گھوری سے نوازا تھا

ایشان تاسف سے ماں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

انہیں جلد از جلد ایشان کے لندن جانے سے پہلے ایشان اور وردہ کی نسبت طے کر دینی چاہئیے تھی۔۔

کہیں جیتی ہوئی بازی کا جشن مناتے مناتے صحیح موقع ہاتھ سے نہ چلا جائے

۔۔

ابھی تک انہوں نے اویس لغاری کا بھی تو شکریہ ادا نہیں کیا تھا۔۔۔

---

مان گئے آپ کو سانپ مر گیا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹی" اویس لغاری نے "
سگریٹ کا دھواں ہوا میں چھوڑتے ہوئے مسکرا کر داد وصول کی تھی۔۔

اب ایک اور کام کر دیجئے بابا جان۔۔ نواز بھائی کے کان میں یہ بات ڈال "
دیجئے کہ وردہ کی منگنی جلد از جلد ایشان سے کر دی جائے اسکے لندن جانے
" سے پہلے

ان کا انداز کنوینسنگ تھا

" ہمم سوچتے ہیں اس بارے میں بھی کچھ "

انہوں نے نیم رضامندی ظاہر کی تھی

تم بھی یہاں کم کم ہی آیا جایا کرو اور سنو آجکل دلآور اور حسنین سے الجھنا "
چھوڑ دو۔۔ ان دونوں کو فلحال ان کے حال پر چھوڑ دو جب تک مہران والا
" معاملہ ٹھنڈا نہیں ہو جاتا ورنہ کہیں بازی الٹی نہ پڑ جائے

خدانخواستہ" ثمینہ بیگم نے دہل کر انکی صورت دیکھی تھی۔۔ "

اچھا میں زرابھابھی کے کانوں میں بھی یہ بات ڈال دوں" وہ ہینڈ کیری "
اٹھاتے ہوئے کرسی سے اور اسٹڈی سے نکل گئیں۔۔۔

---

مہران کے زندگی سے جانے کے بعد یوں لگا
جیسے بہاریں ایکدم مرجھا گئیں ہوں۔۔
رونقیں یکسر معدوم ہو گئیں ہوں۔۔
زندگی اک بے روح پیکر بن کر رہ گئی ہو۔۔۔
وہ بیوگی کے دکھ کو سینے سے لگائے عدت کا وقت گزار رہی تھی۔۔۔گھر کی
فضا رنج و غم سے متاثر تھی۔۔
سوگوار سی خاموشی در و دیوار پر مسلط تھی۔۔۔
وہ سارا دن کمرے میں پڑی رہتی تھی۔۔

ثمرہ اور زوئی اسکی دل جوئی کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے رہتے۔۔

وہ پہروں کمرے میں مہران کی تصویر کے سامنے بیٹھی رہتی۔۔

تائی امی بھی اکثر آجایا کرتی تھی مگر وہ اب پہلے سی نہیں رہی تھی۔۔

ثمرہ اکثر اس سے پوچھنے کی کوشش کرتی کہ

حسنین اور اسکے درمیان تلخ کلامی کا باعث کیا وجہ بنی؟ چاہت نین کو کیوں مہران کا قاتل سمجھتی تھی۔۔۔؟

نین اب ان ملنے کیوں نہیں آتا؟

مگر وہ ان سخت اور ازیت ناک سوالات کے جواب میں صرف خاموشی اختیار کر لیتی۔۔۔

چند دن پہلے اس نے سنا تھا

حسنین آیا تھا ثمرہ سے ملنے۔۔

وہ لندن جا رہا تھا۔۔

چاہت سے نہیں مل سکا۔۔وہ عدت میں تھی

اگر چاہتا بھی تو وہ اسے کبھی نہ ملتی۔۔

اب تو یہ عالم تھا کہ زندگی چل رہی تھی اور وہ اسکا دامن تھامے چلنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

پھر۔۔

عدت بھی ختم ہو گئی

ثمرہ آپی اپنے گھر واپس چلی گئیں۔۔۔

تایا ابو اور اظہر، اشعر نے بے حد اسرار کیا تھا کہ وہ بھی ان کے ساتھ چلے مگر وہ مہران کی والدہ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی تھی۔۔

اور پھر احمر اکثر اسکے ساتھ کوئی نہ کوئی معاملہ ڈسکس کرنے آجاتا تھا

وہ بارہا اسے کہہ چکا تھا کہ وہ دلآور خاں کیس کرنا چاہتا ہے اسے شک نہیں یقین تھا کہ دلآور ہی مہران کا قاتل ہے مگر وہ ہر بار اسے منع کر دیتی۔۔

وہ اک اکیلی بیوہ عورت تھی

اور پھر دلاور خان کے پیچھے کس کا ہاتھ یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی تھی وہ دشمنی مول نہیں لینا تھی۔۔

آج بھی احمر اس سے دستاویزات پر کچھ ضروری دستخط لینے آیا تھا۔۔

اور باتوں ہی باتوں میں اسے آگے ایڈمیشن لینے کا مشورہ دے چکا تھا۔۔

اسکا کہنا تھا کہ آگے چل اسے ہی مہران کی کمپنی چلانی ہے اسے اس قابل بننا ہوگا اپنے پیروں پر کھڑا ہونا ہوگا۔۔

وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے آنسو روک نہیں پائی۔۔

" اسکا مطلب ہے آپ بھی مجھے بے عیار و مددگار چھوڑ رہے ہیں "

نہیں بھابھی ! آپ غلط سمجھ رہی ہیں۔۔ مہران میرا دوست نہیں بھائی تھا "

۔۔ میں آخری سانس تک آپکا ساتھ دیتا رہوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں اس

" نے جی جان لگا کر اس کمپنی کو یہ مقام دلوایا ہے

اس نے اپنے بیان کی وضاحت دیتے ہوئے کہا۔۔

میں اپنے حوالے سے حتی المقدور کوشش کر رہا ہوں کبھی آپ کو "
شکایت کا موقع نہیں ملے گا مگر آپ خود سوچیں ایسا کب تک چلے گا آخر کو
" لوگ سوال کریں گے کہ جسکا میرے پاس کوئی جواب نہیں
" ہمم میں سوچوں گی اس بارے میں احمر بھائی "
" جی بہتر "

وہ اٹھ کر جا چکا تھا۔۔

مگر جاہت ابھی بھی کھوئی کھوئی سی وہیں بیٹھی تھی۔۔۔

" بی بی جی کھانا لگا دوں "
" نہیں مجھے بھوک نہیں ہے میں بس نماز پڑھنے کے بعد کافی لوں گی "
" جی بی بی "

ملازمہ مجبوراً اتنا ہی کہہ سکی۔۔

اس سے بھی اسکی یہ حالت نہیں دیکھی جا رہی تھی۔۔

اگر وہ کہیں بیٹھتی تو گھنٹوں بے مقصد بیٹھی رہتی۔۔

ہر وقت کھوئی کھوئی رہتی۔۔

نہ کھانا ٹھیک سے کھاتی تھی۔۔

جس کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی تھی۔۔۔

اس دن ثمرہ آپی آئی تو اسے دیکھ کر آبدیدہ ہو گئیں۔۔

" مہران کیا گیا تم نے تو زندگی سے منہ ہی موڑ لیا ہے۔۔اتنی لمبی زندگی

" کیسے گزارو گی چاہت۔۔خود کو سنبھالو

" آپ لوگ مجھے میرے حال پر کیوں نہیں چھوڑ دیتے "

وہ فضا میں غیر مرئی نقطے کو گھورتے ہوئے بولی

وہ تڑپ اٹھیں۔۔

" مہران کی محبت تھی تم۔۔اسے بہت عزیز تھی تم کیسے تمہیں تمہارے

"حال پر چھوڑ دوں

اس دن ثمرہ آپی کے چلے جانے کے بعد

اس نے بہت گہرائی اور سنجیدگی سے اس بارے میں سوچا تھا۔۔اور پھر احمر کا مشورہ بھی غلط نہیں تھا۔۔

کوئی کب تک اسکا ساتھ دے سکتا تھا

آخر کو زندگی کا بوجھ اسے خود ہی اٹھانا تھا۔۔

اس نے اشعر بھائی سے یونیورسٹی کا فام منگوایا تھا گو کہ وہ روز نہیں جا سکتی تھی مگر گھر رہ کر بھی تو پڑھ سکتی تھی باہر نکلنے کو اب ویسے بھی اسکا دل نہیں چاہتا تھا۔۔۔

.

---

---

مہران کی تدفین کی بعد سے اس نے چاہت کو نہیں دیکھا تھا۔۔وہ یقیناً اس سے خفا ہو گی۔۔

یا شاید

اس سے نفرت کرتی ہو گئی۔۔۔

اتنی کہ اسے قاتل بناڈالا۔۔

وہ لاکھ بد تمیز سہی

مگر

مہران کو چوٹ پہنچانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔۔

اس حادثے نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔

مہران کا اچانک اسکی زندگی سے چلے جانا، بے بس زندگی کی شکست۔۔اور

پھر

چاہت ابراہیم

جو اسکی محبت تھی۔۔

جس کے لئے اسکی روح جنم جنم کی پیاسی تھی،

اس کی ہستی جسکی محبت میں فنا ہو چکی تھی،

وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا اسکی آنکھوں میں آنسو! ماں کے جانے کے بعد

وہ درد کا احساس کا بھول گیا تھا۔۔۔

مگر اس دن ہاسپٹل میں چاہت کو دیکھا

تو درد کا احساس ہوا۔۔۔

شدید۔۔۔۔بہت شدید۔۔۔

اکسی گہری گہری سیاہ آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ دیوانہ ہی تو ہو گیا تھا۔۔۔

لندن جانے سے پہلے وہ لاشعوری طور پر اس ملنا چاہتا تھا جو کہ اب ممکن نہیں تھا۔۔

اسکی ایک جھلک ہی دیکھنے کو مل جاتی تو اسکے بے چین دل کو قرار آ جاتا۔۔

مگر شاید یہ اب ناممکنات میں سے تھا۔۔

ثمرہ بھی اس سے بہت اجنبیت سے ملی

انہوں نے چند جملے رسمی سے ادا کیئے تھے مگر ان کی آواز کا پھیکا پن بڑا ہی نمایاں تھا۔۔

وہ ششدر رہ گیا۔۔۔

! اتنا رو کھا پھیکا رویہ

! اسکا قصور کیا تھا آخر

یا پھر ثمرہ بھی اسے مہران کا قاتل سمجھتی تھی۔۔

خیر وہ پاکستان چھوڑ کر آ گیا۔۔

آنے سے پہلے وردہ اور ایشان کی نسبت طے پا چکی تھی اسی خوشی میں چھوٹی سی تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔۔ وردہ خوش نہیں تھی

اور ایشان بھی اس کے ساتھ زبردستی نہیں کرنا چاہتا تھا مگر دونوں ہی ماں باپ کی خوشی کے آگے مجبور تھے۔۔ ایشان اسکے ساتھ لندن آ گیا تھا۔۔

دونوں نے الگ مگر یونیورسٹیز میں ایڈمیشن لے لیا تھا۔۔ زندگی سبک روی سے چلتی جا رہی تھی۔۔

اس نے خود کو بلکل ہی بدل لیا تھا۔۔۔

وہ زندگی کی الجھنوں میں ایسا منہمک ہوا۔۔

کہ کچھ اور سوچنے کی فرصت نہ ملی۔۔

جب رات کو اپنے بستر پر لیٹتا تو تڑپ تڑپ اٹھتا۔۔
کبھی تو گزری یادیں اسکے لبوں پر مسکراہٹ لے آتی،
تو کبھی ناخوشگوار واقعات اسکی آنکھوں میں سرخی کا باعث بنتے۔۔۔
یونیورسٹی میں لڑکیوں کی صحبت میں اسکے دن گزرنے لگے۔۔
وہ ان سے بے باکی کی حد تک بے تکلف ہوتا گیا۔۔
اسکا ذہن الجھاؤ اور انتشار کا شکار تھا۔۔
یونیورسٹی میں تو اپنی شوخ، زندہ دل اور چنچل حرکتوں سے سب ہی کو محفوظ کرتا رہتا تھا
مگر اسکے اندر کیا چل رہا تھا کسی کو بھی علم نہیں تھا۔۔ماسوائے ایشان کے جو دیکھ اور نوٹ کر رہا تھا۔۔
اسکی ذہنی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔۔
ملاقاتیں، قربتیں، محفلیں اسکے ذہنی تناؤ کا باعث بننے لگے۔۔۔

وہ سگریٹ بے تحاشا پینے لگا، شراب پی کر آوارگی کرنا، گلام گلوچ، اسکے
لئے کوئی بڑی بات نہیں گئی تھی۔۔۔۔۔
کوئی اسکی روح کے گھائو نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔
! کوئی نہیں

' چند سالوں بعد '

ایگزام ختم ہوئے تو وہ ساری ٹینشنوں سے آزاد ہو کر ایسی سوئی کہ مغرب
سے پہلے اسکی آنکھ کھلی۔۔
کچھ دیر ستانے کے بعد وہ اٹھی
اور وضو کر کے نماز پڑھی تھی۔۔

ملازمہ نے اس سے کھانے کا پوچھا تھا کہ کیا بنائے اسنے ایک دو ڈش بنانے کا کہا اور ٹیرس پر آ گئی۔۔۔

تائی امی سے بات کیئے کئی دن ہو چکے تھے۔۔۔

اس نے نمبر ڈائل کر کے کان سے لگایا تھا

" اسلام و علیکم تائی امی؟ کیسی ہیں آپ؟ "

" واعلیکم السلام۔۔میں بلکل ٹھیک ہوں تم کیسی ہو میری بچی۔۔؟ "

تائی امی اسکی کال سنتے ہوئے حیران مگر خوش بھی ہوئی تھی

بلکل ٹھیک ہوں۔۔آپ کو پتا ہے آج میرا لاسٹ پیپر تھا ایگزام ختم "

" ہو گئے ہیں میرے

" تو چکر لگا لو نا ہماری طرف؟ "

تائی امی نے فوراً خوش ہوتے ہوئے کہا تھا۔۔

وہ ایگزام میں اتنی مصروف رہی تھی پچھلے کئی ہفتوں سے انکی طرف جا ہی نہیں سکی تھی۔۔

اشعر بھائی کی لندن میں جاب لگ چکی تھی۔۔

تایاابواب ریٹائرڈ ہو چکے تھے اور آجکل گھر ہی ہوتے تھے۔۔۔

" ضرور کیوں نہیں "

انہوں نے کتنے وقتوں بعد آج اسے مطمئن اور خوش دیکھا تھا۔۔

" خوش رہنے کی کوشش کیا کرو میری بچی "

تائی امی کی بات سن کر اسکی آنکھوں میں کرب جھلکنے لگا۔۔

" جس نے خوش رکھنے کا وعدہ کیا تھا وہ تو چلا گیا تائی امی۔۔اب میں کس کے سہارے اور کیسے خوش رہوں "

اسکا گلا رندھ گیا۔۔

" تب ہی تمہیں کہتی ہوں اپنی ساس کو لیکر ہمارے پاس کہیں شفٹ ہو جائو کم از کم تمہارا دھیان تو بٹ جائے گا یوں بھی اس بڑے سے گھر میں سارا دن بولائی بولائی پھرتی ہو "

" میں یہاں مطمئن ہوتائی امی۔۔اور جب تک امی حیات ہیں میں یہی رہنا
" چاہتی ہوں
اس نے دھیمی آواز سے کہا
" ویسے میرے پاس بھی تمہارے لئے ایک خوشخبری ہے "
" اور وہ کیا؟"
" بھئی اب یہ تو جسکی ذات سے متعلق ہے وہی بتا سکتا ہے "
"بتائیں بھی پہیلیاں کیوں بجھوا رہی ہیں تائی امی "
وہ مصنوعی ناراضگی سے گویا ہوئی
شام کو اشعر آئے تو ہم تمہاری طرف چکر لگائیں گے پھر اسی سے پوچھ "
" لینا
واقعی!" وہ ایکدم خوش ہو گئی "
میں ایسا کرتی ہوں ڈنر کا اہتمام کرتی ہوں اور آپ سب لوگ ڈنر میری "
" طرف کریں گے

" لو بھلا تمہیں خوامخواہ زحمت ہو گی "

انہوں نے ٹوکنا چاہا

زحمت کیسی تائی امی۔۔بس میں نے کہہ دیا ڈنر آپ لوگ میری طرف "

" کریں گے۔۔تایا ابو کو سلام کہیئے گا

کال ڈسکنیکٹ کر کے اس نے اک دو لمحے سوچا تھا۔۔

آخر کیا بات ہو سکتی ہے ؟

پھر سر جھٹک کر مسکرائی اور کچن کا رخ کیا۔۔

---

وہ اپنی مغرور آنکھیں موندے

درخت کے تنے سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔۔

جو لیانا جو اسکی کلاس فیلو تھی۔۔۔اسکی محبت کا دم بھرتی تھی۔۔

اسکے گھٹنے سے لگ کر بیٹھ گئی۔۔

" کیا سوچ رہے ہو؟ "

اسکے سوال پر نین نے اک لمحے آنکھیں کھول کر دیکھا اور پھر سے آنکھیں موند لیں۔۔

" کبھی کبھی میں سوچتی ہوں کہ سمسٹر ختم ہو جائے گا سب اپنی اپنی زندگیوں میں آگے بڑھ جائیں گے۔۔ مگر شاید میں کبھی آگے نہیں بڑھ سکوں گی۔۔ مجھے ہمیشہ تم یاد آتے رہو گے "

وقت کا کام ہے گزرنا جو لیانا۔۔ اور وہ گزر جاتا ہے۔۔ اچھا یا برا۔۔ کسی کے ساتھ بھی اور کسی کے بعد بھی۔۔ وقت گزرنے کے ساتھ تم بھی مجھے بھلا دوں گی یقینا۔۔ ایسا تو نہیں کہ ہمارے درمیان صدیوں سے گہرے تعلق تھے "

اس نے ہمیشہ کی طرح صاف گوئی سے اسے ٹوک دیا

" تم ہمیشہ مجھے یاد آئو گے ہو سکتا ہے میں اک دن اس تکلیف دہ احساس
" سے تنگ آکر خود کشی کر لوں

اس نے ایکدم آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔۔

جولیانا کے چہرے سے مضاحک کا عنصر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکا۔۔

" دیکھو جولیانا میں تمہیں پہلے بھی بہت بار بتا چکا ہوں اور اب پھر سے کہہ
رہا ہوں کہ ہم صرف دوست تھے، ہیں اور رہیں گے اس سے زیادہ میں
" تمہیں کچھ نہیں سمجھتا اور نہ ہی تم مجھ سے توقع کرو

" مگر کیوں؟ "

" کیوں کہ میں آلریڈی اک نہ ختم ہونے والے مسلسل عذاب میں مبتلا
" ہوں خدارا مجھے میری الجھنوں کے ساتھ اکیلا چھوڑ دو

وہ اکتا گیا اور بیگ کندھے پر ڈال کر یونیورسٹی کے گیٹ سے باہر نکل گیا۔۔

ڈرائیور گیٹ پر اسکا انتظار کر رہا تھا۔۔

اس نے اپارٹمنٹ جانے کا حکم دیا اور گاڑی کی پشت پر سر گرا لیا۔۔

ایشان ثمینہ بیگم سے فون کال پر مصروف تھا

جب وہ اندر داخل ہوا۔۔

اس نے فرج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل سے چند گھونٹ حلق میں انڈیلے اور صوفے پر گر گیا۔۔۔

" کیا ہوا؟ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے؟ "

ایشان نے فون ایک طرف رکھتے ہوئے اسکے نڈھال وجود کو پریشانی سے دیکھا۔۔

" ہاں۔۔ کیوں؟ "

" کچھ نہیں ویسے ہی پوچھا۔۔ ویسے ماما کا فون تھا پوچھ رہی تھی واپس کب آئو گے؟

ایشان نے آگاہ کیا

" ! تو جائو "

اس نے لاپرواہی سے کہا

" کیا مطلب میں اکیلا نہیں تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے۔۔ویسے بھی

" اسٹڈی کمپلیٹ ہو گئی ہے اب تمہارا یہاں رہنے کا کیا جواز ہے

" میں پاکستان واپس نہیں جانا چاہتا "

اس نے عجیب سے لہجے میں کہا

" مگر کیوں؟ "

" میں چاہت کی زندگی میں واپس نہیں جانا چاہتا۔۔میں جانتا ہوں میں اسکی زندگی میں تباہی کا مرتکب ہوا ہوں مگر میرے لئے اتنی ہی سزا کافی ہے کہ میں اسکی محبت سے دستبردار ہو رہا ہوں "

نہایت سرد لب و لہجہ میں کہتا ایشان کے وجود کو خاکستر کر گیا۔۔

" تمہیں لگتا ہے تم اپنے اس فیصلے پر قائم رہ سکو گے۔۔مجھے تو لگتا ہے تم نے اپنی پوری زندگی چاہت کے بغیر تصور ہی نہیں کی ہو گی..اگر نہیں کی تو کر کے دیکھ لو۔۔پھر شاید فیصلہ کرنے میں آسانی ہو"

ایشان نے پہلی بار اسکی جنونی محبت کی طرف داری کی تھی۔۔۔وہ اسکی تڑپ اور اسکی شدت سے واقف تھا۔۔

" تم مجھے جھوٹی امیدیں مت دلائو۔۔میں تھک چکا ہوں "اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا اور سر ہاتھوں میں گرا لیا۔۔

اسکے لہجے میں دل گرفتگی صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔۔

وہ اٹھا اور سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔

ایشان افسردگی سے لب بھینچ کر رہ گیا۔۔

---

" ہم سمجھے تھے کہ آپ وہاں جاب کرنے گئے ہیں مگر موصوف تو وہاں دھواں دھار عشق فرما رہے تھے بھئی واہ "اظعر نے مزے لیتے ہوئے کہا تھا

چاہت نے بھی اسکی تاکید میں سر ہلایا تھا۔۔

" اب ایسی بھی بات نہیں۔۔ "

اشعر جھینپ گیا

" تو کیسی بات ہے ؟تائی امی تو کہہ رہی تھی کہ آپ سیریئس ہیں "

چاہت نے کن اکھیوں سے دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔۔

" سیریئس تو ہوں مگر فلحال شادی کے بارے میں نہیں سوچنا چاہتا "

" کیا مطلب ہے اس بات کا؟ "

چاہت اور اظعر سخت بے مزہ ہوئے تھے

مطلب یہ کہ ابھی تو صرف آپ لوگوں کو انفارم کیا ہے اپنی پسند یدگی "

کے بارے میں۔۔ابھی جاب میں کچھ کمپلیکشنز ہیں۔۔اور پھر میں چاہتا

"ہوں میں چند مہینوں تک ماما اور بابا کو بھی لندن بلالوں

" ! اوہ "

چاہت کی مسکراہٹ کچھ ماند پڑ گئی۔۔

" لیکن ہم تمہیں بھی ہر گز یہاں اکیلا چھوڑ کر نہیں جائیں گے "

تائی امی نے کہا

" آپ جانتی ہیں تائی امی میں یہاں سے نہیں جاسکتی"

وہ اپنی ضد پر قائم تھی۔۔

اک طرح سے وہ اپنی جگہ درست بھی تھی

مہران کا بزنس گھر اور والدہ کو کیسے اکیلا چھوڑ کر جاسکتی تھی۔۔

" مجھے لگتا ہے کہ اگر چاہت نہیں جانا چاہتی تو ہمیں اسے فورس نہیں کرنا چاہئیے..اور پھر لندن کونسا دور ہے آپ جب چاہیں اس سے ملنے آسکتے ہیں "

اشعر بولا

" چاہت کو اکیلا چھوڑ کر میں ہر گز بھی نہیں جائوں گا"تایا ابو نے پہلی بار خاموشی توڑتے ہوئے مداخلت کی تھی۔۔

تو اسے کہے سب کچھ وائنڈ آپ کر کے ہمارے ساتھ چل لے "اظہر "

نے مشورہ دیا تھا

" اتنا آسان نہیں ہے یہ سب "

وہ افسردگی سے گویا ہوئی

مہران کو یہ بزنس بلڈ کرنے میں بہت وقت لگا تھا میں ایسے سب کچھ "

"چھوڑ چھاڑ کر نہیں جا سکتی اظہر

" تو تمہارا مطلب ہے تم سنبھالو گی بزنس "

وہ بے حد حیرانگی سے گویا ہوئے

"کچھ کہہ نہیں سکتی "

اسنے خود بھی اس بارے میں ابھی تک نہیں سوچا تھا

وہ ایک ناتجربہ کار تھی۔۔

کمپنی نہیں سنبھال سکتی تھی اور پھر سیکھنے میں بھی اسے بہت وقت درکار

تھا۔۔

ڈنر کے بعد چائے سرو کی گئی۔۔

چاہت نے بھی اظعر کے ساتھ مل کر اشعر کو بہت سا تنگ کیا تھا۔۔

آج وہ خود کو بہت ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔۔

اس یادگار ڈنر نے اسکی پرانی یادیں تازہ کر دیں تھی۔۔

رات گئے تک تایا ابو والے واپس لوٹے تو

وہ بھی امی کے کمرے کا چکر لگا کر آرام کی غرض سے کمرے میں آگئی۔۔

ماضی اک بار پھر اسے یاد آیا تو وہ سلگ اٹھی۔۔۔

" اتنی لمبی زندگی اکیلے کیسے تنہا رہو گی۔۔ہمارے ساتھ چلو "

تائی امی اسے سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

وہ بہت دیر تک سائیڈ ٹیبل پر رکھی مہران کی تصویر کو گھورتے ہوئے

سوچتی رہی تھی۔۔۔

! تنہا زندگی گزارنا واقعی بہت مشکل ہے

اور

پھر پہلو بدل کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

---

وہ اپنے کمرے کی کھڑکی میں کھڑا سگریٹ کے کش پہ کش لگا رہا تھا۔۔
آنکھوں میں عجیب سی وحشت تھی۔۔۔

آج صبح ایشان واپس چلا گیا تھا۔۔

اسے بھی واپس پاکستان جانا تھا مگر وہ نہیں جا سکا۔۔۔

! کیسے بتاتا کس تکلیف سے گزر رہا تھا

وہ پھر سے انہی گلیوں

ان یادوں،

ان راستوں سے گزرنا نہیں چاہتا تھا۔۔

جو اسے احساس دلانے کے لئے اتنا ہی کافی تھی

کہ وہ کیا کچھ کھو چکا تھا۔۔۔

اس نے بمشکل خود کو سنبھالا تھا

واپس جانے کا کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔۔

نہ ہی وہ جانا چاہتا تھا۔۔

اس نے لندن کی کئی ٹاپ کمپنیز میں انٹرنشپ کے لئے اپلائے کیا تھا۔۔۔

مگر دلآور خان کو یہ بات منظور نہیں تھی

انہوں نے ایشان کی آمد کے بعد اسے کال کی تھی۔۔

سخت ناامیدی کا اظہار بھی کیا تھا۔۔

وہ چاہتے تھے کہ نین اب انکا بزنس سنبھالے مگر نین کی اک ہی ضد تھی

۔۔۔

کہ وہ واپس نہیں جائے گا

آج اسکی طبیعت بوجھل ہو رہی تھی۔۔

نیچے آئی تو ملازمہ کو روتے ہوئے پایا۔۔

" کیا ہوا؟ "

اس نے متوحش ہو کر پوچھا۔۔

" ! وہ۔۔ بڑی بی بی جی اٹھ نہیں رہی ہیں جی "

اسکے پیروں تلے زمین نکل گئی۔۔

وہ ملازمہ کو تقریباً دھکا دے کر ہٹاتے ہوئے قریب آئی تھی۔۔

" ! امی۔۔۔امی "

اسکا رواں رواں کانپنے لگا۔۔۔

" ! جائو کمرے سے فون لیکر آئو جلدی "

وہ چیخ کر بولی۔۔

ملازمہ گرتے پڑتے کمرے سے اسکا فون لیکر آئی۔۔

اسنے احمر کو کال کی تھی۔۔

دونوں فورا انہیں ہاسپٹل لیکر پہنچے

مگر ڈاکٹر کا کہنا تھا ان کی موت دو گھنٹے پہلے ہو چکی ہے۔۔۔

وہ بے سدھ سی ہو کر دیوار سے لگ گئی۔۔۔

احمر نے ہی ثمرہ آپی اور سب کو آگاہ کیا تھا۔۔

وہ تو اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔۔

اسکی آنکھوں کے سامنے بار بار مہران کی موت کا منظر لہرانے لگا۔۔۔

اس پر بار بار غشی طاری ہونے لگی۔۔۔

زوئی نے روتے ہوئے اسکا سر اپنے کندھے پر رکھ لیا۔۔۔

کب تائی امی نے اسے تھاما اور سینے میں بھینچ لیا۔۔

اسے کچھ خبر نہیں تھی

! وہ کہاں ہے۔۔۔

تدفین ہو چکی تھی۔۔

اسکی پوری رات عالم اظطراب میں کٹی

دل کا کوئی گوشہ بے طرح سے دکھ رہا تھا۔۔

وہ ساری رات گارڈن میں ننگے پیر چکر کاٹتی رہی۔۔۔

اسکے اندر اک قیامت بپا تھی۔۔۔

چیخنے، چلانے کو دل چاہ رہا تھا۔۔

مگر آواز کہیں دب کر رہ گئی تھی۔۔۔

پوری رات وہ ماہی بے آب کی طرح تڑپتی رہی تھی۔۔۔

صبح فجر پڑھنے کے بعد ثمرہ آپی نے اسے گم سم حالت میں دیکھا تو پکڑ کر بستر پر لٹا کر لائٹ آف کر دی۔۔۔

---

فون کے مسلسل چنگھاڑنے کی آواز سن کر نین ہڑ بڑا کر بستر سے اٹھا۔۔

کمرہ بری طرح سے بکھرا ہوا تھا۔۔۔

وہ فون تلاش کرنے لگا جو اگلے ہی لمحے اسے کمفرٹر کے نیچے مل گیا۔۔

" ! اسلام و علیکم بابا "

اس نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا

" وعلیکم السلام۔۔۔کیسے ہو؟ "

" بلکل ٹھیک ! آپ کیسے ہیں؟ "

وہ اٹھ کر کھڑکی کے سامنے آ کھڑا ہوا

" ! میں بھی ٹھیک ہوں"

وہ کہہ کر خاموش ہو گئے تو نین کو غیر معمولی سا ہوا تھا۔۔۔

" بابا؟ "

" بیٹا تمہاری نانی کا انتقال ہو گیا ہے۔۔تم فلائٹ لیکر فور آ پہنچو "

"میں۔۔۔۔میں آ رہا ہوں بابا

وہ اتنا ہی کہہ سکا۔۔

عجلت میں اس نے پیکنگ کی۔۔

جو چیز سامنے آئی اٹھا کر بیگ میں پھینکی اور ڈاکومنٹ اٹھا کر ایئرپورٹ کی طرف بھاگا۔۔۔

لندن سے پاکستان تک کا سفر اس نے کیسے کاٹا تھا

یہ وہی جانتا تھا۔۔۔

دکھوں کے بار سے دل اسطرح دب گیا تھا کہ سانس لینا بھی دشوار ہو رہا تھا

ایئرپورٹ سے اسے ایشان پک کرنے آیا تھا۔۔۔

ایشان سے گلے ملتے ہوئے اس نے بمشکل سسکیوں کا گلا گھونٹا تھا۔۔۔

ایشان نے تسلی بھری تھپکی سے اسکی پشت سہلائی تھی۔۔۔

اس نے ڈبڈبائی آنکھیں چھپاتے ہوئے گہری دلدوز آہ بھری تھی۔۔۔وہ بھرے مجمع میں رونا نہیں چاہتا تھا کہ جلدی سے گاڑی طرف بڑھ گیا

۔۔۔۔

تدفین ہو چکی تھی۔۔۔

وہ اضطراب کے عالم میں ہاتھوں مسل رہا تھا۔۔۔

وہ اتنا نڈھال، اتنا پریشان، اتنا ٹوٹا ہوا لگ رہا تھا کہ

ایشان چند لمحے اسے کچھ نہ کہہ سکا۔۔۔

لوگ قبرستان سے ایک ایک کر کے واپس جا چکے تھے۔۔۔

بس وہ دونوں باقی رہ گئے تھے۔۔

! ایشان اسے دیکھ رہا تھا اور وہ

تازہ بنائی گئی پھولوں سے سجی قبر کو۔۔۔

ماما، مہران، نانی

تینوں کی قبریں قریب قریب تھیں۔۔

" ! چلو گھر چلیں "

ایشان نے آہستگی سے اسکی پشت کو چھوا

" ! میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا "

وہ تڑپ تڑپ کر رونے لگا۔۔۔ایشان نے بڑھ کر اسے گلے لگ گیا

"اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے "

اس نے بڑے حوصلے سے اسکا حوصلہ بندھایا تھا۔۔۔

"میں کچھ دیر اکیلا رہنا چاہتا ہوں۔۔۔تم جائو "

ایشان سے اسکی یہ حالت دیکھی نہ گئی۔۔

اسے یہاں چھوڑنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔

میرے ساتھ گھر چلو، دوبارہ آجانا مگر ابھی نہیں۔۔۔ابھی تم سفر سے "

"تھکے ہوئے آئے ہو

اسے کھینچتے ہوئے گاڑی میں بٹھایا اور ساتھ لے آیا۔۔۔

"! جاگ رہے ہو "

ایشان نے دروازے پر دستک دی

" ! ہاں آئو "

اس نے سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتے ہوئے کہا۔۔

چند گھنٹے ہی نیند اس پر مہربان ہوئی تھی۔۔

جانے وہ کب سے جاگ رہا تھا وقت کا حساب نہ لگا سکا۔۔۔

میں نے سوچا تمہیں ڈسٹرب نہ کیا جائے۔۔ سفر سے تھکے ہوئے تھے "

" ۔۔۔اور پھر نانی کے اچانک چلے جانے صدمہ۔۔۔

اس نے بات ادھوری چھوڑی اور اس کے قریب بیٹھ گیا

نین نے گہری یاسیت بھری سانس کھینچتے ہوئے صوفے کی پشت پر سر گرا لیا اور جلتی ہوئی آنکھیں موند لیں۔۔۔

غم کی آگ اسے اندر ہی اندر جلا رہی تھی۔۔۔

" !اک بات کہوں اگر برا نہ مانو تو "

ہمم "وہ بند آنکھوں سے بولا "

مجھے لگتا ہے تمہیں ثمرہ آپی کی طرف جانا چاہیئے... مہران کی کمی کو تو "
کوئی پورا نہیں کر سکتا مگر۔۔ تمہیں اس وقت ان کے پاس ہونا چاہیئے
"۔۔انہیں تمہاری اور تمہیں انکی ضرورت ہے نین

نین نے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا مگر کہا کچھ نہیں۔۔۔

اچھا میں چلتا ہوں۔۔ تم آرام کرو۔۔اگر باہر نکلو تو ناشتہ ضرور کرتے "
" جانا۔۔ تم نے کل سے کچھ کھایا نہیں ہے

وہ کچھ دیر اسکے پاس بیٹھا

پھر اٹھ کر چلا گیا۔۔۔

جانے پہلے تاکید کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔

نین کافی دیر اندھیرے کمرے میں پڑا بے مقصد چھت کو گھورتا رہا۔۔

پھر کسی نتیجے پر پہنچ کر اٹھا اور شرٹ لیکر واشروم گھس گیا۔۔۔

---

آف وائٹ شرٹ اور سیاہ جینز میں ملبوس اس کے بے ترتیب سلکی بال ہوا سے اڑتے پیشانی پر گر رہے تھے۔۔۔

قدرے بڑھی ہوئی بیئرڈ، اور پتھرائی آنکھوں سے وہ جوتے کی نوک سے لان کی گھاس اکھیڑ رہا تھا۔۔۔

چہرے پر انتشار سا پھیلا ہوا تھا۔۔

دل برداشتہ، مغموم، اداس،

پریشان تھکا تھکا سا سگریٹ پھونک رہا تھا۔۔۔

وہ کتنا بدل گیا۔۔۔

اُس ضدی، ہٹ دھرم، اور لاپرواہ لڑکے کی جگہ اک چھبیس سالہ مرد نے لے لی تھی۔۔

ثمرہ آپی نے کتنے سالوں بعد اسے دیکھا تھا۔۔۔

" ! نین "

انکا گلا رندھ گیا۔۔اس نے مڑ کر ثمرہ کو دیکھا اور جلدی سے سگریٹ پھینک کر جوتے سے مسلا۔۔

" ! تم کتنے وقتوں بعد مل رہے ہو۔۔۔ کہاں تھے تم "

وہ بے بس و بے اختیار ہو کر اس سے لپٹ گئیں۔۔۔

"آپ نے خود ہی بے گانہ کر دیا تھا۔۔میں آتا بھی تو کس منہ سے "

اس نے آنسو چھپاتے ہوئے شکوہ کیا۔۔۔

ایسا کہہ کر دل کیوں دکھاتے ہو۔۔تم جانتے ہو ہم تم سے کتنی محبت "

"کرتے ہیں پھر بھی اپنے درمیان غلط فہمیوں کو آنے دیا

وہ اسکے چہرے کو ہاتھوں میں لئے کہنے لگیں۔۔

انکی آنسوئوں بھری آنکھوں میں بہت سے شکوے تھے

جن سے نین نے نظریں چرالیں۔۔۔

"!آئواندر آئوبیٹا۔۔

انہوں نے بڑے عجز سے اسرار کیا تھا۔۔اسے جاناپڑا

اوہ حسنین !کیسے ہو؟کیسی گزر رہی ہے زندگی !ہمیں تو بھلاہی دیا تھاتم"

" ! نے

زوئی نے افسردہ سی مسکراہٹ سے اسکا خیر مقدم کیا تھا۔۔۔

ایسی بات نہیں ہے۔۔بس اسٹڈی میں بزی ہو گیا تھا۔۔پاکستان نہیں"

"آسکا

وہ کچھ شرمندہ ہوا تھا۔۔۔

"زوئی جائو ملازمہ سے کہو نین کے لئے چائے لائے "

ثمرہ نے بہت پیار سے اسکی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

"ارے نہیں اس تکلف کی ضرورت نہیں۔۔ "

اس نے فوراً ٹوکا تھا

"ایسے کیسے ضرورت نہیں۔۔۔اتنے سالوں بعد آئے ہو۔۔چائے کیا
اب تو کھانا کھائے بغیر نہیں جانے دوں گی۔۔کیوں مام!"

زوئی نے ثمرہ کو دیکھا

"بلکل"

ثمرہ نے فوراً تائید کی تھی

وہ باری باری دونوں کو دیکھ کر رہ گیا۔۔۔

"کیا ہوا تھا نانی کو اچانک!"

"اچانک کہاں بیٹا۔۔۔مہران کے جانے کے بعد تو وہ بلکل ہی بستر سے لگ
گئی تھی۔۔ڈاکٹرز نے بھی کہہ دیا تھا کہ اب آپ انہیں گھر لے جا سکتے
ہیں۔۔اور کچھ عمر کا تقاضہ بھی تھا"

ثمرہ بتاتے ہوئے آبدیدہ ہو گئیں۔۔۔

"مہران نے تو ایسا گہرا زخم دیا ہے کہ شاید اب کبھی بھر پائے"

نین نے انکا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیتے دھیمی سے کہا۔۔۔مہران کی موت کے صدمے سے وہ اب تک نہیں نکل پایا تھا ملازمہ نے چائے اسکے سامنے رکھی اور پلٹ گئی۔۔۔

کئی دیر وہ زوئی اور ثمرہ سے باتیں کرتے رہا دکھ، گلے, شکوے، شکایتیں سب ایک ایک کر کے بیان کرتے رہا۔۔۔

اچانک اسکا سیل فون بجنے لگا تو وہ اٹھ کر ان سے دور ہوا۔۔۔

دلاور خان کا فون تھا۔۔۔وہ اسکی غیر موجودگی پر متفکر تھے

نیننے انہیں آنے کا کہہ کر کال کاٹ دی۔۔۔

مگر

جیسے ہی پلٹا

وہ ایکدم سامنے آگئی۔۔۔

سرخ سرخ آنکھیں، گلابی رنگت، چند بے ترتیب لٹھیں چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔

دوپٹے کو کندھوں پر لپیٹے اچھے سے لپیٹے،
غم والم کی تصویر بنی شاکی نظروں اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔
چند لمحے وہ دونوں خاموش رہے۔۔
بے تاب، بے چین، بے کل
دل کی بے تابیاں تو اسے سوچ کر ہی سکون پا لیتی تھی۔۔۔ پھر وہ کیوں
سامنے آگئی تھی !
اسکے کرب میں اضافی کرنے کے لئے؟
نین تیزی سے پلٹا اور باہر نکل گیا۔۔
اس نے زوئی کو ٹیکسٹ کر دیا تھا کہ وہ کھانے تک نہیں رک سکتا اسکا جانا
ضروری ہے۔۔۔
دل میں ایک ہی گردان تھی کہ
اس نازک اندام اور تیکھے نقوش والی لڑکی جھنجھوڑ کر اپنی محبت کا حساب لے
۔۔۔

رواں رواں زخمی ہے میرا؟

تمہاری محبت نے یہ حال کر دیا ہے میرا۔۔۔

کیوں نہیں ملی مجھے تم؟ بس صرف تمہیں ہی تو چاہا اس پوری کائنات میں!

! کوئی گناہ کر دیا تھا کیا

اس نے کار کی اسپیڈ اور تیز کر دی۔۔۔

---

شاید اتنے دنوں کی بے آرامی اور نیند نہ آنے کے باعث آج وہ بہت دیر تک سوتی رہی تھی۔۔۔

پانی کے چھینٹے چہرے پر مارنے کے بعد وہ نیچے آ رہی تھی۔۔ پیر آخری سیڑھی پر تھا کہ وہ لمحے بھر کے لئے منجمند ہو کر رہ گئی۔۔۔

وہ حسنین ہی تھا

مگر

کتنا بدل گیا تھا۔۔

پہلے والے حسنین دلآور کی تو پرچھائی بھی اس میں نہیں تھی۔۔۔

ملگجہ ساحلیہ، بے ترتیب بال، وجیہہ نقوش، قدرے بڑھی ہوئی شیو،

آنکھوں میں شوخی کی جگہ ویرانیاں آباد تھیں۔۔

وہ واقعی بدل گیا تھا۔۔۔

اس سے نے پہلے وہ کچھ، سوچتی یا کرتی

وہ پلٹا اور تیزی سے باہر نکل گیا۔۔۔

ثمرہ اور زوئی ان دونوں کی طرف متوجہ نہیں تھے۔۔

" یہ یہاں کیوں آیا تھا؟ "

اس نے رکھائی سے پوچھا تھا

"ہم سے ملنے آیا تھا کیسی باتیں کر رہی ہو "

ثمرہ کو اسکا لہجہ برا لگا تھا

"اسے کہیئے گا کہ دوبارہ یہاں نہ آئے "

اس نے ڈبڈبائی آنکھوں سے کہا۔۔۔

ماضی کو ماضی میں رہنے دو چاہت۔۔میں اب بہت اکیلی رہ گئی ہوں "

۔۔۔مزید کسی اپنے کی دوری پر سمجھوتا نہیں کر سکتی۔۔۔بہتر ہے تم بھی

" اپنے دل کو سمجھائو۔۔اور پرانی باتیں بھلا کر آگے بڑھو

...وہ غصے سے پلٹ کر جانے لگی تو ثمرہ کی آواز سن کر رک گئی

اس نے لب بھنچتے ہوئے آنسو اندر دھکیلے۔۔

بہت کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔

شکوے، شکایتیں، گلے، دکھ،

مگر آواز نے اسکا ساتھ نہیں دیا

وہ بھاگتی ہوئی پھر سے کمرے میں بند ہو گئی۔۔

آپ کب تک معاملے کو لٹکاتے رہیں گے۔۔بھائی جان بات طے "
کرنے کے خواہش مند ہیں انہیں کیا فرق پڑتا ہے۔۔ہم نہ کریں گے تو وہ
"کہیں اور کر لیں گے
ثمینہ بیگم کے استفسار پر دلاور کو بھی مجبوراً خاموشی سے عندیہ دینا پڑا تھا۔۔
"دیکھتے ہیں "
کیا مطلب دیکھتے ہیں دلاور۔۔ایشان کی اسٹڈی مکمل ہو چکی ہے۔۔اس "
" نے آفس جانا اسٹارٹ کر دیا ہے۔۔میں اور کتنا ویٹ کروں
وہ آج بات کو کسی کنارے لگانا چاہتی تھی۔۔
"ٹھیک ہے ثمینہ بیگم مجھے کوئی اعتراض نہیں تم ایشان سے پوچھ لو"
ایشان سے کیا پوچھنا بس آج رات ہم بلا رہے ہیں کھانے پر بابا اور بھائی کو "
"

ثمینہ بیگم نے اشارہ ملتے ہیں حتمی فیصلہ کیا تھا۔۔

" میں بھابھی کو یہ خوش خبری سنا کر آئی "

وہ ٹیبل سے فون اٹھا کر چلی گئی۔۔۔

ایشان ماں کی پشت دیکھ کر رہ گیا۔۔

" تم کن خیالوں میں ہو صاحبزادے؟ "

دلاور خان نے غیر دلچسپی سے پلیٹ میں چمچ گھماتے نین کو متوجہ کیا

کچھ نہیں بابا" وہ جبرا مسکرایا۔۔ "

" کوئی پریشانی ہے میرے بیٹے کو؟ "

انہوں نے بڑے پیار اور لگاوٹ سے پوچھا۔۔

" نہیں بابا "

"! تو آفس کیوں نہیں آتے بیٹا "

" کل سے آئوں گا انشاللہ "

بچو جی انسانوں کی طرح صبح آٹھ بجے تک ریڈی ہو کر آفس پہنچنا ورنہ اس "

"حالت میں واچ مین تمہیں گیٹ کے اندر نہیں گھسنے دے گا

ایشان نے اسکے اجڑے ہوئے حلیے کو نشانہ بناتے ہوئے کہا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔۔

" اڑالو ہنسی بیٹا جی چار دن ہیں صرف، شادی کے بعد میں دیکھتا ہوں کہ یہ ہنسی کیسے برقرار رہتی ہے "

"ہاہاہاہا" دلاور خان اور ایشان کا قہقہہ مشترکہ تھا۔۔۔"

وہ بھی مسکرا دیا

---

" کون؟ "

دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے سگریٹ لبوں میں دبا کر دروازہ کھولا۔۔

" ! وردہ "

ارے تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔ تمہیں تو سب کے درمیان ہونا چاہئیے "

" ۔۔ تمہاری شادی کے معاملات ڈسکس ہو رہے ہیں

اس نے کہتے ہوئے ہٹ کر راستہ دیا تھا۔۔

میری شادی کے معاملات ڈسکس ہو رہے ہیں اسلئے میں یہاں ہوں "

" ۔۔۔ بدھو

وہ اسکی عقل پر ماتم کرنے لگی۔۔

" تم سگریٹ پی رہے تھے ؟ "

وردہ حد درجہ متعجب ہو کر پوچھنے لگی

ہمم ! "اسکے چہرے پر کوئی شرمندگی نہیں تھی۔۔ "

وردہ کو کمرے میں گھٹن کا احساس ہونے لگا

تو بالکونی میں آگئی۔۔

حسنین نے اسکے خیال سے سگریٹ ایش میں مسل دی۔۔

" ! کیا کرتے رہتے ہو "

آفس، آفس کے کام" وہ بولا "

" میں نے سنا تھا تم لندن سے واپس نہیں آنا چاہتے تھے "

اس نے اک نظر وردہ کو دیکھا۔۔

نانی کی وفات کا سن کر مجبوراً آنا پڑا۔۔اور بابا کا اصرار اتنا شدید ہے کہ میں "

" چاہ کر بھی واپس نہیں جا سکتا

وہ آزردگی سے بولا

بہت اچھا فیصلہ کیا تم نے۔۔۔تم بھی ایک مکمل زندگی ڈیزرو کرتے ہو "

" نین۔۔اچھی بیوی، گھر، فیملی

"تم شادی کا مشورہ دے رہی ہو؟ "

اسکے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ ابھر کر معدوم ہوئی

" ہاں تو اس میں برائی کیا ہے "

وردہ نے اسکی طرف دیکھا

"جب بغیر شادی کے گزارہ ہو سکتا ہے تو۔۔۔ضرورت کیا ہے "

اس نے شرارت سے آنکھ دبائی

" کیا مطلب ؟ "

وردہ کی آنکھیں پوری کی پوری کھل گئ

" ارے،،، مزاق کر رہا ہوں "

اس نے فوراً کہا تو وردہ نے رکا ہوا سانس لیا

ویسے سچ کہہ رہی ہوں۔۔ شادی کر لو۔۔ تم کب تک اک سراب کے "

" پیچھے بھاگتے رہو گے

"وردہ بس ! اس سے آگے اور کچھ مت کہنا "

وہ ایکدم روڈ ہوا اور وہاں سے جانے لگا۔۔

تمہیں جب بھی اس حالت میں دیکھتی ہوں میرا احساس ندامت اور "

" بڑھ جاتا ہے

اس نے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا تو نین ٹھٹھک گیا۔۔۔

کیسا احساس ندامت؟ میرے ساتھ جو بھی ہوا اسکا زمہ دار میں خود "

"! ہوں۔۔۔اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں

اس نے نرمی سے کہا

" میں۔۔۔۔میں تمہیں کچھ بتایا چاہتی ہوں"

اس نے چونک کر وردہ کو دیکھا

مجھے نہیں لگتا کہ میں مزید اس راز کو راز رکھ سکوں گی۔۔اتنے سالوں"

سے میرے اعصاب ضمیر کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔۔۔ کبھی کبھی تو

"دم گھٹنے لگتا ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے میں پاگل ہو جائوں گی

اسکی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔

" کیا ہوا وردہ؟ "

وہ گھبرا گیا۔۔

مجھے لگا تھا چاہت۔۔۔۔چاہت مر جائے گی تو۔۔۔تم ہمیشہ ہمیشہ کے "
لئے میرے ہو جائو گے۔۔۔ مگر۔۔۔۔مجھے نہیں پتا تھا کہ چاہت کی جگہ یہ
" لوگ مہران کو مار دیں گے
وہ روتے ہوئے بتا رہی تھی۔۔۔
نین چند لمحے سناٹے میں رہ گیا
" ک۔۔کیا مطلب؟ "

اسکے دل پر کسی نے کاری وار کیا ہو۔۔۔
وہ کہنے کے لئے لفظ ڈھونڈ رہا تھا۔۔
مگر آواز اسکا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔۔۔
" یہ۔۔۔لوگ کون؟ میں۔۔ سمجھا نہیں؟ "
اسکے گلے میں آنسوئوں کا پھندا سا لگ گیا۔۔۔

وہ بمشکل پوچھ سکا

" آئم سو ساری نین۔۔۔آئم ریئلی ویری سوری۔۔۔یہ سب میری وجہ سے ہوا اگر میں بروقت تمہیں بتا دیتی تو ایسا نہ ہوتا۔۔۔مہران زندہ ہوتے۔۔۔"

وردہ احساس جرم کا شکار تھی۔۔

حالات زار میں مسلسل روتی ہوئی بولی۔۔

" میں نے پوچھا کون لوگ؟ کس نے کیا؟ "

اس نے چلاتے ہوئے سوال دہرایا

وردہ نے ایکدم روتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔

" کون ہے وہ؟ "

" ثمینہ پھپھو اور دادا جان۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ چاہت کو مارنا چاہتیں تھیں تاکہ تم سے بدلہ لے سکیں پھر پتا نہیں کیسے۔۔۔!!!ان لوگوں نے ارادہ بدل لیا۔۔۔اور۔۔۔مہران..!"

وہ بات ادھوری چھوڑ کر پھر سے رو پڑی

نین کسی بُت کی مانند ساکت و جامد رہ گیا۔۔

آنکھوں میں بے شمار آنسو جھلملا رہے تھے۔۔۔وہ ایک ٹک وردہ کو دیکھتے جا رہا تھا۔۔۔

ایشان؟" وہ ایکدم لرز گئی۔۔۔ "

جانے ایشان کب سے کھڑا تھا دروازے پر۔۔! اسکے تاثرات سے لگ رہا تھا کہ وہ سب کچھ سن چکا ہے۔۔۔

"میں چھوڑوں گا نہیں ان کو "

وہ اتنی زور سے دھاڑا کہ وردہ اور ایشان دونوں پوری طرح سے لرز گئے ۔۔۔

وہ دیوانگی کے عالم میں مسلسل مکے ریکنگ پر مارتے ہوئے اپنا ہاتھ زخمی کر چکا تھا۔۔۔

اسکا آئوٹ آف کنڑول ہوتے دیکھ کر ایشان اسکی طرف لپکا اور اسکے حصار بناتے ہوئے اسے روکنا چاہا

" نین۔۔۔اسٹاپ اٹ "

" دور ہٹو مجھ سے۔۔۔ "

طیش کے عالم میں خود کو آزاد کروایا

مجھے نفرت ہے تم سے۔۔۔تمہاری ماں سے۔۔تمہارے پورے خاندان " سے " وہ چیخ چیخ کر کہنے لگا۔۔

تمہیں پتا تھا ناں؟ "اس نے ایشان کا گریبان دبوچ لیا "

جس کی چاہے قسم لے لو۔۔مگر میں آج تک لاعلم تھا اس معاملے سے " "

ایشان کے خاموش لب لرزے۔۔۔

" نین خدا کا واسطہ ہے تمہیں اسے چھوڑو "

وردہ چیخی۔۔۔

آنسو ٹوٹ ٹوٹ کر اسکی گالوں پر بہہ رہے تھے۔۔۔شاید اس نے حسنین کو
بتا کر اک اور غلطی کر دی تھی۔۔وہ خود کو سرزنش کرنے لگی
تم ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ پولیس اسٹیشن جاؤ گی اور پولیس کو "
"سب کچھ بتاؤ گی جو تم نے اپنے کانوں سے سنا تھا
وہ وردہ کی جانب مڑا۔۔۔اسکا انداز حکمیہ تھا
ایشان کا دل پاتال میں جا ڈوبا۔۔۔اسکی رگ رگ میں محشر برپا تھا۔۔
" ! نین! میری بات سنو "
"مجھے کچھ نہیں سننا ایشان "
اس نے خونخوار نظروں سے ایشان کو دیکھا تھا۔۔۔۔
اور وردہ کی کلائی پکڑ کر اپنے ساتھ کھینچا
خدا کے لئے۔۔۔میرا نکاح ہو جانے دو۔۔۔اس کے بعد میں خود تمہارا "
ساتھ دوں گا آئی پرامس۔۔۔اگر ماما بھی مہران کے کیس میں ملوث ہیں تو

میں خود انہیں سزا دلوائوں گا۔۔۔پلیز نین۔۔۔۔پلیز مجھے نکاح تک کا

" وقت دے دو

وہ ہاتھ جوڑتے ہوئے بلک پڑا۔۔۔

وردہ ششدر رہی تو رہ گئی۔۔۔

! اس نے ایسا نہیں چاہا تھا

ایسا ہو جائے گا نہیں سوچا تھا

"میرا بس چلے تو میں اس عورت کو گولی سے اڑا دوں "

وہ حد درجہ جنونی اور ظالم ہو گیا تھا۔۔۔

" فار گاڈ سیک نین وہ میری ماں ہیں "

ایشان تڑپ کر کہتے ہوئے چیخ پڑا۔۔

اسکی آنکھیں آنسوئوں سے لبریز تھیں۔۔۔

" تمہاری ماں نہیں ہے ناں ! اسلیئے تم کبھی سمجھ نہیں سکتے "

اس نے زہریلے لہجے میں نین سے کہا تھا

وردہ پتھرائی نظروں سے نین کے چہرے پر پھیلتے خونی تاثرات ملاحظہ کر رہی تھی۔۔۔

اسکے چہرے پر ایسی وحشت تھی کہ دونوں کو اس سے خوف آنے لگا۔۔۔

اس نے آہستگی سے وردہ کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔

! یا چھوٹ گیا۔۔۔

جواباً کچھ نہ کہا اور

خون سے لتھڑے زخمی ہاتھ سے اس نے چابی اٹھائی

اور کمرے سے نکل گیا۔۔۔۔

ایشان کے اندر رہی سہی ہمت بھی ختم ہو چکی تھی وہ پورے قد سے وہیں گر سا گیا۔۔۔

وردہ متوحش سی ہو کر اسکی جانب لپکی۔۔۔

وہ عدم دلچسپی سے کتاب کے صفحے پلٹ رہی تھی

ایکدم دل ہر شے اچاٹ ہو گیا۔۔

اس نے کتاب بند کر کے ٹیبل پر الٹ دی۔۔۔

اسی لمحے اسکا فون بجنے کا۔۔

" اسلام و علیکم ثمرہ آپی کیسی ہیں آپ؟ "

اس نے فون کان سے لگاتے ہوئے کہا تھا

" میں ٹھیک ہوں۔۔ کیا نین تم سے ملنے آیا تھا؟ "

ان کی آواز میں تفکر کا تاثر تھا

نہیں تو!" وہ چونکی "

" اچھا! اور تمہاری بات بھی نہیں ہوئی اس سے؟ "

" نہیں آپی ! کیا ہوا سب خیریت ہے ؟ "

اک پل کے لئے تو وہ بھی فکر مند ہونے لگی

" نین کل رات سے گھر نہیں گیا ہے دلآور کا فون آیا تھا۔۔۔ نین میرے پاس بھی نہیں آیا۔۔ میں نے سوچا تم نے پوچھ لوں شاید تمہیں کچھ پتا ہو ..."

" کوئی بات تو ضرور ہوئی ہو گی آپی ؟"

اس نے سرسری سا کہا

" واللہ علم ! یہ لڑکا پتا نہیں کب سمجدار ہو گا۔۔ مجھے تو لگا تھا سدھر گیا ہو گا ۔۔ مگر یہ تو ویسے کا ویسا ہی ہے "

ان کے لہجے میں تاسف تھا

"اچھا میں تم سے بعد میں بات کرتی ہوں "

انہوں نے عجلت میں فون کاٹ دیا۔۔۔

! کیا حسنین اور اسکے والد کے درمیان تعلقات ابھی بھی ویسے ہی ہیں

چاہت فون کی بجھی ہوئی سکرین کو دیکھتی سوچنے لگی۔۔

!جانے یہ لڑکا کن کاموں میں پڑ گیا ہے

" بی بی جی احمر صاحب آئے ہیں "

" تم چلو میں آتی ہوں "

اس نے کہتے ہوئے بال باندھے اور دوپٹہ سر پر رکھتے ہوئے لائونج کا رخ کیا تھا۔۔

" ! اسلام و علیکم بھابھی "

" وعلیکم السلام کیسے ہیں احمر بھائی "

وہ مقابل صوفے پر ٹِک گئی

الحمدللہ بلکل ٹھیک ہوں بھابھی... دراصل آج وکیل صاحب آئے " تھے مہران کی وصیت لے کر۔۔وہ حسنین اور آپ دونوں کی موجودگی میں وصیت پڑھنا چاہتے تھے۔۔ مگر ایسا ممکن نہیں ہو سکا۔۔ میں نے کئی بار حسنین سے بات کرنا چاہی مگر اس میری کال نہیں اٹھائی۔۔۔وکیل

صاحب کو آپ کے پاس بھیجنا مناسب نہیں سمجھا اسلئے میں خود آپ کے پاس چلا آیا "

احمر نے خاکی لفافہ اسکی طرف بڑھاتے ہوئے کہا

اس نے اک نظر احمر کو دیکھا اور لفافہ چاک کرتے ہوئے دستاویزات نکالے۔۔

مگر !!

جیسے جیسے وہ پڑھتی جا رہی تھی اسکے تاثرات تیزی سے بدلنے لگے۔۔

مہران کی تمام تر جائیداد، کمپنی، گھر، اکائونٹس سمیت حسنین اور چاہت دونوں پچاس فیصد کے حصے دار تھے۔۔۔

وہ شاکی نگاہوں سے بار بار احمر کو دیکھ رہی تھی۔۔

نین کس حق سے مہران کی جائیداد میں حصہ دار ہے؟ وہ بھی پچاس فیصد ! یعنی میرے برابر کا شریک ہے وہ "

اسے صدمہ ہوا تھا۔۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں بھابھی "

احمر نے لاعلمی اور قدرے بے چارگی سے کندھے اچکائے

ویسے آپ کو شاید علم نہ ہو حسنین سے بے حد لگاؤ تھا مہران کو۔۔۔ہاں "

اس نے دلاور خان کو نیچا دکھانے، اسے ایزا پہنچانے کے لئے نین کا استعمال

" !کیا میں مانتا ہو مگر مہران کو حسنین سے بہت محبت تھی۔۔اور

اس نے لمحہ بھر رک کر لمبی سانس کھینچی

آج اسکی یہ وصیت سن کر تو مجھے کوئی شک باقی نہیں رہا۔۔اکہیں نہ "

کہیں مجھے لگتا تھا کہ مہران ایسا ہی کرے گا کیونکہ آپ لوگوں کے ہنی مون

" پر جانے سے پہلے اس نے مجھے ڈاکیومنٹس ریڈی کرنے کا کہہ دیا تھا

احمر کا بات سن کر اس نے اپنا سر ہاتھوں میں گرالیا۔۔پھر کچھ دیر بعد صفحہ

گردانی کرنے لگی۔۔

" آپ نے پڑھی ہے یہ وصیت؟ "

اسکا دماغ آئوٹ ہو رہا تھا

" ! جی بھابھی "

"تو مجھے خلاصہ کر کے بتائو۔۔مجھے لگ رہا ہے میرا دماغ پھٹ جائے گا "

وہ مضمحل سی ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی

آپ دونوں مہران کی پراپرٹی میں برابر کے حقدار ہیں۔۔ جیسے کہ آپ "

نے پڑھا۔۔مزید یہ کہ آپ دونوں باہمی مشاورت کے بغیر شیئرز بیچ نہیں

سکتے یعنی اگر آپ کمپنی میں اپنے شیئرز بیچنا چاہیں تو حسنین پہلا امیدوار ہو گا

" آپ اسکے علاوہ کسی اور کو اپنے شیئرز نہیں بیچ سکتی

واٹ دا ہیل ! "اس نے دستاویزات ٹیبل پر پٹخ دیئے۔۔ "

" مہران میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں "

اسکی آواز میں آنسوؤں کی رمق تھی۔۔

احمر خاموش ہی رہا تھا۔۔

" بھابھی اگر آپ برا نہ مانیں تو اک بات کہوں "

چاہت نے الجھن بھری نگاہوں سے اسے دیکھا

مجھے لگتا ہے کہ مہران کو معلوم تھا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔۔ حسنین کافی "
شارپ، اٹیلجنٹ ہے وہ لندن کی بہترین بزنس یونیورسٹی سے تعلیم حاصل
کر کے آیا ہے۔۔اور امید ہے کہ حسنین کمپنی کو اچھی پوزیشن پر لا سکتا ہے
"

احمر اسٹاپ اٹ۔۔وہ ایک بد تمیز، بگڑا ہوا، اور بد لحاظ لڑکا ہے۔۔۔اسے "
جتنا اچھے سے میں جانتی ہوں شاید ہی مہران جاتا ہو۔۔۔وہ مہران کی خون
" پسینے سے بنائی گئی دولت و جائیداد کا حقدار نہیں ہے

اس نے زہر خند لہجے میں کہا اور دستاویزات مٹھی میں دبوچ کر غصے سے
وہاں چلی گئی۔۔۔
احمد لمبی سانس کھینچ کر رہ گیا۔۔۔

اس انکشاف کے بعد آج کئی دن گزر چکے تھے۔۔

ایشان کا حسنین سے سامنا نہیں ہوا تھا۔۔

بظاہر دونوں نارمل تھے۔۔پورا گھر نارمل تھا۔۔ایشان اور وردہ کی شادی کی تیاریاں چل رہی تھی

مگر ان دونوں کے اندر طوفانی جھکڑ چل رہے تھے۔۔

دونوں ہی ٹوٹ کر بکھر رہے تھے۔۔۔خود سنبھالنے کی لایعنی کوشش کر رہے تھے۔۔

ایشان ثمینہ بیگم کی ذات کا یہ رخ قبول نہیں کر پا رہا تھا۔۔۔اسے وقت درکار تھا، یا شاید

ساری زندگی وہ کبھی قبول نہ کر پاتا کہ کوئی نفرت میں اتنا پاگل بھی ہو سکتا کہ کسی کو قتل کر دے!

اور دکھ کی بات تو یہ تھی کہ اسے حسنین کے ہاتھوں شکست ہوئی تھی۔۔

وہ غلط ثابت ہوا تھا۔۔۔اپنی ہی نظروں میں گر چکا تھا

ایشان آج تک حسنین کی یہ بات جھٹلاتا آیا تھا کہ ثمینہ بیگم کو حسنین نفرت نہیں ! بس اسے ناپسند کرتی کی۔

! مگر

! اب کیا کہتا؟ کیا کرتا

"کیا ہوا تم نے آفس نہیں جانا؟ "

ثمینہ بیگم اسے ٹراوزر اور شرٹ میں دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔

" آپ نے خود ہی تو کہا تھا کہ وردہ کے ساتھ شادی کا جوڑا پسند کرنے جانا ہے"

ایشان نے بے دلی سے جواب دیا

" اوہ ہاں میں تو بھول ہی گئی۔۔۔میں بھابھی سے کہتی ہوں وردہ کو ٹائم سے بھیج دے"

وہ کرسی دھکیل کر اٹھی۔۔

ایشان بے دلی سے وہیں بیٹھ گیا۔۔

ہال میں اس وقت ایشان ہی تھا۔۔دلاور خان ناشتہ کر کے آفس جا چکے تھے

اسی لمحے وہ بلو تھری پیس ملبوس آفس جانے کے لئے تیزی سے سیڑھیاں

اترتا یہی آرہا تھا کہ ایشان کو دیکھ کر راستہ بدل دیا۔۔

نین۔۔۔رکو مجھے تم سے بات کرنی ہے "اس نے پکارا۔۔۔ "

میں پتا نہیں کیسے برداشت کر رہا ہوں تمہیں اور تمہاری ماں کو "

۔۔خبردار آئندہ مجھے مخاطب کرنے کو شش کی تو" وہ نفرت انگیز لہجے میں

کہہ کر پلٹا تو

ثمینہ بیگم سے تصادم ہوا

تمہاری یہ مجال کہ تم میرے بیٹے سے اس لہجے میں بات کرو۔۔۔ہو "

" !کون تم۔۔تمہاری اوقات کیا ہے اس گھر میں

وہ آنکھیں پھیلاتی ہوئی بولی۔۔۔

اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں

دل کے کسی کونے میں درد کی لہر اٹھی اور پورے جسم میں پھیل گئی۔۔

"آپ کی اوقات کیا ہے یہ بھی اچھے سے جانتا ہوں میں "

وہ ایکدم سے ان کی طرف بڑھا تو وہ گھبرا گئیں۔۔

" نین پلیز جائو یہاں سے "

ایشان نے مداخلت کی تھی۔۔

اس عورت سے کہو میرے سامنے نہ آئے ورنہ خدا کی قسم جان سے "

"مار دوں گا

وہ اسطرح سے بے کل و بیقرار ہو کر گرجا کہ کمرے کے در و دیوار کانپ

اٹھے۔۔۔ایشان سرتاپا کانپ گیا۔۔

ثمینہ بیگم متوحش سی ہو کر رہ گئیں۔۔۔بے اختیار انکا سینے پر ہاتھ پڑا تھا

۔۔۔انہیں تو یہ ہمیشہ ہی سے وحشی لگتا تھا۔۔

مگر آجکل اسکی خونی نگاہیں، چنگھاڑتا ہوا لہجہ، کچھ اور ہی کہانی سنا رہا تھا۔۔۔

" تم دونوں کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا ہے کیا؟ "

وہ خود کو کمپوز کرتے ہوئے ایشان سے پوچھنے لگیں۔۔۔

" ! نہیں "

ایشان نے تھکی ہوئی مرجھائی نگاہ ماں پر ڈالی۔۔

حسنین کی باتوں کی گونج اسکے ذہن میں بار بار اٹھنے لگی۔۔۔وہ بے اختیار ماں کے گلے لگ گیا۔۔

" ارے کیا ہوا؟ "

وہ حیران ہوتی ہوئی بولی

" ! کچھ نہیں بس "

اس نے الگ ہوتے ہوئے آنسو چھپائے اور نظریں چرا کر جوس کا گلاس لبوں سے لگا لیا۔۔۔

مغرب پڑھنے کے بعد وہ چھت پر آگئی تھی۔۔

تائی امی سے کچھ دیر بات کرنے کے بعد اس نے فون رکھا اور چہل قدمی کرنے لگی۔۔

وہ کل سے بہت ڈسٹرب تھی۔۔۔

مہران نے ایسا کیوں کیا وہ اب تک سمجھ نہیں پائی تھی! یا شاید احمر کا کہنا سچ تھا۔۔

مہران کو شروع دن سے ہی حسنین سے بہت لگاؤ تھا۔۔ وہ بارہا باتوں باتوں میں اسے جتلایا بھی کرتا تھا۔۔۔

چاہت سے ساری سوچوں کو جھٹک کر لمبی سانس لی اور اعصاب ڈھیلے چھوڑ دیئے۔۔

" بی بی جی حسنین صاحب آئے ہیں "

ملازمہ کے پیغام پر وہ اندر تک سلگ گئی۔۔

کیوں آیا ہے وہ؟"اس کی آواز قدرے بلند تھی۔۔اسے احساس نہیں "

ہوا

" ! پتا نہیں بی بی جی "

ملازمہ گھبرا گئی۔۔

" لائونج میں بٹھائو اسے "

اس نے کہا تو ملازمہ سر ہلاتے ہوئے چلی گئی۔۔۔

وہ لمبی سانس کھینچتے ہوئے جملے ترتیب دینے لگے۔۔۔

اسکی موجودگی کا احساس تھا یا سگریٹ کا دھواں

چاہت نے پلٹ کر دیکھا تو وہ دھواں اڑاتے چہرے کے ساتھ پیچھے کھڑا تھا

۔۔۔

اس نے کس قدر نفرت اور ناگواری سے اسے دیکھا تھا

اس شخص کے ساتھ تنہائی میں کلام کرنے سے بھی وحشت ہوتی تھی۔۔۔

وہ پلٹ کر نیچے جانے لگی تو حسنین نے بے رحمی سے بازو سے پکڑا اور گھسیٹتے ہوئے ٹیرس پر لا کر جھٹکے سے چھوڑ دیا۔۔۔

وہ ریلنگ سے ٹکرا گئی۔۔

" کیا بدتمیزی ہے یہ؟ "

اس نے آگ بگولہ ہو کر کہا

" ! آپ کو لگا میں آپ سے ملنے کے لئے تڑپ رہا ہوں "

" کون جانے تمہارے ناپاک ارادے کیا ہیں "

وہ زہر خند لہجے میں بولی اور اسکی والہانہ حرکت پر بے ترتیب ہوا دوپٹہ درست کیا تھا

ناپاک ارادے؟" وہ قریب آیا "

چاہت سر تا پا کانپ رہی تھی۔۔۔

اسکا دل دھک دھک کرنے لگا۔۔۔

آپ کو کیا لگا کہ میں ابھی بھی وہی حسنین ہوں جو آپ کی محبت میں مرا "
" جا رہا تھا

قدم بڑھا کر فاصلہ سمیٹتے ہوئے اس نے چبا چبا کر کہا

سنو چاہت ابراہیم ! میں وہ لڑکا نہیں رہا جو آپ کی چوڑیوں کی کھنک "
سے بہک جایا کرتا تھا، آپ کے بہلانے سے بہل جایا کرتا تھا، آپ کے غصے
" سے دب جایا کرتا تھا

بڑی جرآت سے اسکی جھیل سی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے سرد، بے مہر
لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

واقعی وہ لڑکا نہیں تھا۔۔۔

اس نے لمحوں میں اسے یہ احساس دلا دیا کہ وہ اک مرد سے مخاطب ہے

چاہت سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔۔

کیوں آئے ہو؟"اس کے لب کپکپائے۔۔۔ "

وہ جواباً استزائیہ ہنسا۔۔۔

اور

پلٹ کر فاصلہ پر جا کر رکا۔۔۔

پھر پلٹ کر اسے سر تا پا دیکھتے ہوئے معنیٰ خیزی سے بولا۔۔

" اپنی ملکیت دیکھنے آیا ہوں "

اس نے محظ یہ اسے جلانے کی خاطر کہا تھا اور وہ کامیاب رہا تھا۔۔۔

بکواس بند کرو۔۔۔ یہ مت سمجھنا کہ مہران نہیں رہا تو اب تمہارا کوئی "
" چانس ہے

اسکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ گیا تھا۔۔

" کیوں نہیں! اب تو میرے پاس دولت بھی ہے "

اس نے کس قدر کٹھور اور ظالم لہجے میں کہا۔۔۔

چاہت کی آنکھیں تذلیل کے احساس سے چھلکنے کو بیتاب تھی۔۔ مگر وہ

چوٹ کرنے باز نہیں آیا

کیا کچھ غلط کہہ دیا؟اسی دولت کی وجہ آپ نے مہران کو مجھ پر ترجیح دی"
تھی نا! ورنہ محبت تو آج بھی میں۔۔۔۔" وہ ایکدم کہتے کہتے رک گیا۔۔۔

اور

اسکی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔۔۔

وہ نیلے رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھی۔۔۔

بندھے ہوئے بالوں کی چند آوارہ لٹھیں اڑاڑا اسکے رخساروں پر بوسے
دے رہی تھی۔۔۔

چہرے سے بے خوابی اور تھکن کے آثار نمایاں تھے۔۔۔۔

آج کتنے سالوں بعد وہ اسے قریب سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسکی آواز سن رہا تھا۔۔

اس سے ہم کلام تھا۔۔

گھائل کی تڑپ دید کے قابل تھی۔۔۔

اس نے اگلے ہی لمحے نگاہیں چرا لیں

کہیں وہ اسکی آنکھوں میں جھلملاتے ہوئے عکس کو نہ دیکھ لے۔۔

اسکے دل پر لکھے نام کو پڑھ نہ لے۔۔۔

اس نے لمحے بھر توقف کیا اور پھر بولا

" چھہ ! بہت برا ہوا آپ کے ساتھ ویسے۔۔ مہران کو ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔ کم از کم آپ کو اسی فیصد انکی جائیداد کی حقدار ہونا چاہیئے تھا۔۔ بلآخر آپ نے اتنی محنت اور پلاننگ جو کی تھی اس دولت کو پانے کی خاطر "

اسکی بکواس سن کر چاہت کو آگ لگ گئی۔۔۔

" تم۔۔۔ "اس نے اطمینان سے اسکی بات کاٹی

" ویسے ایک طریقہ ہے۔۔ یہ ساری دولت آپ کو مل سکتی ہے "

وہ شوخی سے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے اپنا نچلا لب دانتوں سے کاٹنے لگا۔۔۔ لحظہ بھر رکا اور بولا

" مجھے سے شادی کر لیں "

چاہت کے سارے بدن میں جیسے برقی رو دوڑ گئی۔۔۔

وہ استزائیہ ہنسا اور پھر ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔

تزلیل کا احساس اتنا شدید تھا کہ چاہت کا دل چاہا اسکا قتل کر دے

یا

کوئی وزنی شے اٹھا کر اسکے سر پر دے مارے

" اپنی بکواس بند کرو اور دفع ہو جائو یہاں سے "

اس نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے چلا کر کہا

" آواز نیچی رکھیں۔۔۔اب نہ تو میں شاگرد ہوں نہ ہی آپ میری استانی "

چند لمحے پہلے مسکراتی آنکھیں کرب سے دھندلا گئیں۔۔۔

وہ بے چینی اور مضمحل ساریکنگ کے قریب گیا

اور دوسرا سگریٹ نکال کر لبوں میں دبایا۔۔سلگایا۔۔اور لمبے لمبے کش لینے لگا۔۔۔

" آپ نے کبھی سوچا ہے میرے ساتھ کتنی زیادتی ہوئی ہے "

اسکے شکایتی لہجے میں اک گہرا کرب اتر آیا تھا جو کہ آنسوئوں کی صورت آنکھوں سے بہنے کو بیتاب تھا۔۔۔

مگر چاہت دیکھ نہ سکی

کس زیادتی کی بات کر رہے ہو تم! یہ بات تو مجھے تم سے کہنی چاہئیے۔۔ "

مگر خیر! جو زخم تم نے مجھے دیئے ہیں۔۔ان زخموں کی ازیت میں آج تک

"نہیں بھولی ہوں

اسکی آواز کپکپا رہی تھی۔۔۔

وہ ایکدم پلٹا

اور جو آپ نے میرے ساتھ کیا ہے؟اس بارے میں آپ کیا کہیں گی؟ "

"

اسکا دل چاہا سامنے کھڑی اس لڑکی کا پل بھر میں دماغ ٹھکانے لگا دے مگر وہ ایسا نہیں کر سکا۔۔۔

تم ایک گھٹیا انسان ہو۔۔اور میں سمجھتی ہوں تمہارے ساتھ جو بھی ہوا "

" ٹھیک ہوا

چاہت نے بیحد نفرت انگیز لہجے میں کہا۔۔

نین نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔۔

!اتنی ہی کٹھور اور ظالم تھی وہ آج بھی۔۔

" تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ آپ کے ساتھ بھی جو ہوا ٹھیک ہوا "

وہ دھیمے لہجے میں مسکرا کر بولا۔۔۔

مگر اسکی آنکھیں خون اگل رہی تھی۔۔

چاہت کا دل چاہا وہ اس شخص کا منہ نوچ لے۔۔۔اسکے سینے میں خنجر اتار

دے

مگر وہ بے بس تھی۔۔۔

تیزی سے گزر کر جانے لگی تو

اسکی تحکم بھری آواز نے قدموں کو جکڑ لیا۔۔۔

" اپنے شیئرز مجھے بیچ دیں "

اسکا لہجہ دوٹوک تھا

" میں مر جائوں گی مگر ایسا ہر گز نہیں کروں گی "

اسکا آنسوئوں سے بھیگا چہرہ طیش لیئے ہوئے تھا۔۔۔

وہ اسکی دھڑکنوں کو پاگل کر رہی تھی۔۔۔

"آپ اپنا نقصان کریں گی"

گہرا کش لے کر دھواں ہوا میں چھوڑتا ضبط سے بولا۔۔۔

ہونے دو, ہوتا ہے نقصان تو ہونے دو۔۔ مگر فائدہ تمہیں بھی نہیں ہو گا "

"

نین کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ کھیلنے لگی۔۔۔

یہ بات تو ثابت ہو چکی ہے کہ آپ نے اور آپ کے شوہر نے کبھی میرا "

" اچھا نہیں چاہا

تم ہو ہی اس قابل "اس نے زہر خند لہجے میں بولا "

اگر اتنا ناپسند ہوں تو ایک ہی بار میرے سینے میں خنجر کیوں نہیں اتار "
دیتیں !" اسکے لہجے میں ازیت تھی
کاش میں ایسا کر سکتی۔۔ مگر نہیں۔۔۔ابھی تو تم سے بہت سے حساب "
" بے باک کرنے ہیں
اس نے بہت ضبط کرتے ہوئے کہا۔۔
مجھے بھی" وہ استزائیہ مسکرانے لگا "
چاہت اک زہر میں بجھی نگاہ اس پر ڈال کر وہاں سے چلی گئی۔۔۔
اس نے لب بھینچ کر شدت سے مٹھی دیوار پر ماری۔۔۔
لمحے کے ہزارویں حصے میں درد کی شدت بھری ٹھیسوں نے اسے احساس
دلایا کہ اسکا ہاتھ زخمی تھا۔۔
مگر

درد کا احساس ہاتھ سے زیادہ
دل میں محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

وقت لمحہ بہ لمحہ سرکتا رہا۔۔

لیکن اس وقت تو لگتا تھا رکا ہوا ہے۔۔۔

وہ ڈارک براؤن آنکھوں میں گھمبیر تاثرات لیئے روشنیوں سے سجے ہوئے لان کی رونق اور چہکتے ہوئے لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

آج ایشان اور وردہ کا نکاح تھا۔۔۔

ایشان نے کئی مرتبہ اسے ٹیکسٹ کیئے تھے کہ اسکی جانب سے وہ اسے نکاح کا گواہ بنے

مگر وہ اس قدر کٹھور اور ظالم ثابت ہوا تھا کہ گواہ تو دور نکاح میں شامل تک نہ ہوا۔۔۔

اسکا ضمیر بار بار ملامت کر رہا تھا کہ

وہ بڑا احسان فراموش ہے

مگر

اسے پرواہ کب تھی۔۔۔

بلڈنگ کی بالکونی میں کھڑے کھڑے وہ بیزار ہوا تو گاڑی کی چابی لے کر

کمرے سے نکلا۔۔

تیزی سے اٹھتے اسکے قدم سست پڑے

اور پھر تھم گئے۔۔۔

چاہت کو یہاں دیکھ کر

نین کے اعصاب کو گویا ہزار وولٹیج کا کرنٹ لگا تھا۔۔

وہ چونکا، ٹھٹھکا،

آنکھوں میں غیر یقینی اور استعجاب لئے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

وہ چاہت ہی تھی۔۔۔

اس نے گولڈن رنگ کے ملتے جلتے کام والا سیاہ رنگ کا سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔۔۔

اس لباس کی سیاہی میں اسکی گوری رنگت روشنیوں سے دمک رہی تھی

۔۔۔

نین نے اک نگاہ اسکے سانچے میں ڈھلے دلکش وسڈول سراپے پر ڈالی باہر جانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے

سگریٹ سلگا کر لبوں کے درمیان رکھا۔۔۔

اور

بڑی فرست سے اسے دیکھنے لگا۔۔۔۔

وہ کسی سے فون پر محو گفتگو تھی۔۔۔

چاہت کو شاید وردہ نے انوائیٹ کیا تھا۔۔۔

وگرنہ اسکے انویٹیشن پر تو وہ مر کر بھی نہ آتی۔۔

اس نے تلخی سے سوچا

مگر وردہ اسے کیوں بلائے گی؟ یا شاید

ثمرہ آنی اسے ساتھ لائی ہوں؟

وہ بات مکمل کر کے جیسے ہی پلٹی لبوں سے دبی دبی سی چیخ بر آمد ہوئی۔۔۔

اسے سامنے پا کر متوحش سی ہو گئی۔۔۔۔

حسنین سے تصادم بلکل غیر متوقع تھا

! کریم کلر کے شلوار سوٹ میں ملبوس وہ حسنین ہی تھا مگر

ڈارک برائوں آنکھوں سرد تاثر لیئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔ یا شاید گھور رہا تھا

۔۔

جبکہ وہ تو بے خود سا کھڑا تھا

اسکی شخصیت پر سرد پن اور گھمبیر تا چہرے کی خوبصورتی کو اور بھی دلفریب بنا رہی تھی۔۔

چوڑے شانوں پر شال ڈالے وہ اتنا وجیہہ لگ رہا تھا کہ لحظے بھر کے لئے چاہت بھونچکی رہ گئی۔۔

اگلے ہی لمحے کھا جانے والی نظروں سے اسکو گھورتے ہوئے خود کو کمپوز کیا تھا۔۔۔

وہ ہنوز اسی منظر میں گم تھا۔۔

چاہت نے پاس سے گزر کر جانا چاہا تو وہ راستے میں آ گیا۔۔۔

" ہٹو میرے راستے سے "

چاہت بے حد ہراساں اور متوحش ہونے لگی

"کیا کر رہی ہیں آپ یہاں؟ "

بارعب لہجے میں پوچھا

" تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیئے "

اس نے کھا جانے والی نظروں سے گھورا

"آپ خود کو سمجھتی کیا ہیں؟ "

چاہت نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔

وہ جانے کو پر تول رہی تھی۔۔

مگر نین اسکی ہر کوشش ناکام بنا رہا تھا

"کس سے بات کر رہی تھی آپ؟ "

اسکا لہجہ عجیب سا تھا،

اس سے بھی عجیب اسکا سوال تھا۔۔۔

بے تک سوالات کا مقصد صرف اسے روکنا تھا۔۔

" یونو واٹ؟ مجھے لگا تھا تم میں کچھ تو بدلاؤ آیا ہو گا۔۔۔ مگر تم ویسے کے ویسے ہی رہے۔۔۔ ضدی، ہٹ دھرم اور ڈھیٹ" وہ زچ ہو کر بولی

" اسے میں اپنی تعریف سمجھوں گا "

وہ ڈھٹائی سے مسکرایا۔۔۔ یہ شوخی جسے وہ کافی عرصے سے فراموش کر بیٹھا تھا۔۔

خود بخود اسکے لہجے میں در آئی

"ہٹو میرے راستے سے "

چاہت کو اسکی گستاخ نظروں سے گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔نہ تو وہ استانی کی حیثیت سے اسے ڈپٹ سکتی تھی۔۔نہ ہی وہ شاگرد تھا کہ اسکے غصے سے دب جاتا

"میرے ساتھ چلیں مجھے کچھ سوالوں کے جواب چاہیئے "

اس نے حکم صادر کیا اور جاتے جاتے اسکے ہاتھ سے فون جھپٹ لیا گویا اسے یقین تھا

کہ وہ اسکی بات نہیں مانے گی

چاہت نے خون آشام نظروں سے اسکی پشت کو گھورا اور اسکے تعاقب میں چل دی۔۔

نین اسی بالکونی میں آ کھڑا ہوا جہاں وہ پہلے کھڑا تھا۔۔۔

"کس سے بات کر رہی تھی آپ؟ "

لہجہ حد درجہ باادب تھا

احمر سے؟" چاہت نے جیسے ہار مانتے ہوئے کہا "

احمر کون؟"اگلا سوال ہوا "

مہران کا اسسٹنٹ اور دوست۔۔ کمپنی میں ساتھ کام کرتے تھے"اس "

نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا

" وہ آپ کو کیوں کال کر رہا ہے رات کے اس وقت؟ "

اسکے لہجے میں رقابت کی جلن اور سوال کی چبھن صاف محسوس کی جاسکتی تھی۔۔

آفس کے کام سے ہی فون کیا تھا۔۔اور تمہیں اس سے کوئی مطلب "

نہیں ہونا چاہیے کہ کون کس وقت مجھے فون کرتا ہے۔۔۔میرا فون واپس

"دو

اس نے چبا چبا کر لفظ ادا کیئے۔۔اسکا صبر و تحمل جواب دے رہا تھا۔۔

مجھے آپ سے کچھ پوچھنا ہے۔۔آپ جانتی تھی کہ مہران کو ثمینہ لغاری "

" اور،اویس لغاری بلیک میل کر رہے تھے؟

چاہت دم بخود رہ گئی۔۔۔

" ! بلیک میل "

اسکے لب تھرتھرائے۔۔

ثمینہ لغاری اور اویس لغاری مہران کو آپ کی جان لینے کی دھمکیاں "

دے رہے تھے "اس نے دھماکہ کیا

' کیا۔۔۔؟ "

اس نے بے حد متعجب اور شاکی نظروں سے حسنین دلآور کی سرد اور بے

حس آنکھوں میں دیکھا۔۔۔

اچانک ملنے والے اس شاک نے اسے بے ربط کر ڈالا تھا۔۔

اسکا دماغ چند سال پیچھے چلا گیا۔۔۔۔

زیادہ سوچیں لڑانے کی حاجت پیش نہیں آئی تھی اسے اب سارا معاملہ اک

اک کر کے سمجھ آنے لگا۔۔

اس۔۔۔اسکا مطلب اس دن ہاسپٹل میں بھی ثمینہ اس سے ملنے آئی "
تھی یا پھر اویس لغاری، اور۔۔۔اور اس سے پہلے ایک بار جب مہران پر
"حملہ ہوا تھا تب بھی لغاری انوالو تھے
اسکی خود ساختہ اور بے ربط جملوں کو اس نے بخوبی سنا تھا اور اب وہ بات
ادھوری چھوڑ کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔
اور مائی گاڈ! مہران نے مجھے اشارہ بھی دیا تھا مگر مجھے لگا کہ تم۔۔۔۔"وہ "
ایکدم رکی
میں کیا؟" وہ آہستگی سے گویا ہوا۔۔ "
"کہہ دیں نا کہ وہ میں ہی تھا "
وہ اتنے دکھی اور ازیت آمیز لہجے میں گویا ہوا کہ اسکا دل مسلا گیا۔۔
آپ کو کیوں اور کیسے لگا کہ میں یہ سب چاہوں گا؟ یا چاہتا تھا؟ یہ سب سچ "
جاننے کے بعد اپنے دل پر ہاتھ رکھیں اور بتائیں کہ میں مہران کی موت کا

زمہ دار ہوں یا آپ نے مجھ پر سراسر الزامات لگائے ہیں جبکے آپ سب کچھ
" !جانتی تھی
اسکی آنکھوں میں اندھیرے چھانے لگے۔۔
" اتنی نفرت کیوں کرتی ہیں آپ مجھ سے ؟ "
اسکی آنکھوں کی سرخیاں،اور لہجے کی سچائی گواہ تھی کہ اس نے ایسا نہیں کیا
ہے۔۔
مگر
اُس وقت چاہت کا دل بدگمانی کے اس مقام پر تھا کہ وہ مر بھی جاتا مگر اپنی
بے گناہی ثابت نہ کر پاتا۔۔۔
زندگی نے مجھے آج تک کچھ نہیں دیا نہ ہی میں کسی چیز کی خواہش کی تھی"
۔۔۔مگر اللہ نے مجھے آپ کی صورت میں اک خیر خواہ دیا تھا۔۔جس میں
کبھی بھی کھونا نہیں چاہتا تھا۔۔۔میرے لاکھ نہ چاہنے کے باوجود مجھے آپ
" سے محبت ہو گئی۔۔۔میں نہیں چاہتا تھا باخدا

اس نے گریہ زاری سے دہائی دی۔۔۔وہ ازیت، غصے، تلخی کی انتہا کو چھو رہا تھا۔۔۔دل چاہ رہا تھا چلا چلا کر اسے بتائے کہ وہ کس کرب و ازیت سے گزرا ہے، گزرے سالوں میں

آپ کو کیا حق پہنچتا ہے کہ آپ مجھ سے صرف اس وجہ سے نفرت " کریں کہ میں نے آپ کی مہربانیوں کے بدلے میں آپ سے محبت کر لی! محبت نہ کرتا تو اور کیا کرتا؟ آپ میری زندگی کا محور تھی۔۔۔مجھے کوئی سمجھتا ہی ناں تھا, کہ میں کیا چاہتا تھا، کیا سوچتا تھا؟ آپ نے توجہ دی مجھ پر، مجھے غلط راستوں سے بچا لیا، مجھے سنبھال لیا۔۔۔بدلے میں پوری زندگی " آپ نے نام کر دی۔۔۔بتائیں اور کیا چاہتی ہیں آپ؟

اسکے لہجے کا دکھ چاہت کی روح میں اتر گیا۔۔۔

آپ نے اپنے دل کی رضا سے مجھے ٹھکرا کر مہران سے شادی کی۔۔۔میں " آپ کے راستے میں نہیں آیا۔۔۔اب آپ مجھ سے کیوں نفرت کرتی

ہیں؟۔۔کیوں ہر بات کاالزام مجھے دیتی ہیں۔۔۔؟کیا یہ میرے ساتھ

" زیادتی نہیں؟

اسکی ڈارک براؤن آنکھوں کے زیریں کناروں پر سرخی بہت گہری تھی

۔۔۔

جواسکے کئی راتوں کے جاگتے رہنے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔وہ جلتی ہوئی آنکھوں سے اسے تکتا گویا کتنی ہی دیر جواب کا منتظر تھا۔۔۔۔

آج اس نے پے در پے الزامات کی تردید کرتے ہوئے اسے لاجواب کر دیا تھا۔۔۔

" شاید۔۔حالات ایسے تھے "

وہ بہت دیر بعد بولی تو اسکے لبوں سے بمشکل پھنسی پھنسی آواز نکلی۔۔۔

اچھا۔۔۔حالات ایسے تھے؟آپ نے سوچا حالات ایسے ہیں تو اسکا الزام "

" بھی میرے سر پر ڈال دیا جائے؟

وہ بات کے اختتام میں سفاکی سے ہنسا۔۔

بے بسی کے مظہر آنسو چاہت کی گالوں پر اتر آئے تھے۔۔

"بولیں نا! اب کچھ کہتی کیوں نہیں ہیں "

تیکھے لہجے میں اک اک لفظ جیسے چبا چبا کر کہا تھا دوسری طرف وہ جیسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئی تھی۔۔۔احساس ندامت، بے بسی، پچھتاوا، افسوس، کرب

کیا کیا نہیں تھا ان برستی آنکھوں میں۔۔۔

" میں نے فیصلہ کیا ہے آپ پولیس کو بیان دیں گی۔۔اور اگر ضرورت پڑی تو کورٹ تک بھی جائیں گی۔۔یہ ثابت کرنے کے لئے کہ اویس لغاری آپ اور مہران کو بہت ٹائم سے بلیک میل کر رہے تھے۔۔باقی سب میں سنبھال لوں گا "

اسکا انداز بے لچک اور کسی حد تک بارعب اور تحکمانہ تھا

" میں ایسا نہیں کروں گی "

اسکے دوٹوک، قطعی اور سرد جواب نے اسے اور بھڑکا دیا۔۔

" کیوں؟ "

اسکے چہرے پر موجود غیظ و غضب کو سرخ سرخ آنکھوں سے تکتی متوحش سی ہونے لگی۔۔

پہلے ہی بہت نقصان ہو چکا ہے۔۔میں نہیں چاہتی اس تنازع میں کسی " معصوم کی جان جائے"

وہ اسکی مشکل اور خدشات نہیں سمجھ رہا تھا۔۔

اسی لئے میں تو چاہتا ہوں کہ اس ناقابل تلافی نقصان کی انہیں کڑی سزا " ملے" اسکا لہجہ وحشت ناک تھا۔۔

چاہت کو گھبراہٹ ہونے لگی تھی۔۔

نہیں؟" وہ جواب کا منتظر تھا "

چاہت کچھ نہ بولی

تو پھر ایک کام کریں۔۔مار ڈالیں مجھے۔۔خود بھی چھٹکارا حاصل کریں "

" اور مجھے بھی اس ازیت سے رہائی دلوائیں

اس نے گن نکالی اور ذبردستی اسکے ہاتھوں میں دی

چاہت کے وجود پر لرزہ چھانے لگا۔۔

اس نے پتھرائی آنکھوں سے نین کی خون رنگ آنکھوں میں مچلتے آنسوئوں کو دیکھا۔۔

اسکے دل کا بوجھ مزید بڑھ گیا تھا۔۔

تم جذباتی ہو رہے ہو میں نہیں چاہتی کہ اور زندگیاں بھی اس تنازع کی زد "
"میں آئیں۔۔اسی لئے اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں

اس کے کپکپاتے ہاتھوں پر اسکے مردانہ ہاتھوں کی گرفت بہت سخت تھی ۔۔۔وہ آج زخمی شیر بنا ہوا تھا۔۔۔

بات یہیں ختم نہیں ہو گی۔۔اب تو یہ معاملہ میری موت کے ساتھ ہی "
"ختم ہو گا۔۔۔میری بھی ضد ہے

اس کی سرد پھنکار زدہ آواز پر چاہت کو اپنا پورا وجود کسی طاقتور بارود سے اڑتا ہوا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ اسکا فون ہے جان ٹھنڈی ہتھیلی پر پٹخ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔۔

چاہت جو کب سے دیوار کے سہارے کھڑے تھی۔۔

سسکتی ہوئی زمین سے ٹکرا گئی۔۔۔۔۔۔

تم اس قدر احسان فراموش ثابت ہو گے مجھے اندازہ ہوتا تو کبھی تمہارا "

" ساتھ نہ دیتا

ایشان کے لہجے میں بلا کا تنز اور زہریلا پن تھا

نین خاموشی سے کھانے کے لقمے ذہر مار کر رہا تھا اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔۔

تو پھر کیا سوچا تم نے اس بارے میں ! دیکھو ایشان اگر تم اپنی بات سے "

"پیچھے ہٹ رہے ہو تو مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا

نین کا کہنا تھا کہ ایشان کا چہرہ لال بھبھو کا ہو گیا

"تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو؟ "

" دھمکی نہیں دے رہا۔۔یاد دلا رہا ہوں تم اپنی بات سے مکر رہے ہو "

"فرض کرو کہ میں مکر گیا ہوں اور تمہیں جو کرنا ہے تم کرو"

اسکے لہجے میں سرد مہری اور پھنکار کا تاثر تھا۔۔۔

وہ پہلے ہی نین کی نکاع میں عدم موجوگی پر سخت ناراض تھا۔۔۔اوپر سے اسکا بات بات پر دھمکی دینا اسے آئوٹ کر گیا۔۔۔

نین کو اپنا طیش دبانے کی خاطر ہونٹ بھینچنا پڑے تھے۔۔

"اب تم دیکھو میں کرتا کیا ہوں"

" اس خاندان کا شیر زاہ بکھیرنے کے علاؤہ تم اور کر بھی کیا سکتے ہو"

اسکی جانب سے ایسا سلگتا ہوا جواب سن کر وہ بھی آئوٹ ہوا تھا۔۔

کچھ اور کروں یا نہ کروں اس خاندان کو 'لغاری' نام کے سانپوں سے "

"ضرور پاک کر دوں گا

"کیا بکواس کر رہے ہو تم "

اسکی تمام ترسفاکی کے ہمراہ دھمکیاں سنتے ہی اسکا دل پھڑ پھڑانے لگا تھا اس نے نین کا گریبان دبوچا۔۔۔

" ایشان کام ڈائون۔۔۔ "

وردہ نے گھبرا کر مداخلت کی تھی۔۔۔اسی بات کا خوف تو اسے کئی دن سے تھا

تم بیچ میں مت آئو وردہ اور جائو یہاں سے۔۔یہ سب تمہاری وجہ سے "

" ہوا

ایشان کے لہجے میں کڑواہٹ بھری تھی۔۔۔

وردہ ایسے گم سم سی ہو گئی جیسے سانپ نے سونگھ گیا ہو

"اس پر کیوں بھڑاس نکال رہے ہوں اصل مجرم تو تمہاری ماں ہیں "

نین نے گرجتے ہوئے خود کو اسکی گرفت سے آزاد کروایا

" تم بیچ میں مت بولو میں اپنی بیوی سے بات کر رہا ہوں "

تنک کر کہتے ہوئے وہ کس قدر بے لچک اور روڈ لہجے میں بولا تھا۔۔۔

"وردہ تم جائو یہاں سے "

ایشان کے بجائے یہ جملہ نین نے اس سے کہا تھا۔۔

اسے ایشان سے ایسے ناروا سلوک کی امید نہیں تھی۔۔

ہونہہ ! جائو وردہ لگتا ہے اسکے دل میں تمہارے لئے جو خفیہ محبت تھی "

"وہ جاگ اٹھی ہے

وردہ تو ایشان کے لفظوں کی سفاکی پر لرز اٹھی۔۔

اور حسنین ایشان کے گھٹیا الزام پر جلال میں آتا جارحانہ تیوریوں سے اسکی جانب لپکا تو آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔۔۔اس نے اک زوردار گھونسا ایشان کے جبڑے پر دے مارا تھا۔۔وہ لڑکھڑا کر دور جا گرا

میں نے اول روز سے وردہ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے کیونکہ میں جانتا "

" تھا کہ تم اس سے محبت کرتے ہو

وردہ خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔

وہ غصے پھبرا ہوا ایشان پر جھکا اور غیض و غضب کے عالم میں اسے بری طرح سے پیٹنے لگا۔۔

ورد ہ بھاگتی ہوئی اندر سے ثمینہ بیگم اور دلآور خان کو بلا لائی۔۔۔

" ! حسنین چھوڑو بھائی کو۔۔ پاگل ہو گئے ہو کیا "

دلاور خان یہ منظر دیکھ کر بے ساختہ گڑ بڑا گئے۔۔۔اور لپک کر اسے ایشان کے وجود سے الگ کیا تھا

" جاہل ! وحشی۔۔ چھوڑو میرے بیٹے کو "

ثمینہ بیگم غصے سے چلائی اور ایشان کو اٹھا کر اپنے ساتھ اندر لے آئیں۔۔

" ! تم بھی چلو اندر "

دلاور خان نے تحکم بھرے لہجے گرج کر کہا تھا۔۔۔جو ہنوز خون آشام نظروں ثمینہ بیگم کو گھور رہا تھا۔۔

ان دونوں کی اچھی بنتی تھی۔۔یہ پہلا موقع تھا جب وہ دونوں آمنے سامنے تھے۔۔۔ان دونوں نے دلاور خان کو سخت ناامید کیا تھا۔۔وہ افسوس زدہ نگاہوں سے ایشان کو تو کبھی اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

بلآخر پھٹ پڑے

اب کوئی مجھے بتائے گا کہ اصل بات کیا تھی؟اس خونی "

"جھگڑے کی

ثمینہ بیگم اور دلآور دونوں ان کی طرف متوجہ تھے۔۔

"ابھی کچھ جاننا باقی ہے سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ تو چکے ہیں آپ "

ثمینہ بیگم تو باقاعدہ نظروں سے حسنین کو نگلنے کے درپے تھی۔۔۔

تم بتائو گے یا میں پھر بتائوں۔۔یاد رکھنا پھر میں اسے لیکر ی تک ساری "
کہانی سنائوں گا"اس نے ڈٹ کر کہا
اس کے لہجے میں زراسا بھی تاسف و ملال کا تاثر نہیں تھا
دلاور خان نے تحیر بھری نگاہ سے ایشان کو دیکھا
اس کے لبوں پر خاموشی کا قفل تھا۔۔چہرے کی خوفناک صورت حال
تھی
انففف ازانففف..دلاور صاحب میں مانتی ہوں حسنین کو مجھ سے بہت "
سے اختلاف ہیں اسی لئے میں اسکی کڑوی کسیلی باتوں کا نشانہ بنتی رہتی ہوں
مگر اب بات میرے بیٹے کی ہے۔۔۔میں ہر گز حسنین کو معاف نہیں
"کروں گی
وہ خوفناک طریقے سے اسے آنکھیں دکھاتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔
مگر حسنین کورتی برابر ان نظروں سے فرق نہیں پڑا۔۔
وہ اب بچہ نہیں تھا۔۔نہ ہی ان سے خائف تھا،

نہ ہی اب اسے اس بات کا ڈر تھا کہ وہ باپ سے اسکی شکایت لگائیں گی
اور اسے اسٹور روم میں بند کروادیں گی۔۔۔
جیسے وہ بچپن میں اسکے لئے سزا متعین کیا کرتی تھی۔۔
"حوصلہ رکھیں ثمینہ بیگم میں بات کر رہا ہوں "
"حوصلہ نہیں ہے مجھ میں اب "
وہ ایک ایک لفظ چلا چلا کر کہنے لگیں
آواز نیچی رکھو ثمینہ بیگم "وہ با آواز گرج کر بولے "
" ! یہی چاہتے تھے ناں تم "
ثمینہ بیگم نے نفرت سے حسنین کو دیکھا
"آپ کے ساتھ تو میں اس سے بھی برا چاہتا ہوں "
نین کے لہجے میں بھی ان کے لئے نفرت ہی نفرت تھی۔۔۔
ثمینہ بیگم کے تن بدن میں غصے سے شرارے دوڑ گئے۔۔۔انہوں نے
جلال میں آکر حسنین کے چہرے پر کھینچ کر طمانچہ رسید کیا تھا۔۔۔

ان انگلی میں پہنی نگوں والے انگوٹھی نے اسکے چہرے کو بری طرح سے زخمی کر دیا تھا۔۔۔

اگر دلاور خان بیچ میں نہ آتے تو شاید وہ اسکا گلا ہی دبا دیتی۔۔

" میں۔۔۔میں پولیس کو کال کر رہی ہوں۔۔اسے پولیس کے حوالے کریں یہ اب یہاں نہیں رہ سکتا "

غصے سے انکی آواز کانپنے لگی۔۔

"پولیس بلائیں گی آپ؟ "

وہ غصے سے پھنپھر کر دلاور خان کی گرفت سے خود کو چھڑاتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔۔۔

" ابھی بلائیں۔۔مجھے بھی آپ کے اور آپ کے محترم والد کے خلاف ایک مقدمہ درج کروانا ہے۔۔مہران فرید کے قتل کا مقدمہ "

ثمینہ بیگم کا رنگ فق ہو گیا۔۔۔

ایشان اگلا سانس تک نہ لے سکا۔۔

" کیا بکواس کر رہے ہو؟ "

وہ جتنا بھی خود پُر سکون دکھاتی مگر انکا لہجہ گڑ بڑایا ہوا تھا۔۔

دلآور خان کی آنکھیں شاک سے پوری کی پوری کھل گئیں۔۔۔

"حسنین کام ڈائون۔۔۔جانتے بھی ہو کہ تم کیا کہہ رہے ہو "

دلاور خان نے اسکا بازو تھامنا چاہا

جانتا ہوں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔۔۔میرے پاس ثبوت اور گواہ "

" دونوں ہیں۔۔بتائو وردہ؟

وردہ حواس باختگی کے عالم میں کبھی اسے اور کبھی ایشان کو دیکھنے لگی۔۔

ایشان کی آنکھوں میں منت تھی۔۔۔فریاد تھی۔۔

وہیں

حسنین پر امید اور مدد طلب نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

وردہ بولو نا! بتائو ان کو "حسنین چیخا "

"وردہ تم کچھ نہیں بولو گی۔۔۔جائو یہاں سے "

ایشان کے لہجے میں خاموش تنبیہہ تھی

"نہیں وردہ تم سچ بتائے بغیر کہیں نہیں جائو گی "

وردہ کا سر چکرانے لگا تھا۔۔اسکا رواں رواں کانپ رہا تھا

"وردہ میں نے کہا جائو یہاں سے "

ایشان اسکے کان کے پاس چیخا تھا۔۔

وہ ایکدم گھبرا گئی۔۔۔

ثمینہ بیگم کا رنگ زردی مائل ہونے لگا تھا۔۔

وردہ کے چند جملوں پر انکی کل متاع کا فیصلہ منحصر تھا۔۔۔

وہ۔۔۔۔و"اسکے لب کچھ کہنے کی کوشش میں کھلے کے کھلے رہ گئے "

اگلے ہی لمحے ایشان نے طیش سے اسکا بازو دبوچا تھا۔۔۔

اگر تم نے کچھ بھی کہا تو یاد رکھنا میں تمہیں یہیں کھڑے کھڑے طلاق "

"دے دوں گا

وردہ نے خوف وہراساں ہو کر شاکی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے بھاگتے ہوئے کمرے میں چلی گئی۔۔۔

"تم اس قدر گھٹیا پن کا مظاہرہ کرو گے میں نے سوچا نہیں تھا ایشان "

اس بکواس پر وہ ایک اور مکہ اسکے جبڑے پر جڑ کر دور ہوا تھا۔۔۔اسے اب تک یقین نہیں آرہا تھا جو اس نے وردہ سے کہا تھا

حسنین بس کرو بہت ہو چکا۔۔ورنہ میں سچ میں پولیس بلالوں گی "

۔۔دلاور لے کر جائیں اس وحشی کو یہاں سے "ثمینہ بیگم کا ٹوٹتا ہوا حوصلہ لوٹ آیا تھا۔۔

" ! حسنین چلو "

دلآور خان نے نرمی سے اسکا بازو تھامنا چاہا تھا

مگر اس نے اک جھٹکے سے اپنا بازو چھڑایا اور لمبے لمبے ڈگ بھرتا واک آئوٹ کر گیا۔۔۔

دلاور خان سر تھام کر وہیں صوفے پر ڈھیر ہو گئے۔۔۔

! اگر حسنین کے الزامات سچ ہوئے تو

اس سے آگے وہ کچھ سوچ ہی نہ سکے۔۔۔

انہیں سب کچھ ٹوٹ کر بکھرتا ہوا نظر آرہا تھا

---

اس نے تھکی ہوئی مرجھائی سی نگاہ آئینہ میں ابھرتے اپنے عکس پر ڈالی۔۔۔

رہ رہ کر دل و دماغ میں حسنین کی باتیں گونج رہی تھی۔۔۔ مہران کو گئے

پانچ سال بیت گئے تھے۔۔

اب تو اسے بھی صبر آگیا تھا۔۔

! مگر

شاید حسنین دلآور خان آج بھی زندگی کے اسی موڑ پر کھڑا تھا۔۔

!جہاں چاہت ابراہیم نے اسے ٹھکرایا تھا۔۔۔

شکستہ دل، بنجارا، کنفیوز

شاید ابھی بھی اسے رہنمائی کی ضرورت تھی۔۔۔

کوئی ایسا ہمنوا جو اسے نفرت سے دھتکارنے کے بجائے نرمی اور توجہ سے سمجھاتا۔۔۔

اسے اس حالت میں دیکھ کر اسکے دل پر دھرا بوجھ کچھ اور گہرا ہو گیا تھا۔۔۔

اس نے فریش ہو کر ناشتہ کیا تھا۔۔

اک عرصے بعد اس نے آج اپنے لئے اچھے لباس کا انتخاب کیا تھا اور ہلکا پھلکا میک اپ کرنے کے بعد کمپنی چلی آئی۔۔۔آج کا پورا دن مصروف گزرا

۔۔۔

اس نے مختلف سائٹس وزٹ کی۔۔

ورکر سے ملی، سینیئر ورکرز کنونشن سے بات کی۔۔۔بہت سی باتوں میں انکی رائے لی۔۔

مسائل بھی سنے اور نوٹ ڈائون کروائے۔۔

ور کرز نے اسکا کھلے دل سے خیر مقدم کیا تھا۔۔

کم از کم وہ اس بات سے تو مطمئن تھی کہ کمپنی کو اسکی آمد سے کوئی تکلیف نہیں۔۔۔

کچھ لوگوں کا رسپانس پازیٹو تھا اور مگر اکثریت اس سے ناخوش نظر آتی تھی ۔۔۔ان لوگوں کے خدشات بھی درست تھے۔۔۔وہ فیلڈ میں نئ تھی ۔۔اسے بہت کچھ سیکھنے کے لئے بہت وقت درکار تھا۔۔

اک طویل اور تھکا دینے والی مدت کے بعد وہ شاید ان لوگوں کا اعتماد جیت پاتی۔۔۔یہ فیصلہ شاید اسکی ذاتی زندگی پر مؤثر ثابت نہ ہوتا! اسے ناممکنات میں سے لگا

اس نے دل ہی دل میں اک فیصلہ کر لیا تھا۔۔ جس پر عمل کرنا باقی تھا۔۔

تقریباً آٹھ بجے وہ واپس لوٹ آئی تھی۔۔۔

عشا کی نماز پڑھنے کے بعد اسنے کھانا کھایا اور ساتھ تائی امی اور تایا ابو کو فون پر پورے دن کی روداد سنائی تھی۔۔ وہ بہت خوش تھے اور فخر محسوس کر رہے تھے کہ اس نے امید نہیں چھوڑی اور بہادری سے وقت و حالات کا سامنا کیا تھا۔۔ کبھی کبھی تو اسے خود بھی یقین نہیں آتا تھا کہ وہ اتنے بڑی حادثات کو چپ چاپ سہہ گئی یا وقت و حالات سے اسے مضبوط بنا دیا تھا

۔۔۔

تایا ابو اسے یاد کر رہے تھے۔۔ اس نے اگلے دن کا پلین شیئر کرتے ہوئے کاٹ دی تھی۔۔۔

کھانا کھا کر وہ اپنے کمرے میں آگئی تھی۔۔

کچھ دیر کمپنی سے ساتھ لائی فائلوں کا مطالعہ کرنے کے بعد اس نے وکیل صاحب کو کال کر کے اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تھا۔۔۔ وہ حیران تھے۔۔۔ پریشان بھی تھے۔۔۔ مگر اسکے فیصلے میں ترمیم کی گنجائش نہیں تھی۔۔۔ اس نے بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا۔۔۔

اس فائلیں سمیٹ کر ایک طرف رکھی اور تھکن سے چور آنکھوں کو دبایا

---

چینج کرنے کے ارادے سے الماری کی طرف بڑھی۔۔

اگلے ہی لمحے کمرے پر دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔

" ! آجائو "

" بی بی جی حسنین صاحب آئے ہیں "

ملازمہ نے آدھ کھلے دروازے سے جھانکتے ہوئے کہا۔۔

" حسنین ؟اس وقت ؟ "

اس نے حیرانگی سے گھڑی پر وقت دیکھا تھا۔۔دس بجنے کے قریب تھے

---

" بی بی جی کیا کہوں ان سے ؟ "

ملازمہ نے پھر پوچھا

" ! بٹھائو اسے میں آتی ہوں "

اس نے شاور لیکر چینج کیااور دوپٹہ اوڑھ کر نیچے آئی۔۔۔

عجیب بکھرے ہوئے حلیے میں

ہلکی بڑھی ہوئی شیو سے سجا چہرہ،اور ڈارک برائون آنکھوں سرخیاں لیئے

صوفے پر براجمان تھا۔۔۔

چہرے پر چوٹ کے نشان کو اس نے پی کیپ سے چھپانے کی ناکام سی سعی

کی تھی۔۔۔

" جھگڑا کر کے آرہے ہو کسی سے؟ "

وہ اسکو بغور دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس نے نفی میں سر ہلایا اور جھکا سر مزید جھکا لیا۔۔۔

وہ مسلسل جھکے سر کے ساتھ گھنٹہ ہلا رہا تھا۔۔ہاتھوں کو آپس میں مسلتے

ہوئے مضطرب سا لگ رہا تھا

اسے دیکھ کر چاہت شدید تاسف کی زد میں آگئی

" کس سے الجھ کر آرہے ہو؟ "

چاہت نے نے توقف کے بعد آہستگی سے پوچھا۔۔

حسین نے بے اختیار سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔

سادہ سے حلیے میں میک اپ سے عاری چہرے پر بھی اسکے دلفریب نقوش دید کے قابل تھے۔۔۔

اسے دیکھ کر دل تو دھڑکنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا۔۔

کچھ پوچھا ہے میں نے؟" چاہت نے دہرایا "

آج برسوں بعد اسکے چہرے میں وہی مہربان سا چہرہ نظر آیا تھا۔۔۔

جو کبھی اسے سمجھتا تھا،

جسے اسکی پرواہ ہوا کرتی تھی

حسنین نے اسکے چہرے سے نظریں چرا لیں۔۔۔

آج جو کچھ بھی ہوا اس نے آہستگی سے سب کہہ ڈالا۔۔۔

اسکی باتیں چاہت کے لئے باعث تشویش تھی۔۔

تبھی اسکا ساتھ دینے سے انکاری تھی۔۔ مگر وہ سمجھتا بھی تو نہیں تھا۔۔۔۔

اس جیسے ضدی جنونی شخص کو سمجھنا اور ڈیل کرنا آسان نہ تھا۔۔

" تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا حسنین "

" کیوں نہیں؟ "

" ! تم کیوں نہیں سمجھ رہے ہو بیوقوف "

اسکے لہجے کا انداز بہت ہی پیارا تھا۔۔۔وہ نہ چاہتے ہوئے بھی مبہم سا مسکرا دیا

" تم نہیں جانتے ان کا انتقام آگے کونسا رخ اختیار کرتا ہے۔۔۔اور سونے پر سہاگا تم تو اول روز سے انکے لئے ناپسندیدہ شخصیت ہو۔۔کچھ اپنی جان کا بھی خیال کرو۔۔۔کیسے اتنی لاپرواہی برت سکتے ہو تم؟ "

اسکی پرواہ کرتی اپنی اپنی سی لگ رہی تھی۔۔۔

گزرے سالوں کے حادثات کی جھلک تک نہ تھی۔۔۔جیسے یہ دوریاں کبھی ان کے بیچ آئی ہی نہ ہو۔۔اسکے لہجے میں۔۔ تھی تو صرف اپنائیت ۔۔۔یا پھر اسے محسوس ہوئی۔۔۔

" آپ کو دکھ ہو گا میری موت پر؟ "

اسکا سوال اتنا بے ساختہ اور غیر متوقع تھا کہ چاہت کا دل دھڑکنا بھول گیا

---

وہ اپنی جگہ پتھر رہ گئی۔۔اسکا دل سینے میں شک ہونے لگا۔۔۔اس نے

اگلے ہی لمحے خود کو سنبھالا اور ڈپٹ کر کہا

"کیسی فضول باتیں کر رہے ہو "

ہاں شاید۔۔۔بہت فضول بات ہے "وہ استزائیہ ہنسا۔۔۔ "

مگر اس استزائیہ مسکراہٹ میں کھولن زیادہ تھی۔۔

اسکے لہجے کی ازیت چاہت کے اندر تک اتر گئی۔۔۔

اس کا دل ایکدم مضطرب ہو رہا تھا۔۔رگ رگ میں جیسے اضطراب بھر گیا

تھا۔۔۔

" آپ کی ملازمہ نظر نہیں آ رہی؟ "

اس نے متلاشی نگاہ دوڑاتے ہوئے پوچھا

" کیوں تمہیں کیا کام ہے ؟ "

اس نے غائب دماغی سے جواب دیا۔۔اسکی باتوں نے اسکے اعصاب کو بری طرح منتشر کر دیا تھا۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے "اس نے کندھے اچکائے "

چاہت نے چند لمحے حیرت واستعجاب سے اسے غور سے دیکھا اور پھر پوچھا

۔۔۔

" تم نے کھانا نہیں کھایا؟ "

"! نہیں "

" کب سے ؟ "

" ! صبح سے "

واقعی؟"اسے حیرانگی ہوئی "

" سچ کہہ رہا ہوں "

اس نے معصومیت بھرے انداز میں جواب دیا تھا

چاہت نے سابقہ حیرانی سے سامنے بیٹھے چوبیس، چھبیس سال کے انتہائی غیر زمہ دار شخص کو دیکھا۔۔۔

اگر وہ اسکی باتوں اور ارادوں کو اہمیت نہیں دیتی تھی تو اسکی بڑی وجہ یہ اسکا لاپرواانداز بھی تھی۔۔

وہ ابھی بھی کھوجتی نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔۔یا شاید حسنین کو ہی ایسا لگا

۔۔۔

میں دیکھتی ہوں اگر فرج میں کچھ ہوا تو" وہ مجبوراً اٹھی "

اسکی بے اختیارانہ حرکت نے اسے خوش کر دیا تھا۔۔۔

" ! پتا نہیں تم کب سدھرو گے نین "

اسکی بڑبڑاہٹ اتنی بھی آہستہ نہیں تھی کہ وہ سن نہ پاتا۔۔۔اس اک جملے میں ہزاروں یادیں بکھری ہوئی تھی۔۔۔

حسنین کے لبوں پر گہری مسکراہٹ کھیلنے لگی

چاہت نے کھانا گرم کیااور ڈائننگ ٹیبل پر لگا کر اپنی نشست پر دوبارہ بیٹھ گئی۔۔

"کھانالگادیاہے۔۔کچھ اور چاہئیے ہو تو بتانا "

اسکا یہ انداز اسکے دل کو پگھلانے کے لئے کافی تھا۔۔۔

" !تھینک یو "

اس نے بے حد تشکر سے اسے دیکھا تھا

اک انوکھی سی مسرت دل سے روح میں اتر رہی تھی۔۔۔وہ اٹھ کر ڈائننگ پر کرسی کھینچ بیٹھ گیا۔۔

" تم کیوں آئے تھے یہ نہیں بتایا تم نے؟ "

جانے کیوں وہ چاہتی تھی وہ یہاں سے جلد سے جلد چلا جائے۔۔۔اسکی موجودگی اسے بے چین کر رہی تھی

حسنین نے کھانے سے ہاتھ روک کر اسے دیکھا تھا

" آپ کو اور احمر کو عدالت میں پیش ہونا ہو گا "

کس لئے ؟"اس نے فضول سا سوال پوچھا "

" بیان دینے کے لئے۔۔ "

اس نے سرد اور سپاٹ چہرہ لیئے اسکے دیکھا۔۔۔

آپ دونوں ہی مہران کے بہت قریب تھے۔۔آپ دونوں کی گواہی "

" بہت معنی رکھتی ہے

حسنین نے توجیہی لہجے میں کہا۔۔

" ! اگر میں جانے سے انکار کر دوں تو "

اسکے لہجے میں دل گرفتگی اتر آئی۔۔

تو میرے پاس آپ کے لئے ایک آفر ہے "دو بدو جواب آیا۔۔جیسے وہ "

سوچ کر آیا ہو کہ اسکے انکار کو اقرار میں کیسے بدلنا ہے

کیسی آفر؟"وہ چونکی "

" میں وصیت سے دستبردار ہونے کے لئے تیار ہوں۔۔ "

اس بات سے کیا مطلب ہے تمہارا" وہ چڑ کر بولی "

مطلب یہ کہ آپ کی نظر میں ویسے بھی مہران کی پراپرٹی کا جائز حقدار "

"نہیں ہوں۔۔تو میں یہ سب آپ کو دیتا ہوں

اسکا لہجہ عام سا تھا مگر پھر بھی چاہت کو آگ لگا گیا

" تم مجھے رشوت دے رہے ہو؟ "

نہیں آفر دے رہا ہوں!"اس نے بڑے آرام سے نوالہ منہ میں رکھتے "

ہوئے کہا

" ! تم۔۔۔تم مجھے لالچی ثابت کرنا چاہ رہے ہو "

اس نے صدمے سے پوچھا

تو کیا نہیں ہیں آپ"اسکی زبان بے ساختہ پھسلی "

وہ وحشی ہرنی کی طرح اسے گھور رہی تھی۔۔۔جب کچھ نہ بن سکا تو کشن

اٹھا کر اسے دے مارا

" تم سمجھتے کیا ہو خود کو! نکلو میرے گھر سے"

وہ طیش میں آکر کہنے لگی۔۔

ہر وقت غصے سی لال پیلی کیوں ہو جاتی ہیں۔۔پوری بات تو سن لیں"

میری"اس نے گڑ بڑا کر صفائی پیش کرنا چاہی

"نکلو میرے گھر سے"

چاہت نے پھر سے اسکی بات کاٹی

" !میری بات سن لیں فار گاڈ سیک "

وہ چیختے ہوئے کرسی سے اٹھا

" مجھے نہیں سنی تمہاری کوئی بات "

وہ بھی دو بدو چیخی۔۔

اور

پھر ہال میں ایکدم سناٹا چھا گیا۔۔۔

حسنین نے اک گہری سی سانس لی

آپ کو کیا لگتا ہے مہران نے اپنا انتقام لینے کے لئے مجھے مہرے کی "

" طرح استعمال کیا۔۔میں کچھ نہیں جانتا اس بارے میں ؟اور۔۔۔پھر

وہ رکا۔۔ یکایک اسکی آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔۔

تلافی انہوں نے شاید اسطرح کرنی چاہی کہ اپنی دولت میں مجھے آپ "

" ! کے برابر شریک بنادیا

اسے تو دلآور خان کی دولت میں کوئی دلچسپی نہیں تھی جو اسکا باپ تھا۔۔۔ جسکی دولت پر اسکا جائز حق تھا۔۔۔ مگر خیر

اس نے ہاتھ جھٹکا۔۔۔۔

اسے اس موضوع سے وحشت ہونے لگی تھی۔۔۔

لحظے بھر کے لئے چاہت ادل ڈوب ڈوب گیا۔۔۔ وہ مہران کی صفائی میں کچھ کہنا چاہتی تھی۔۔۔ مگر زبان نے ساتھ نہیں دیا۔۔۔ کہیں نہ کہیں اسے بھی لگتا تھا کہ مہران نے ایسا کیا ہے مگر وہ کبھی مہران سے پوچھنے کی ہمت ہی نہ جٹا سکی۔۔

" آئم ساری "

اسے جیسے احساس ندامت نے بے چین کر دیا تھا۔۔

خیر مجھے اس ٹاپک سے اب وحشت ہونے لگی ہے۔۔مجھے اس بارے "
" میں کوئی بات نہیں کرنی

وہ اک وحشت کے عالم میں پلٹ کر کھڑکی کے قریب رک گیا۔۔۔اسے لگا اگر ایسا نہ کرتا تو بکھر جاتا۔۔۔وہ بکھرنا نہیں چاہتا تھا۔۔کم از کم اسکے سامنے نہیں۔۔۔

ایشان نے وردہ کو طلاق کی دھمکی دی ہے ظاہر ہے۔۔وہ میری مدد نہیں "
کر سکے گی۔۔اور نہ اب مزید میں اس معصوم کو انوالو کرنا چاہتا ہوں۔۔اس لئے آپ سے گزارش کر رہا ہوں آپ میری مدد کریں۔۔آپ کی گواہی
" اس کیس کے لئے امپورٹنٹ ہے

ایک وحشت سی اسکی آنکھوں میں بھر گئی۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی مزید کن حادثات سے انکا سامنا ہونا باقی ہے۔۔۔

وہ اسکا جواب سن کر اک دو لمحے کو رکی۔۔اور بولی

" تم سے اک بات پوچھوں سچ سچ جواب دینا؟ "

اس نے فاصلہ سمیٹا اور چلتی ہوئی اسکے پاس آکر رکی۔۔

جیکٹ کی جیبوں ہاتھ ڈالے ڈارک برائون آنکھوں میں تحیر و الجھن کا تاثر لئے چونک کر پلٹا

" تم یہ سب کیوں کر رہے ہو؟ "

حسنین نے ہونٹ بھینچ کر نظروں کا زاویہ بدلا

" اپنے لئے، آپ کے لئے۔۔۔ ہم سب کے لئے "

اس نے بڑا ڈپلومیٹک سا جواب دیا تو وہ بولی

" میری بات مانو۔۔ تم فضول کی فکروں میں کیوں پڑ رہے ہو۔۔۔ اپنے لئے اک نئی زندگی کا آغاز کرو۔۔۔ پوری خوشی سے، دل سے، باقی سب کچھ حالات پر چھوڑ دو۔۔ جو ہوتا ہے بہتری کے لئے ہوتا ہے "

اس نے نرمی سے کہا۔۔۔ وہ اسے قائل کرنا چاہ رہی تھی۔۔

اسے روکنا چاہ رہی تھی۔۔۔

اسے جانے کونسا خوف لاحق تھا۔۔

" آپ مجھ سے باتیں منوانے کے سارے حق کھو چکی ہیں "

اس نے چوٹ کرتے ہوئے کہا

ویسے بھی میں ایک قدم پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔۔انہیں سزا "

"دلوا کر رہوں گا

اسکی باتیں اور اٹل ارادے جان کر چاہت کے اندر عجیب سی بے کلی طاری ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔۔بس چپ رہی۔۔۔

میں سمجھ نہیں پا رہا آخر کیا مسئلہ ہے آپ کو؟ کس بات کا خوف ہے؟ "

" کیوں اس معاملے سے فرار اختیار کر رہی ہیں

وہ کوشش کے باوجود لہجے میں نرمی نہ پیدا کر سکا

اسکی اندرونی کیفیات سے یکسر سے لاعلم تھا۔۔۔

" میں بس یہ نہیں چاہتی کہ تمہیں میری وجہ سے کچھ ہو "

چاہت نے اسے دیکھتے ہوئے دھیمے لہجے میں کہا۔۔۔

" کچھ کیا؟"اس نے انجان بنتے ہوئے پوچھا۔۔۔۔۔اعصاب پر حیرت و خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی مگر ظاہر نہیں کیا۔۔

" کچھ بھی ہو سکتا ہے "

" تو ہو جائے،اگر آپ کو اس سے خوشی ملتی ہے تو میں آپ کے لئے خوشی جان دے سکتا ہوں"

وہ اس پر چوٹ کرتے ہوئے بولا۔۔۔

جسے سن کر وہ ساکت کھڑی رہ گئی۔۔۔

وہ اپنی آنکھوں میں تمام تر محبتیں اور وارفتگیاں لئے اسے دیوانہ وار دیکھ رہا تھا۔۔۔چاہت نے تاب نہ لا کر نظروں کا زاویہ بدل لیا۔۔۔اور تڑخ کر کہا " خوش فہمی ہے تمہیں۔۔۔مجھے تمہاری جان نہیں چاہیئے۔۔آخر مجھے کیا حاصل ہو گا"!

" آپ نے کیا خود کو بے مول سمجھ لیا ہے !۔۔۔جبکہ مجھ سے جانیں کہ آپ میرے لئے کیا ہیں۔۔آپکی ذات اتنی ارزاں نہیں ہیں،بلکے آپ تو

انمول ہیں، نایاب ہیں۔۔۔آپ کی طرف اٹھنے والی میری ہر نگاہ خود بخود جھکنے پر مجبور پر ہو جاتی ہے۔۔۔میں نے زندگی میں، اپنے دل میں آپ کو وہ مقام دیا ہے جو میں نے پہلے کسی کو نہیں دیا۔۔۔شاید ہی کوئی پیمانہ ہو جو میری محبت کی گہرائیوں کو ناپ سکے۔۔اسلئے آپ کو کچھ حاصل ہو یا نہ ہو ۔۔مگر مجھے خوشی ہو گی۔۔۔اس محبت کے سامنے جان تو بڑی معمولی شے ہے میرے لئے"

وہ تو گویا گنگ رہ گئی۔۔وہ اقرار کر رہا تھا۔۔اسکے ہر لفظ میں محبت کی چاشنی تھی۔۔۔

اس حسنین دلآور خان

اور

آٹھ سال پہلے

اُس حسنین دلآور خان میں زمین آسمان کا فرق تھا۔۔

آٹھ سال پہلے اس نے حسنین کے منہ پر طمانچہ دے مارا تھا کہ وہ اک لاابالی
،ضدی اور بدلحاظ لڑکا تھا
اسے دھتکارا تھا، اسے ٹھکرایا تھا
مگر آج۔۔
آج وہ نہ تو تھپڑ مار سکی
نہ دھتکار سکی، نہ ٹھکرا سکی
اسے پہلی بار اسکی محبت کی سچائی،
اسکا دکھ محسوس ہوا تو سر جھکا لیا۔۔
" جائو یہاں سے بہت رات ہو گئی ہے "
وہ مزید کچھ سننے سے انکاری تھی۔۔نہ اس میں سکت تھی۔۔ "
" !یہ جواب سننا تو نہیں چاہتا تھا میں۔۔۔۔ مگر خیر "
اس نے لب بھینچتے ہوئے زخمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا اور تائیدی انداز میں
سر ہلانے لگا۔۔۔

کیس فائل ہو چکا تھا۔۔اس نے یہ قدم اٹھانے سے دلاور خان سے مشاورت ضرور کی تھی۔۔

اگر یہ مقدمہ اک معصوم کے قتل کا تھا تو وہ پیچھے ہٹنے والے نہیں تھے۔۔ مہران سے ان کے اختلافات اپنی جگہ مگر یہ اختلافات اتنے بڑے نہیں تھے کہ وہ مہران کی جان لینے کے درپہ اتر آتے۔۔اویس لغاری کو سزا تو ملنی ہی چاہیے تھی۔۔

کیس کے بعد حالات بلکل مختلف رخ اختیار کر گئے

آج کل ان پر بڑا پریشر تھا۔۔۔بورڈ آف ڈائریکٹرز کی طرف سے بھی اور

اویس لغاری کی طرف سے موت کی دھمکیاں مل رہی تھی۔۔۔ جنہیں وہ جانتے بوجھتے نظر انداز کر رہے تھے۔۔۔

وہ شدید زہنی آزمائش اور امتحان سے گزر رہے تھے۔۔۔ حسنین کو بھی اس بات کا اندازہ ہو چکا تھا کہ

وہ کیا کر چکا ہے۔۔۔

پانی میں رہتے ہوئے مگرمچھ سے دشمنی مول ٹھیک نہیں تھا مگر اب پیچھے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔

دوسری طرف دلاور خان کو اوپس لغاری کی دھمکیوں کے بعد اک ہی خود لاحق تھا

! اور وہ تھا حسنین

اپنی اکلوتی اولاد کو عمر کے اس حصے میں کچھ ہونے کا تصور بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے۔۔

یہ سچ تھا کہ وہ اب اویس لغاری کی دھمکیوں سے ڈرنے والے نہیں تھے

---

نہ ہی اس بات سے ڈرتے تھے کہ ثمینہ بیگم ان سے طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہیں۔۔

ڈر تھا تو تو حسنین کو کھونے کا۔۔

اسی لئے انہوں نے اسے ہوشیار رہنے کا کہا تھا۔۔۔

اسے آفس آتے جاتے، عدالتوں، اور پولیس اسٹیشن کے چکر لگاتے ہوئے محتاط رہنے کی تاکید کی تھی۔۔۔۔

---

دلاور ہائوس کا ماحول کھنچا کھنچا سا تھا۔۔۔

ثمینہ بیگم ایشان کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔۔۔

ایشان وردہ سے اور وہ تینوں حسنین سے کترا رہے تھے۔۔۔لیکن حسنین کو کب کسی کی پرواہ تھی!

اسکا پورا دن آفس میں مصروف گزرتا۔۔

شام کو پولیس اسٹیشن اور لائرز کے طویل ملاقاتیں ہوتی۔۔۔

اسکی ہدایت پر وکیل نے کیس میں ہونے والی ہر پروگریس سے باخبر رکھا تھا۔۔

وہ چاہت کو بھی آگاہ کرنا چاہتا تھا مگر اسے ڈسٹرب کرنے کے خیال سے ارادہ ترک کر دیا۔۔۔

مہران کا لائر آج اسکے آفس آیا تھا۔۔

اسے بہت حیرانی ہوئی تھی۔۔۔

چاہت کی خواہش تھی کہ اسے مہران کی تمام تر جائیداد میں سے صرف رہائش والا بنگلہ چاہیئے۔۔۔اور کچھ نہیں چاہیئے

وہ شیئرز تک سے دستبردار ہونے کے لئے تیار تھی۔۔

یہ حیران کن بات تھی مگر اس نے اسکے فیصلے کا احترام کیا تھا۔۔۔۔

اس نے وکیل سے کوئی دوسری بات نہ کہی نہ سنی۔۔

اور کاغذ پر دستخط گھسیٹ کر وکیل صاحب کی طرف بڑھایا تو وہ ہکے بکے رہ گئی۔۔

انکے لئے یہ قطعی غیر متوقع عمل تھا۔۔۔

مگر وہ ایسے کئی عمل اس محبت کے صدقے میں وار سکتا تھا۔۔یہ دولت و جائیداد بلکل بے معنٰی شے تھی اسکے لئے۔۔۔

آج آفس سے نکلتے وقت انسپکٹر صاحب کی کال آئی تھی۔۔انہوں نے ٹرک ڈرائیور کو ڈھونڈ کر گرفتار کر لیا تھا جس نے مہران کی گاڑی کو نشانہ بنایا تھا۔۔

اسکے بیانات کے مطابق کیس میں آگے پیش رفت ہونی تھی۔۔۔اسکے لئے یہ خوش کن بات تھی۔۔۔

وہ خوشگوار موڈ کے ساتھ آفس سے لوٹا تھا۔۔۔

" کیا بنا ہے آج کھانے میں ؟ "

" چلی کباب، بریانی اور میٹھے میں بریڈ پڈنگ بنی ہے صاحب جی "

" گریٹ۔۔ تم کھانا لگاؤ میں فریش ہو کر آتا ہوں "

اس نے کہا اور تیزی سے کمرے کی طرف بڑھا۔۔۔

تبھی ایشان نے ہال میں قدم رکھا اور ڈائننگ ٹیبل کی طرف بڑھا۔۔۔

حسنین ڈھیلے ڈھالے گرے ٹراوزر شرٹ میں ملبوس فریش فریش سا گیلے بالوں میں انگلیاں گھماتے ہوئے اوپر کی جانب سیٹ کرتا اسے اسمائل پاس کر کے مرکزی کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔۔

جہاں ثمینہ بیگم بیٹھا کرتی تھی۔۔

یہ خاص ان کی جگہ تھی۔۔

" سلاد پاس کرنا ذرا! " اسکا لہجہ حد سے زیادہ نارمل تھا۔۔ ایشان نے ٹرے اٹھا کر اسکے سامنے پٹخ دی۔۔

آرام سے !" اس نے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔۔اور پلیٹ پر جھک "
گیا۔۔

ایشان گابگا ہے کھاتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا اسکا انداز آج معمول سے
مختلف تھا۔۔آخر کیا وجہ تھی۔۔۔اسکا دل بیٹھنے لگا

" خوش تو بہت ہو گے ناں تم ؟"

اسکے لہجے کا کھنچاؤ اور سرد مہری صاف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

لگ رہا ہوں کیا؟" نین نے معصومیت سے آنکھیں گھمائی "

ایشان لب بھینچ کر رہ گیا۔۔۔

اس کی موجودگی میں چند نوالے لینا محال ہو گیا تھا۔۔

اس نے چمچ پلیٹ میں پٹخا اور پانی کا گلاس حلق میں انڈیل کر نیپکن سے منہ
صاف کرنے لگا۔۔

یو نو واٹ !۔۔وہ ٹرک ڈرائیور پکڑا گیا ہے جس نے مہران کی گاڑی کو "
" ہٹ کیا تھا۔۔اسے کل عدالت میں پیش کرنے والے ہیں

رغبت سے کھاتے ہوئے ریلکیس انداز میں اس نے ایشان کے سر پر بم پھوڑا۔۔

" گوٹو ہیل "

اسکے ہر لفظ میں اس کے لئے نفرت کی پھنکار تھی۔۔۔

تھینک یو" وہ اسکے تاثرات انجوائے کر رہا تھا۔۔"

ایشان سے مزید برداشت کرنا ناگزیر ہو گیا تھا۔۔۔

وہ کرسی دھکیل کر اٹھا اور وہاں سے چلا گیا

اسکی آنکھیں اسکے دل کا کرب بیان کر رہی تھی کہ وہ کن حالات سے گزر رہا ہے۔۔۔ مگر حسنین اس معاملے میں بے بس تھا۔۔۔

وہ یہاں آئی تو پتا چلا۔۔اشعر بھائی آئے ہوئے ہیں۔۔۔ان کے دبائو ڈالنے پر تائی امی والے لندن شفٹ ہو رہے تھے اور اس بار تایا ابو نے سختی سے اسے تائید کی تھی کہ وہ بھی پیکنگ کر لے یعنی ان کے فیصلے میں ترمیم کی گنجائش نہیں تھی۔۔اسکے پاس بھی تو یہاں ٹھہرنے کا جواز نہیں تھا۔۔اس نے تایا ابو کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تھا اسے مہران کی پراپرٹی سے کچھ بھی نہیں چاہیئے تھا۔۔بس اس بنگلے کے جملے حقوق اپنے نام چاہتی تھی

۔۔یہاں سے اسکی بہت سی یادیں وابستہ تھی۔۔اگر زندگی میں کبھی موقع ملے تو وہ دوبارہ اس گھر میں آباد ہونا چاہتی تھی۔۔۔اشعر کا ردعمل شدید تھا اسے لگتا تھا چاہت کو اپنا حق چھین کر بھی لینا چاہیئے۔۔مگر تایا ابو نے یہ فیصلہ چاہت پر چھوڑ دیا تھا۔۔اور اس نے یہی فیصلہ لیا تھا۔۔

شام کو اشعر بھائی اسے چھوڑ گئے تھے۔۔۔

اس نے پورا دن لگا کر گھر سمیٹا تھا ساتھ ساتھ اپنی پیکنگ بھی تھی۔۔بلآخر کام تمام ہوا تو

وہ پورشن کے سارے دروازے لاک کر کے ساکن ہی دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔۔

"بی بی جی آپ کا بھی دل نہیں کر رہا یہاں سے جانے کو "

کتنا ہی پانی آنکھوں میں ٹھہر گیا۔۔

چاہت نے سر جھٹک کر ملازمہ کو دیکھا اور بازو اسکے گرد پھیلاتے ہوئے کہا

میں تمہیں بہت مس کروں گی۔۔تم نے اچھے برے وقت میں ہمارا "

"بہت ساتھ دیا ہے

"کیس باتیں کر رہی ہیں بی بی جی آپ لوگ تو میرے محسن ہیں "

ملازمہ آبدید ہو کر کہنے لگی۔۔

"اپنا خیال رکھنا۔۔۔اللہ حافظ "

اس نے سامان ڈگی میں رکھوایا اور سر اٹھا کر اک الوداعی نظر ڈال کر منظر آنکھوں میں محفوظ کر لیا۔۔۔

بوجھل قدم اٹھاتی ہوئی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔۔

کبھی کبھی اسے سب کچھ بے معنی سا لگتا تھا۔۔۔

مہران کو گئے پانچ سال گزر گئے تھے۔۔

چاہت نے مہران کے کیس میں کسی بھی قسم کی مدد کرنے سے منع کر دیا تھا

۔۔ہاں وہ عدالت میں بس اک بار پیش ہو کر بیان دینے آئی تھی وہ بھی

! اسکے بہت قائل کرنے پر

اس نے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دیا تھا۔۔۔

صرف اک وہی تھا جو ثمینہ اور اویس لغاری کو سزا دلوانے کے لئے ہر قدم

اٹھانے کو تیار تھا۔۔۔

! آخر کیوں

شاید بچپن کی زیادتیوں کا بدلنا لینا چاہتا تھا۔۔

یا

! اسے مہران سے زیادہ لگائو اور پیار تھا۔۔اس پیارے رشتے کی خاطر

یا پھر

اس حادثے سے جو چاہت کی زندگی پر اثر پڑا اسکے دکھ کو کم کرنے کی خاطر

۔۔۔

ان سب وجوہات میں کونسی وجہ زیادہ بڑی وہ متعین نہیں کر سکا۔۔

ٹرک ڈرائیور کے بیان پر پولیس آج اویس لغاری اور ثمینہ بیگم کو گرفتار کر کے لے گئی تھی۔۔۔

ایشان تب سے کمرے میں بند تھا۔۔

دلاور خان بھی بہت اپ سیٹ تھے۔۔۔

وہ خود ثمینہ بیگم کی بددعائوں کی وجہ سے ڈسٹرب تھا۔۔۔مگر ایک نہ ایک دن تو انہیں اپنے گناہوں کی سزا ملنی ہی تھی۔۔۔اور شاید اللہ نے بھی اسکا ساتھ دیا تھا۔۔۔اویس لغاری نے پولیس کے چنگل سے فرار ہونے کی کوشش کی تھی مگر وہ پکڑا گیا۔۔۔

کل کیس کی آخری سنوائی تھی۔۔۔انکی زندگی کا فیصلہ جج صاحبان کے ہاتھوں میں تھا۔۔۔

مگر جانے کیوں وہ مطمئن نہیں تھا۔۔۔

اسکی وجہ کتنے لوگوں کی زندگیاں متاثر ہو رہی تھی یہی سوچ سوچ کر بے چین و بے قراری رگ و پے چھائی ہوئی تھی۔۔۔

وہ چلتا ہوا آفس روم کی ونڈو کے قریب رک گیا۔۔

باہر کا موسم خوش گوار تھا۔۔ گھٹن بس اسکے اندر تھی۔۔۔اس نے لمبی سی سانس لی اور اعصاب ڈھیلے ڈھالے چھوڑ دیئے۔۔۔ گھٹن کو کچھ راستہ ملا۔۔۔

کچھ سوچ کر پلٹا

اس نے فون اٹھایا اور نمبر پش کر کے کان سے لگایا۔۔

دوسری بیل پر کال اٹھالی گئی۔۔۔

کیسی ہیں آپ؟"اس نے دھیمے سے پوچھا "

"ٹھیک ہوں "

اسکا لہجہ بجھا بجھا سا تھا

ٹرک ڈرائیور پکڑا جا چکا ہے۔۔۔اسکے بیان کے مطابق ثمینہ اور اویس "
لغاری کو پولیس نے گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی ہے "اس نے آگاہ
کیا۔۔۔

" کل کیس کی آخری سنوائی ہے۔۔۔آپ آئیں گی ناں؟ "

چاہت کا دل تھم گیا چند لمحے۔۔۔پھر دگنی رفتار سے دھڑکنے لگا۔۔۔چند
لمحوں کی خاموشی کے بعد اس نے لاتعلقی سے کہا۔۔۔

"میں لندن جا رہی ہوں ہمیشہ کے لئے "

یکایک دونوں کے درمیان خاموشی چھائی رہی تھی۔۔

پھر اسکی سرد مگر شکوہ کن آواز ایئر پیس پر ابھری

" آپ میرے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہیں؟ "

" میں تھک گئی ہوں حالات سے لڑتے لڑتے۔۔۔ "

"میں ہوں نا آپ کا مضبوط سہارا "

" مجھے سہارے نہیں چاہیئے "

" مگر مجھے تو آپ کا ساتھ چاہیئے ہر حال میں، ہر موڑ پر "

اسکا جواب بروقت تھا مگر بامعنی بھی۔۔

! چاہت نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔نہ تردید کی نہ تائید

"محبت کرنے لگی ہیں آپ مجھ سے۔۔۔اس لئے بھاگ رہی ہیں؟ "

اسکا سوال اتنا اچانک اور بے ساختہ تھا کہ چاہت سانس لینا بھول گئی۔۔۔لگا

کہ اسکے بھید سے پردہ اٹھا رہا ہے۔۔۔

" کیا میری محبت کو قبول کرنا اتنا دشوار ہے آپ کے لئے؟ "

وہ مدھم لہجے میں شکوہ کر رہا تھا۔۔۔

ہاں۔۔۔شاید" وہ بے دھیانی میں کہہ گئی "

میں جانتا ہوں آپ میری محبت سے خوفزدہ ہیں" اسنے انکشاف کیا "

۔۔۔

ایسا نہیں ہے "اس نے دھیمی آواز میں صفائی پیش کرنا چاہی "

" تو کیوں بھاگ رہی ہیں مجھ سے ؟ "

وہ تھک کر ٹیبل کے کونے پر ٹک گیا۔۔

" کبھی کبھی محبت کی شدتیں اذیت بن جاتی ہیں نین "

یہ شخص اسکے اعتماد میں دراڑیں پیدا کر رہا تھا۔۔۔

اسکی سوچوں پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔

" ہر گز نہیں۔۔۔آپ کو کیونکر ایسا لگا؟ "

وہ ایکدم بے چینی سے ٹیبل سے اٹھا۔۔چاہت نے کوئی جواب نہیں دیا وہ جانتی تھی گفتگو کس رخ پر جا رہی ہے۔۔۔

اپنا خیال رکھنا "اسنے کہا اور کال کاٹ دی۔۔۔ "

" ہے۔۔۔۔ہیلو؟؟"

نین کے انداز میں بے یقینی سے زیادہ دکھ تھا۔۔

اسکے اندر دھواں سا پھیل گیا۔۔

! اس کی محبت سے متنفر کیوں تھی ! کیوں ! کیوں

کیا محبت اتنی بے معنی تھی ؟اس نے فون مٹھی میں بھینچ لیا۔۔ سینے میں

...ارتعاش بڑھنے لگا تھا

"سر میٹنگ کا وقت ہو گیا ہے "

اسسٹنٹ نے پیغام دیا۔۔

"کینسل کر دو "

اس نے لحظہ بھر کے لئے سوچے بغیر کہا اور کوٹ بازو پر ڈال کر گاڑی کی

چابی اٹھائی اور آوارہ گردی کے لئے نکل گیا۔۔

---

وہ اسٹور تیج روم میں سامان شفٹ کر رہی تھی

جب کچھ پرانی فائلیں اسکی نظروں سے گزری۔۔

جب وہ اسکول میں جاب کرتی تھی۔۔

اس نے یونہی باکس گھسیٹا اور ایک ایک چیز نکال کر باہر رکھنے لگی۔۔۔

کچھ ٹیوشن پڑھنے والے بچوں کی چیزیں تھی،

جنہیں کبھی واپس نہیں لوٹا سکی۔۔۔

اسٹوڈنٹس کی رپورٹس، شیٹس، کلرز، پینز اسکی ڈائری اور بھی بہت سا سامان تھا۔۔۔

کتنی پرانی یادیں تازہ ہو گئی تھی۔۔

وہ ایک ایک چیز کو دیکھتے ہوئے مسکرادی۔۔

چیزوں کو دوبارہ ترتیب سے رکھتے ہوئے نوٹ بک سے اک رقعہ پھسل کر اسکی جھولی میں گر گیا۔۔

رقعے کو جہاز کی شکل میں ڈھالنے کی کوشش کی گئی تھی۔۔ گو کہ رقعہ سیدھا تھا مگر نقش گہرے تھے۔۔اس نے تہہ کو کھولا۔۔

" You're my favorite"

یہ حسنین کی رائٹنگ تھی۔۔

"یہ تم نے پھینکا ہے حسنین "

" ! نومس "

" گیٹ آئوٹ آف مائی کلاس "

"مگر میں نے کچھ کیا ہی نہیں "

"گیٹ آئوٹ آئی اسیڈ "

وہ پہلے سے بھی زیادہ تیز آواز میں غصے سے چلائی تھی حسنین کا جبڑے بھینچنا اور بیگ جھپٹتے ہوئے کلاس سے باہر جانا

اسے یاد تھا۔۔۔اسکے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہونے لگی۔۔

اس نے رقعہ دوبارہ بند کر کے نوٹ بک میں رکھا۔۔

" کیا ہوا؟ کس بات پر مسکرایا جا رہا ہے ؟ "

اشعر جو کب سے اسکے سر پر کھڑا تھا انجان بنتے ہوئے پوچھنے لگا اور اسکے پاس داز نو بیٹھ گیا۔۔

" کچھ نہیں "

اس نے باکس بند کر کے پرے کھسکایا اور اسکی طرف متوجہ ہوئی۔۔۔

" واقعی میں حسنین دلآور خان کو تمہارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ آج زندگی کے جس مقام پر ہے صرف تمہاری وجہ سے ہے۔۔اگر تم اس پر توجہ نہ دیتی تو آج وہ بھی اپر کلاس نوجوانوں کی طرح ڈرگز و شراب کا عادی ہو کر اپنا فیوچر برباد کر چکا ہوتا۔۔اور اب دیکھو کتنی شاہانہ زندگی بسر کر رہا ہے "

ہمم یہ تو ہے آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن وہ میرے احساس شاید

"فراموش کر چکا ہے

اس نے مسکرا کر کہتے ہوئے تعریف وصول کی تھی۔۔

" تم سے اک بات کہوں..اگر وہ ابھی بھی تمہیں پسند کرتا ہے تو شادی کر لو اس سے

"

اشعر نے دل ہی دل میں محفوظ ہوتے ہوئے اسکی اڑتی ہوئی رنگت

!دیکھی۔۔۔اسے کیا لگا اسے کچھ پتا نہیں

وہ ہمیشہ سے ایسی ہی تھی۔۔دل کی بات دل میں ہی رکھتی تھی۔۔۔ہر راز کو دل کے نہاں خانوں میں چھپا کر رکھنے والی۔۔خود کو ہر تکلیف کے وقت بھی مضبوط ظاہر کرنے والی۔۔

اس نے چند لمحے مجرمانہ خاموشی اختیار کرنے کے بعد دھیمے سے پوچھا

" ! آپ جانتے تھے "

اشعر نے جواباً مسکرا کر کہا

" مجھے بہت پہلے سے پتا ہے "

چاہت کوئی جواب نہ دے سکی۔۔

اشعر نے گہرا سانس لیا اور دھیمے لہجے میں بولا

وہ ایک بہترین ہذبینڈ ثابت ہو گا۔۔اگر تم اسکا انتخاب کرو گی تو یقین مانو وہ"

" تمہیں ناامید نہیں کرے گا

اشعر کے لہجے سے لگ رہا تھا کہ وہ اس سے بہت متاثر تھا۔۔۔

حسنین کی والہانہ محبت کے احساس کو نظر انداز کر دینا آسان ہو بھی کیسے سکتا ہے

اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔۔۔

اسکی ظاہری شخصیت، اسکا کردار، اسکی دولت، اسکی ذہانت متاثر کن " ہو سکتی ہے، مگر وہ بہت غیر زمہ دار شخص ہے اشعر بھائی میں جانتی ہوں " اسے

وہ مدھم لہجے میں آگاہی کے در کھول رہی تھی۔۔۔اور شاید کہ زندگی میں کسی کے ساتھ اتنی ایمانداری اور سچائی سے اپنے دل کا حال کہہ رہی تھی

۔۔۔

" !...وہ زمہ دار ثابت ہو سکتا ہے اگر تم موقع دو تو "

اشعر نے دبائو ڈالتے ہوئے کہا تو چاہت نے کن اکھیوں سے اسکو دیکھا

" آپ سے کچھ ہے کیا اس نے میرے بارے میں ؟ "

" تمہارے بارے میں کچھ کہہ کر تو دکھائے "

اشعر نے اسکا سر بغل میں دبوچتے ہوئے اسکے بال بگاڑے۔۔

تایا جو کب سے چوکھٹ پر کھڑے انکی گفتگو سن رہے تھے مداخلت کرتے ہوئے بولے

ادھر میری زوجہ محترمہ کب سے اکیلی کام کر رہی ہیں اور تم دونوں کام "

" چور یہاں گپے ہانک رہے ہو

وہ دونوں اک دن اٹھے۔۔

"معافی چاہتے ہیں مالک "

اشعر نے لہجے میں مصنوعی خوف طاری کرتے ہوئے کہا

تمہاری امی نے کھانا لگا دیا ہے۔۔ تم دونوں ہاتھ منہ دھو کر آجائو پہلے "

"کھانا کھالو باقی کام بعد میں کر لینا

" اس احسان کی کیا ضرورت تھی مالک "

اشعر کو ایکٹنگ پھر سے دورہ پڑا

" یہ احسان میں تم پر بچپن سے ہی کر رہا ہوں نالائق "

تایا ابو کے تیز انداز میں تنز تھا

بلکل۔۔۔! احسان مانیں تایا ابو کا ورنہ بتائیں آپ جیسے نالائق کو کون پالتا "

" ہے

چاہت نے چڑانے والے انداز میں کہا

"تم رکو تمہیں میں بتاتا ہوں۔۔نالائق کسے کہا "

وہ تایا ابو کی اوٹ نکل کر سرپٹ بھاگی اور اشعر بھی اسکے پیچھے بھاگا۔۔۔

تایا ابو نے مسکرا کر سر جھٹکا تھا اور ان کے پیچھے ہو لئے

اویس لغاری کے فرار کی ساری کوشش ناکام ہوتی جارہی تھی۔۔وہ زخمی شیر بناہوا تھا۔۔۔

مہران کے قتل کیس کے ساتھ کرپشن، زیادتی، آف شورا کائونٹس، آمدن سے زائد اثاثے اور جانے کتنے ہی اور کیس ری اوپن ہو چکے تھے۔۔۔جو کبھی ثبوتوں کی عدم موجودگی کی وجہ سے عدالت نے برخاست کر دیئے تھے۔۔۔

آج عدالت کا فیصلہ تھا۔۔۔

ایشان کی حالت بہت دگرگوں تھی۔۔۔

آفس آنا تو اس نے کب کا چھوڑ دیا تھا۔۔۔

کھانے پینے پر بھی وہ خاص دھیان نہیں رہے تھا۔۔۔

شدید زہنی آزمائش، ڈپریشن اور بے سکونی کا شکار تھا۔۔۔جس وجہ سے وہ بیمار پڑ چکا تھا۔۔۔

وردہ اسکی وجہ سے بہت پریشان تھی نہ ہی وہ اسکی بات مان رہا تھا نہ ہی کسی اور کی۔۔

حسنین کو سامنے دیکھ کر غصے سے آپا کھو دیتا تھا۔۔۔اسکا نام بھی سننا نہیں چاہتا تھا۔۔۔

" کورٹ جا رہے ہو؟ "

وردہ نے اسے ریڈی ہوتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔۔

مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔وہ اسکی ازیت سے واقف تھی۔۔۔ اسی لئے دھیمے سے کہنے لگی

" میں جانتی ہوں تمہارے لئے یہ سب کتنا مشکل ہے۔۔ مگر ایشان اک پل کے لئے سب کچھ فراموش کر کے صرف یہ سوچو کہ اک معصوم کا قتل ہوا ہے۔۔۔اسے معصوم کے لواحقین کے بارے میں سوچو، کیا تمہارا دل اجازت دیتا ہے کہ اس کے قاتل کھلے گھومتے رہیں۔۔ کیا وہ انصاف کا

حقدار نہیں۔۔۔؟ کیا تمہارا ضمیر اجازت نہیں دیتا کہ اک بار قاتل کے

" گریبان پکڑ کر پوچھو کہ آخر کیوں کیا ایسا؟

اس نے آہستگی سے اسکے دونوں ہاتھ پکڑے

حسنین نے ثمینہ پھپھو اور دادا ابو کے ساتھ جو بھی کیا اسکا دکھ مجھے بھی "

ہے مگر ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ان کے ہاتھ اک معصوم کے خون

رنگے ہیں۔۔ کیا تم ساری زندگی اس بوجھ کے ساتھ گھٹ گھٹ کر جی لیتے؟

"تم یقیناً ایسا نہیں کر سکتے تھے کیونکے میں نے یہ عذاب جھیلا ہے

وردہ نے اسکے ہاتھ چھوڑ دیئے۔۔ کیونکہ اسکا ضبط ٹوٹ رہا رہا۔۔۔ وہ خود کو

ابھی تک مورد الزام ٹھہراتی تھی۔۔۔

! کاش وہ ایسا نہ کرتی

مگر اب جو اس نے کیا اسکے لئے وہ بلکل شرمندہ نہیں تھی۔۔ بلآخر ایک نہ

ایک دن تو ایسا ہونا تھا

ایشان نے کوئی جواب نہیں دیااور خاموشی سے کمرے سے واک آئوٹ کر گیا۔۔۔

---

اویس لغاری کو مہران کے قتل ودیگر کیسسز کی بناپر عمر قید کی سزا سنائی گئی تھی۔۔

اسکی تمام تر جائیداد ضبط کرلی گئی تھی۔۔

ثمینہ بیگم کواس قتل میں شریک ہونے کی بنا کر بھاری جرمانہ اور بارہ سال قید کی سزاہوئی تھی۔۔۔

وہ چلا چلا کر اسے اور دلآور خان کو بددعائیں دے رہی تھی۔۔ جیسے چند ہی دنوں کی قید نے ان کا ذہنی توازن بگاڑ دیا تھا۔۔

حسنین سے یہ سب دیکھا نہیں جا رہا تھا۔۔۔

اسکا ذہن عجیب منتشر، بے ربط سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا۔۔اوپر اسے ایشان کی بجھی ہوئی صورت دیکھ کر تو یوں محسوس ہوا دل کسی نے تیز دھار آرے سے کاٹ دیا ہو۔۔۔

وہ ثمینہ بیگم سے لپٹ لپٹ کر بے اختیار رویا

دلاور خان کو اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔۔

بلآخر لیڈی کانسٹیبل نے انہیں کھینچ کر الگ کیا اور وہاں سے لے گئیں۔۔۔

حسنین سگریٹ سلگا کر لبوں کے درمیان رکھتے ہوئے عدالت کے باہر احاطے کے قریب آرکا۔۔۔

اچانک اک شور سا اٹھا اور فضا میں فائر کی آواز گونجی تھی۔۔۔ حسنین گھبرا کر پلٹا۔۔

دروازے کے باہر جو سکیورٹی اہلکار کھڑا تھا وہ خون سے لتھڑا ہوا زمین بوس ہو رہا تھا۔۔

اویس لغاری پولیس سے اصلحہ چھین کر بھاگنے کی کوششوں میں تھا۔۔
اس پر نظر پڑی تو جیسے غصے سے پاگل ہو گیا اور فائر کھول دیا۔۔۔
اس سے پہلے وہ اپنا بچاؤ کرتا گولی سیدھا اسے آ لگی۔۔۔
وہ لڑکھڑایا مگر سنبھل گیا۔۔۔
اسکی اندھا دھند فائرنگ کو اک بہادر پولیس افسر کی مداخلت نے روکا
۔۔موقع ملتے ہی باقی افسران بھی مدد کو لپکے اور اسے دبوچ کر زمین پر زیر
کر دیا۔۔۔
اور گرفتار کر کے لے گئے۔۔۔
عدالت کے باہر اور شور و غل اور بھگدڑ کا سماں تھا۔۔۔کچھ دیر بعد پولیس
کے سائرن اور ایمبولینس کی آوازیں بھی سنائی دینے لگیں۔۔۔
نین ! "اک چیخ مجمعے کو چیرتی ہوئی اسکی سماعتوں سے ٹکرائی۔۔ایشان کی "
نظر اس پر پڑی۔۔۔
وہ لڑکھڑانے لگا۔۔۔اسے کسی مضبوط سہارے کی ضرورت تھی۔۔

کتنے ہی خدشات نے دلاور خان وجود کو حصار میں لے لیا تھا۔۔۔وہ کمرے عدالت میں بے جان ہوتے قدموں سے باہر کی جانب لپکے۔۔۔

"حسنین۔۔۔آنکھیں کھلی رکھنا۔۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا "

ایشان کی آواز آنسوئوں سے بھیگ گئی۔۔

میں۔۔۔۔۔ٹھیک ہوں "اسکی حالت غیر ہونے لگی۔۔ "

بابا۔۔۔"ایشان نے چیختے ہوئے مدد کے لئے پکارا تھا۔۔دلاور خان کے " قدموں میں تیزی آگئی۔۔

"حسنین۔۔۔بیٹا ہمت سے کام لو "

اسکی لرزتی کپکپاتی ہوئی آواز نکلی۔۔

"میں ٹھیک ہوں بابا "

دلاور خان کی بے چین و بے قرار پکار کے جواب میں کہا اور آنکھیں موند لی۔۔۔

وہ کس حوصلے سے اسے ہاسپٹل لائے تھے وہی جانتے تھے۔۔ گو کہ پولیس کیس تھا مگر پولیس بھی ساتھ ہی تھی تو ڈاکٹرز نے اسے فوری طور پر ایڈمیٹ کر لیا تھا۔۔۔

کئی چند گھٹنوں کے جانگسل لمحوں کے بعد جب ڈاکٹر صاحب نے صورت دکھائی تو وہ دونوں باپ بیٹا انکی طرف لپکے

گولی کندھے کو چھو کر گزری تھی۔۔ بلڈ کافی لاس ہو چکا تھا۔۔۔ مگر اچھا ہوا آپ اسے جلدی لے آئے ورنہ کچھ بھی ہو سکتا تھا " تھینکفلی پیشنٹ اب " خطرے سے باہر ہے۔۔

" تھینک یو سو مچ "

دلاور خان نے بے حد تشکر سے ڈاکٹر کو گلے لگا کر کہا تو وہ تسلی بھرے انداز میں انکا کندھا تھپتھپا کر چلے گئے۔۔۔

لمحے صدیوں کی مانند طویل محسوس ہو رہے تھے۔۔۔

دماغ سخت ذہنی دباؤ کا شکار تھا۔۔۔

وہ پریشان سا چہرہ بنائے بالکونی میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر براجمان تھی۔۔۔

اس نے سوچا تو یہی تھا کہ اسے اپنی زندگی، اپنے مسائل سے الگ کر دے گی۔۔۔اک بار لندن آ جائے گی۔۔تو سب کچھ بے معنی ہو جائے گا۔۔۔

نارمل ہو جائے گا

حسنین بھی اسے بھول جاتا۔۔اپنی لئے اک نئی زندگی کی شروعات کرتا اور وہ بھی !

اسے مزید اپنی وجہ سے اذیت سہتے دیکھنے کی ہمت ناپید تھی۔۔ مگر یہاں آکر بھی اسے چین نہیں پڑ رہا تھا۔۔

جب سے احمر نے اسکے شوٹ ہونے کی خبر دی تھی۔۔۔

اس نے عدالت کا فیصلہ جاننے کے لئے احمر کو کال کی تھی مگر جو اسے سننے کو ملا اسکے حواس مختل ہو گئے۔۔

اسکا دل پریشانی سے بیٹھا جا رہا تھا۔۔

وہ کئی لمحے جواب دینے کے قابل نہ ہو سکی تھی۔۔

اسے لگا یہ شخص اسے مجبور کر کے ہی دم لے لگا۔۔

زرادیر اور گزرے گی اور وہ اسکی محبت کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گی۔۔اس احساس نے یکایک لہو اسکی رگوں میں منجمند کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

اس نے بلآخر شکستہ دل ہو کر اسکا نمبر پش کیا تھا۔۔ جسکے اگلے ہی پل اس نے دل ہی دل میں ارادہ کیا کہ وہ فون نمبر چینج کر لے گی۔۔۔

" ہیلو؟ "

اسکی دھیمی کمزور آواز ایئر پیس پر ابھری۔۔۔

" حسنین! کیسے ہو؟ میں نے احمر سے سنا حادثے کے بارے میں "

اسکی آواز کی لرزش شاید نین سے چھپی نہ رہی۔۔

زندہ بچ گیا ہوں۔۔۔ مگر شاید آپ نے میرے مرنے کی خبر سننے کے "

لئے فون کیا تھا؟" اس نے جل کر پوچھا۔۔۔

وہ بند لمحے چپ رہی اور پھر بولی

" ! تم آواز سے تو ٹھیک لگ رہے ہو "

اسکا جواب سن کر وہ اداس ہو گیا

افسوس! دوسروں کی طرح مجھ سے چھٹکارا حاصل کرنے کی آپ کی دلی " مراد پوری نہیں ہو سکتی۔۔۔اب کو سیں ساری عمر بیٹھ کر مجھے!" وہ شکستہ لہجے میں بولا

" !مجھے کیا پڑی ہے "

اسکے دل کو عجیب سے احساس نے گھیرا۔۔۔

وہ کئی لحظے آنکھیں موندے خاموش رہا تھا۔۔۔پھر نرمی سے کہنے لگا۔۔۔

" مل گیا سکون آپ کو؟ مجھ سے دور جا کر؟ کب تک بھاگیں گی؟ آخر کب تک؟ "

اسکی آواز شدت جذبات سے مغلوب ہو گئی۔۔

" اگر میں اس ازیت میں مبتلا ہوں تو آپ بھی سکون سے نہیں رہ سکیں گی "

اسکے لہجے میں تلخی سی آگئی۔۔۔

چاہت نے گھبرا کر جلدی سے فون کاٹ دیا تھا۔۔۔

اور سم نکال کر کافی دیر گم سم بیٹھی رہی اور پھر سم اپنے پاس محفوظ کر لی

۔۔۔

کیا وہ بھی اسے یاد کرتی ہو گی؟

یا اس بے نام تعلق کی ازیت صرف اسکے حصے میں آئی تھی۔۔۔ کہیں اس نے شادی نہ کر لی ہو؟ یا کم از کم سوچتی تو ہو گی اس بارے میں اب تو بہت عرصہ بیت گیا ہے۔۔۔

اک پھانس سی اسکی سوچوں میں اٹک جاتی۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سب کی زندگیاں معمول پر آ گئیں تھیں

۔۔۔

ایشان اور وردہ کے ہاں ننھی پریسہ کی ولادت ہوئی تھی۔۔۔ جو ابھی چند ماہ کی تھی۔۔۔

بابا نے آفس آنا کم کر دیا تھا۔۔۔

کبھی کبھار چکر لگایا کرتے تھے زیادہ تر انکا وقت گھر میں اور گارڈن میں گزرتا تھا انہیں گارڈننگ کا شروع سے ہی شوق تھا۔۔۔

اک حسنین ہی تھا جس کی لگی بندھی روٹین تھی۔۔۔

جب وہ ان سب کے ساتھ مل کر بیٹھتا تو سارے غم بھول جاتا مگر دلاور خان کو اسکی آنکھوں کی ویرانیاں اندر سے بہت کھِلتی تھی۔۔وہ بھی چاہتے تھے کہ ایشان کی طرح اسکی بھی شادی ہو۔۔بچے ہو اک مکمل خوشحال زندگی گزارے۔۔ جس کے لئے وہ بہت بھاگ دوڑ کر رہے تھے

آج بھی انہوں نے اک خاص مقصد سے اپنے دوست خلیل احمد اور انکی مسز اور ہمراہ بیٹی کو ڈنر پر مدعو کیا تھا۔۔۔ حسنین کو لاتعداد کالیں کر چکے تھے مگر وہ کال پک نہیں کر رہا تھا بلآخر انہوں نے آفس کے نمبر پر فون کیا

۔۔

تم سے کہا تھا کہ آج جلدی آجانا خلیل احمد اور انکی مسز کو ڈنر پر مدعو کیا "

"ہے میں نے

یہ کیوں نہیں کہتے کہ انکی بیٹی بھی آرہی ہے" وہ چیخ کر بولا۔۔ "

" ہاں تو اس میں حرج ہی کیا ہے "

" حرج ہے بابا آپ جو چاہتے ہیں ویسا نہیں ہو سکتا۔۔ "

وہ زچ ہوا تھا

ہو سکتا ہے۔۔ بلکل ہو سکتا ہے۔اور اب ہو کر رہے گا۔۔۔ تم گھر پہنچو "

"فورا

ان کا انداز خالص باپ کا سا تھا۔۔۔اسکے اعتراضات کو رد کرتے ہوئے حکم دیا

"پلیززز بابا میں نہیں آئوں گا"

وہ بضد تھا۔۔اس نے جواب دیا اور کریڈل پٹخ دیا۔۔۔

اسکی نگاہوں میں عجب سوچ کا عالم تھا۔۔

۔پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ گھسائے آفس کی ونڈو کے قریب آکر رکا

۔۔۔۔

"سر یہ لفافہ آپ کے لئے آیا ہے "

آفس بوائے اک خاکی لفافہ اسکے ٹیبل پر رکھ کر پلٹ گیا۔۔۔

اس نے لفافہ چاک کیا تو اندر سے اک پرانا سا رقعہ برآمد ہوا۔۔۔اس نے حیران ہوتے ہوئے لفافے کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو بھیجنے والے کا نام پتا کچھ بھی درج نہیں تھا۔۔۔

اس نے مزید الجھ کر رقعے کی تہہ کو کھولا۔۔۔

"یو آر مائی فیورٹ "

یہ اسکی ہینڈ رائٹنگ تھی۔۔۔

ذہن کے دریچوں پر ماضی کی اک یاد لہرائی۔۔

یکا یک اسکی بجھی بجھی تھکن زدہ آنکھوں میں عجب خوبصورت جگنو چمکنے لگے۔۔۔

اسکے لب مسکرائے۔۔اور پھر یہ مسکراہٹ گہری ہوتی چلی گئی۔۔۔

اس نے بے تابی کے عالم میں پھر سے خاکی لفافہ دیکھا اور بار بار دیکھا۔۔۔۔

" ! کیامزاق ہے یہ "

کیاستم تھاکہ ایڈریس تک نہ درج کیاگیا۔۔یاشاید ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔۔۔

اسکاسیل بجنے لگا۔۔۔وہ اس وقت اچھاموڈ خراب نہیں کرناچاہتاتھااس لئے چھوٹتے ہی بولا

" بابامیں آپ سے کہہ چکاہوں میں نہیں آئوں گا۔۔ایک بار پھر سے کہہ رہاہوں میں نہیں آرہامجھے کوئی شادی وادی نہیں کرنی ہے۔۔آپ پلیز مسٹر اینڈ مسز خلیل کو واپس بھیج دیجئے"اس نے کہااور فون رکھ دیا۔۔

چند ساعتیں گزری تھی کہ فون پھر سے بجنے لگا۔۔

اس نے گہرا سانس لیااور فون کان سے لگایا۔۔

دوسری جانب مکمل خاموشی تھی۔۔۔

اس نے چونک کر فون کان سے ہٹاتے ہوئے نمبر دیکھا۔۔۔

اک غیر سناشانمبر تھا۔۔۔

ہیلو!" وہ الجھا۔۔ "

جواباً اک طویل خاموشی کا راج تھا۔۔۔

یکایک اسے احساس ہوا پہلے آنے والی کال بھی بابا کی نہیں تھی۔۔۔اس نے پھر غیر شناسا نمبر دیکھا۔۔اک بہت شناسا شخص کا

" !کیوں فون کیا آپ نے جب بات ہی نہیں کرنی تو۔۔۔ "

اسکے لہجے میں شکوہ تھا۔۔۔

ہنوز جواب ندارد

" ختم کر دیں میری محبت کی آزمائش کو مجھ سے شادی کر لیں "

مہربان، شناسا، دل میں اترتی آنکھیں اسکے تصور میں در آئیں تو وہ مسکراتے ہوئے بولا۔۔

" اب یا تو آپ مجھے ہاں کہیں گی یا پھر میں مسٹر خلیل کی بیٹی کو۔۔۔ فیصلہ آپ پر ہے۔۔۔بس بہت ہو گیا میں تھک گیا ہوں۔۔اب اور برداشت نہیں ہے مجھ میں"

عجب دھونس بھرا انداز تھا۔۔۔اس نے دوٹوک لہجے میں کہا

پھر تم خلیل صاحب کی بیٹی کو ہاں کہہ دو"اسکی خوبصورت نرم آواز اسکے "
کانوں سے ٹکرائی

یہ ناممکن ہے"وہ فورا بولا "

"تو میں ہاں کہہ دیتی ہوں "

کیا واقعی؟"اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آیا۔۔ "

اتنی آسانی سے۔۔۔نہیں! مطلب۔۔۔؟آپ!'ہاں'کہہ رہی ہیں ناں "
" ؟مجھے یقین نہیں آرہا

خوشی، حیرانگی، بے یقین سے اسکے اعصاب ہڑبڑاہٹ کا شکار تھے۔۔
سانسیں تیز تیز چل رہی تھی۔۔۔

وہ اسکی حالت سے محفوظ ہوتے ہوئے کھلکھلا کر ہنس دی۔۔۔

" ! مجھے لگا آپ مجھے بھول گئی ہوں گی "

اس نے کاغذ کو دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ لبوں پر بڑی گہری، خوبصورت مسکراہٹ لئے اسے تصور کر رہا تھا۔۔۔اس وقت بہت خوش تھا۔۔۔بہت

---

---

وائٹ اور گولڈن رنگ کے گھیر دار فراق میں ملبوس گوٹہ کناری والا دوپٹہ سر پر سیٹ کیئے۔۔

ہلکے سے میک اپ اور میچنگ جیولری پہنے بہت حسین لگ رہی۔۔اتنی کہ اسکی نگاہ ہی نہیں ہٹ رہی تھی۔۔۔

نکاع کا تقریب کا اہتمام انتہائی پرائیویٹ تھا۔۔۔

مہمانوں کی لسٹ بہت ہی محدود تھی۔۔

جس میں چاہت فیملی کے علاوہ،

حسنین کی فیملی اور ثمرہ آپی کی فیملی شامل تھی۔۔

اس کے برابر میں براجمان بظاہر تو اشعر سے باتیں کر رہا تھا مگر اسکا دل کہیں اس میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔اسکی خوشبو حواسوں پر اک نشے کی طرح چھانے لگی۔۔۔

کچھ دیر پہلے جب نکاح کی رسم ادا کی گئی تو سب نے مبارکباد دیتے ہوئے اسے گلے لگایا تھا۔۔

۔اسکے اوسان خطا ہو گئے جب وہ سیپریٹر کو ہٹاتے ہوئے اسکے قریب آیا تھا اور حیرانگی کی بات تو یہ تھی کہ کسی نے مداخلت نہ کی سبکے لبوں پر معنیٰ خیز سی مسکراہٹ تھی۔۔

اسنے جھک کر اسکی روشن پیشانی پر لب رکھ دیئے۔۔۔چاہت کو لگا کہ اسکی سانسوں کی تپش سے سارا چہرہ جل اٹھا ہے۔۔اتنا کافی نہیں تھا۔۔اس نے اسکی کمر کے گرد بازو پھیلا کر سینے میں بھینچ لیا۔۔۔

وہ مشکلوں میں گھر گئی تھی مگر اسے جیسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔۔

اسے دھڑکنوں کا شور کانوں میں سنائی دے رہا تھا۔۔اس نے خود کو الگ کرنے کی سعی کی تھی۔۔ مگر ندارد۔۔

اسکی گرفت بہت مضبوط تھی۔۔

مختصر سے ایونٹ کے بعد سب نے کھانا اور واپس لوٹ گئے۔۔۔ ثمرہ آپی اسے پھولوں سے سجے کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں۔۔۔

للی اور گلاب کے پھولوں کی خوشبوئوں سے کمرہ معطر تھا۔۔خوشبو اتنی تیز تھی کہ چند لمحے بیٹھنے کے بعد اسے سانس لینا دشوار ہونے لگا۔۔۔

انتظار کی گھڑیاں طویل ہونے لگیں تو اس سے رہا نہ گیا۔۔۔اس نے پنوں سے دوپٹہ آزاد کر کے کندھوں پر پھیلایا اور بالکونی کا دروازہ کھول کر باہر آگئی۔۔۔

گہری گہری سانسیں لینے لگی۔۔

کمرہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی تھی۔۔وہ قدم قدم اٹھاتے ہوئے اسے پیچھے آکر رکا۔۔۔

یہاں کیوں کھڑی ہیں؟" وہ پلٹی "

"یونہی۔۔۔۔بس دل گھبرا رہا تھا "

ابھی سے!" انداز بڑا معنی خیز تھا۔۔۔اسکی نظروں میں بے پناہ والہانہ "

پن تھا۔۔۔

"ابھی تو میں نے کچھ کیا بھی نہیں ہے "

اسکی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔۔۔

اسکے سامنے اسکے قریب کھڑا بغور اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔جیسے وہ اسکی کیفیت سے حد درجہ محفوظ ہو رہا تھا۔۔چاہت کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔۔۔

" اب بتائیں؟ آگیا میری محبت پر یقین؟"

وہ مدھم لہجے میں جیسے سارے حساب آج ہی بے باک کرنے پر تلا ہوا تھا جبکے اسے سب کچھ عجیب لگ رہا تھا۔۔ عجیب احساس تھا۔۔اسکے ہاتھ پیر ٹھنڈے پڑ رہے تھے۔۔۔

وہ بھاری بھر کم فراق سنبھالتی ہوئی بیڈ پائنتی کے قریب بیٹھ گئی۔۔۔۔۔۔

حسنین نے کچھ متفکر ہو کر گلاس میں پانی انڈیلا اور گلاس اسکی جانب بڑھایا۔۔۔

" آپ ٹھیک ہیں ناں؟ "

وہ مدھم سے کیئرنگ لہجے میں پوچھ رہا تھا۔۔۔

ہمم "اس نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔ "

میں نہیں جانتا آپ مجھے اتنا بے بس کیوں کر دیتی ہیں۔۔بہت ناراض تھا " میں آپ سے۔۔۔بہت غصہ تھا مجھے آپ پر۔۔غصہ بھی نہیں کر پا رہا ہوں "

اس نے مدھم لہجے میں کہا اور تھک کر مسکرا دیا۔۔۔

آپ سمجھ نہیں سکتی میری کیفیت۔۔اس دن کے لئے میں نے کتنے " خواب دیکھے تھے۔۔ کتنی بار ان خوابوں نے میری آنکھوں کو زخمی کیا ہے ۔۔لگا کہ جیسے آپ کا اور میرا ساتھ اک افسانوی سی بات ہے۔۔۔! کتنی بار

اس ازیت سے بکھرا ہوں۔۔ کتنی بار خود کو پھر سے سمیٹا ہے۔۔اور بالآخر

"آج آپ میری ہو ہو گئ

اقرار و امتزاج کا عجیب منظر تھا۔۔

اسکے لہجے میں جنون بول رہا تھا۔۔۔

اس نے پلکیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔

وہ خفا تھا۔۔۔ناراض تھا۔۔۔بیک وقت شوخ بھی تھا کتنے سارے جذبات

ایک ساتھ چہرے پر اترے تھے۔۔۔

چاہت مسکرائے بغیر نہ رہ سکی۔۔۔

" ! بہت خوبصورت لگ رہی ہیں "

اس نے ہاتھ بڑھا کر اسکے سحر انگیز چہرے کو خوابناکی کے عالم میں چھوا

۔۔۔اسکے انداز میں بے یقینی کا عالم تھا۔۔۔اس نے اسے خود سے قریب

کر لیا۔۔۔

ان پر تپش لمحوں کی تپش سے چاہت کو اپنا چہرہ جلتا ہوا محسوس ہو رہا تھا ۔۔۔وہ ہلکا سا کسمسائی مگر اسکے حواسوں پر سوار ہو چکی تھی بچنے کی سعی کرنا دشوار تھا۔۔۔

---

ہوا میں ہلکی سی نمی برسات کی آمد کا مژدہ سنا رہی تھی۔۔ سفید بادلوں کے ٹکڑے بھی ادھر ادھر تیرتے دکھائی دے رہے تھے اس نے پردے برابر کر دیئے اور بیڈ پر اسکے قریب ٹِک گیا۔۔۔آہستگی سے اسکے بالوں کی الجھی لٹھوں کو سلجھاتے ہوئے بے اختیار ہی اس نے اسکی پیشانی پر لب رکھ دیئے۔۔۔

ایکدم گھبرا کر اسکی آنکھ کھل گئی۔۔۔ ملگجے سے اندھیرے میں بیڈ کرائون سے لگے اسکے وجود کو دیکھا تو اس کا سانس بحال ہونے لگا۔۔

" ! ڈرا دیتے ہو کبھی کبھی مجھے تم "

اس نے گہرا سانس لیا تو پورے کمرے میں اسکی خوشبو بکھری ہوئی تھی جو اب اسکی سانسوں میں گھلنے لگی۔۔

وہ بے حد شرمندہ ہوا تھا

آئم سو ساری ! میں بس جا رہا تھا آپ کو جگانے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا "

"

اسکے بالوں میں چہرہ چھپاتے ہوئے اس نے نرم سی سرگوشی کی۔۔

"کہاں جا رہے ہو اتنی صبح؟ "

وہ ایکدم چونک کر سیدھی ہوئی اور ہاتھ بڑھا کر فون کی اسکرین روشن کر کے وقت دیکھا۔۔۔ صبح کے پانچ بج رہے تھے

بھول گئیں۔۔بتایا تو تھا آج فلائٹ ہے میری بزنس کے سلسلے میں مجھے "
پاکستان جانا ہے چند دنوں کے لئے "اسکی آواز میں اداسی چھلک رہی تھی

۔۔۔

یہ چند دنوں کی دوری اسکی جان کر بنی ہوئی تھی۔۔
اوہ!"چاہت نے کب سکوڑتے ہوئے کہا۔۔۔جیسے محفوظ ہوئی تھی "
اسکی حالت پر

" ناشتہ بنادوں تمہارے لئے؟ "

نہیں۔۔ نہیں۔۔آپ سو جائیں میرا آپ کی نیند خراب کرنے کا کوئی "
" ! ارادہ نہیں تھا میں تو بس

وہ معصوم سی صورت بنا کر اسے دیکھنے لگا اور پھر اسکے کندھے پر سر رکھ لیا

۔۔

اس سے دور کہیں جانے کو دل ہی کہاں چاہتا تھا۔۔وہ تو ہر وقت ہر پل
اسے اپنے قریب دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

ایک ہفتہ کی دوری تو پھر تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

اسکی صورت دیکھ کر چاہت کی ہنسی چھوٹ گئی۔۔۔

ریلکیس۔۔کچھ ہی دنوں کی تو بات ہے "اس نے کہااور بال باندھتے "

ہوئے بستر سے اٹھی

" میں ناشتہ بنا رہی ہوں۔۔۔تم کر کے جانا "

اس نے اک نظر اسکے حلیے پر ڈالی۔۔

جو جانے کے لئے تقریباً تیار تھا۔۔مگر ہمت نہیں جٹا پا رہا تھا اسکی صورت

دیکھ کر چاہت اک بار پھر سے مسکرا دی تھی۔۔۔

آپ رہنے دیں میں ملازمہ سے کہہ دیتا ہوں "وہ اٹھ کر قریب آیا۔۔ "

ملازمہ اس وقت کہاں اٹھی ہو گی ڈیئر ہز بینڈ! جانے کے غم میں آپ کا "

" دماغ کام کرنا چھوڑ رہا ہے

اسکے تنز کے جواب میں حسنین کے لبوں پر مسکراہٹ گہری ہوتی چلی

گئی۔۔۔۔۔

اس بڑی محبت سے اسکی پیشانی کو چوما تھا اور اسکے گرد حصار کھینچ کر کندھے پر سر رکھ لیا۔۔

اسکی ذات کی تکمیل ہو گئی تھی کہ وہ اسکے بغیر ادھورا تھا۔۔۔اس نے اطمینان سے آنکھیں موند لیں۔۔

چاہت کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ پوچنے کی حد تک اسکے عشق میں مبتلا ہے۔۔۔

صبح سو کر اٹھتی تو اسے بڑی فرست سے اپنی جانب تکتے ہوئے پاتی۔۔۔اسے اندازہ تھا مگر وہ گماں نہ کر سکی کہ یہ شخص اسکے لئے جنون کی حد تک پاگل تھا۔۔۔

اسکے والہانہ جذبات اور بے اختیارانہ اعترافات نے اسکے وجود کو سرخوشی کی چادر میں لپیٹ دیا تھا۔۔۔

چاہت کو کبھی کبھی خود پر رشک آنے لگتا۔۔

۔تو کبھی اسکی محبت پر۔۔

وہ ہر ہر لمحہ، ہر پل، اپنے رب کا شکر ادا کرتے نہ تھکتی۔۔ جانے کن نیکیوں کا صلا تھا یہ شخص! کن تمنائوں کی تکمیل تھا۔۔ کن خوابوں کی تعبیر تھا۔۔۔

وہ سوچتی رہی جاتی۔۔۔

مگر یہ تو خدا کے فیصلے تھے۔۔

اس احسان پر وہ رب کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔۔۔

ناشتہ کرنے کے بعد اس نے اپنا کچھ ضروری سامان جو پیک کیا تھا ڈگی میں رکھنے لگا۔۔

چاہت کو بڑی حیرانگی ہوئی تھی اور بیک وقت شرمندگی بھی۔۔ مگر وہ اکثر ہی اپنے ذاتی کام خود کر لیا کرتا حتی کہ اسکے کام بھی کر دیا کرتا۔۔

نکاح کے بعد اسکے اندر حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوئی تھی۔۔ اشعر بھائی سہی کہتے تھے۔۔

وہ اک زمہ دار شخص ثابت ہوا۔۔

چاہت کواس بات پر کم از کم افسوس نہیں تھا کہ اس نے اسے موقع دیا تھا

---

اس نے سامان سیٹ کیااور پلٹ کر اسکی طرف آیا۔۔وہ دروازے کے پٹ سے سر ٹکائے اسے دیکھتے ہوئے گہری سوچوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔۔وہ مسکرادیا۔۔

" اداس نہیں ہونا بس کچھ ہی دنوں کی بات ہے "

یہ مجھ سے کہہ رہے ہو یا خود سے؟" وہ ہنس دیا۔۔ "

" اپنا خیال رکھئیے گا "

اس نے تاکید کی اور اسکا ہاتھ چوم پلٹا

کتنا خوبصورت تھا اس کے ہمراہ اک خوشگوار زندگی کا سفر ! اس نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا اور گاڑی آگے بڑھادی۔۔چاہت دوازہ لاک کر کے پلٹی۔۔اسکے سیل پر سیٹ فجر کا الارم بجنے لگا تھا۔۔۔وہ وضو کر کے نماز ادا کرنے لگی۔۔

ختم شد